ردِّ قادیانیّت

رسائل

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

احتسابِ قادیانیّت

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 514122

رَدِّ قادیانیت

رسائل

● حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

احتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة
حضوری باغ روڈ ۔ ملتان ۔ فون : 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ۰ امابعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے احتساب قادیانیت کی تیرھویں جلد پیش خدمت ہے۔ حضرت الامام علامہ سید محمد انورشاہ کاشمیریؒ کے تین مایۂ ناز شاگردوں کے فتنہ قادیانیت سے متعلق رشحات قلم کو یکجا کیا جارہا ہے۔

۱..... حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ (و۱۳۱۴ھ/م ۱۳۹۶ھ)

۲..... مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ (و۱۳۱۸ھ/م۱۳۸۲ھ)

۳..... شیخ التفسیر حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ (و۱۳۱۸ھ/م۱۴۰۳ھ)

حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

پاکستان کے مفتی اعظم اور ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ۱۳۱۴ھ دیوبند میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۱شوال ۱۳۹۶ھ کو کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند ان کا مادر علمی تھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انورشاہ کاشمیریؒ کے مایۂ ناز شاگرد اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں مدرس اور دارالافتاء کے صدر نشین رہے۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ کے قلم سے ۳۷ہزار بیاسی فتوے جاری ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد دارالعلوم کراچی میں قائم کیا۔ درس وتدریس' تصنیف وتالیف آپ کے محبوب مشاغل تھے۔ دولاکھ کے قریب آپ کے قلم سے فتوے جاری ہوئے۔ آپ کے ردقادیانیت پر گرانقدر کتب ورسائل یہ ہیں:

(۱.....۲)''ھدیۃ المھدیین فی تفسیر آیت خاتم النبیین ''اصلاً عربی میں تالیف فرمائی بعد میں ''ختم نبوت کامل'' کے نام سے اسے جامع ومکمل کتاب کے طور پر شائع فرمایا۔

(۳.....۴)''التصریح بما تواترفی نزول المسیح ''عربی میں آپ نے مرتب فرمائی۔ آپ کی سرپرستی آپ کے استاذ گرامی حضرت مولانا سید محمد انورشاہ کاشمیریؒ نے فرمائی۔ التصریح کی تخریج عرب عالم دین شیخ ابوغدہؒ نے کی۔ ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے

شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد میں بیروت ومدینہ طیبہ سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔اس کا اردو ترجمہ ''نزول مسیح اور علامات قیامت'' کے نام سے حضرت مرحوم کے جانشین ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے کیا۔ یہ چاروں مستقل کتابیں ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ان کی بارہا اشاعت ہوئی۔ عام طور پر مل جاتی ہیں۔اس لئے ''احتساب قادیانیت'' کی اس جلد میں ان کو شامل کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ان کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے ذیل کے آٹھ رسائل اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:

۱...... طریق السداد فی عقوبة الارتداد

۲...... دعاوی مرزا

۳...... مسیح موعود کی پہچان

۴...... وصول الافکار الیٰ اصول الاکفار

۵...... عالم الاسلام والقادیانیه عداوة القادیانیة للمالك الاسلامیة (عربی) ممالک اسلامیہ سے قادیانیوں کی غداری (اردو)

۶...... ایمان وکفر قرآن کی روشنی میں

۷...... البیان الرفیع (بیان در مقدمہ بہاول پور)

۸...... فتاویٰ جات رد قادیانیت (ماخوذ از فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲)

ان تمام رسائل کا تعارف ہر رسالہ کے ابتداء میں مختصراً عرض کر دیا گیا ہے۔اس خدمت کے ذریعہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے ایک گونہ نسبت حاصل ہوگئی۔ جو یقیناً سعادت دارین ہے۔ حق تعالیٰ اس حقیر سی محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نوازیں۔ آنحضرت ﷺ کی امت کے لئے باعث ازدیاد ایقان اور قادیانیوں کے لئے باعث ایمان فرمائیں۔وماذالك علی الله بعزیز!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ دیوبندیؒ

خاتم النبیین لا نبی بعدی

طریق السداد
فی عقوبة الارتداد

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف

۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کابل میں قادیانی مبلغ نعمت اللہ کو بجرم ارتداد سزائے موت دی گئی۔ اس پر قادیانی اور قادیانی نواز گروہ نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اخبارات میں لے دے شروع ہوگئی۔ اکابر علمائے دیوبند نے والئی افغانستان کے اسلامی فیصلہ کی بھرپور تائید کی۔ ارتداد کی اسلامی سزا قتل پر رسائل لکھے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اخبارات کو بیان جاری کیا۔ بعد میں معمولی ترمیم واضافہ سے اسے رسالہ کی شکل میں شائع کردیا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

طریق السداد فی عقوبۃ الارتداد

خلفائے راشدینؓ اور قتل مرتد

خلافت اسلامیہ کی ساڑھے تیرہ سو سالہ عمر میں ہمیشہ مرتد کو سزائے موت دی گئی ہے!

قادیانی مذہب اور اس کی تحریفات نے جن ضروریات اسلامیہ کو تختۂ مشق بنایا ہے وہ غالباً ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں۔ ختم نبوت کا انکار' نزول مسیح کا انکار' فرشتوں کا زمین پر آنے سے انکار' وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ تھا۔ مگر ہم سمجھتے تھے کہ یہ سب مرزا قادیانی کے دم تک ہیں۔ کیونکہ: ''وہ اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتے تھے اور اس کا مستحق سمجھتے تھے کہ حدیث نبوی کے ذخیرہ میں سے جس حصہ کو چاہیں لیں اور جس کو چاہیں (نعوذ باللہ) ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں۔'' جس کا خود مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳ ص۱۵' خزائن ج۱۷ ص۴۰۱ ملخص' وغیرہ میں) کھلے بندوں اعلان کیا ہے۔ لیکن آج نعمت اللہ خان مرزائی کے قتل نے یہ بات دکھلادی کہ:

ایں خانہ تمام آفتاب است

مرزا قادیانی کے مرنے سے بھی نصوص شرعیہ کی تحریف اور بدیہی الثبوت مسائل اسلامیہ کے انکار کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا روحانی فیض آج تک اپنے لوگوں میں کام کررہا

ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ شریعت اسلام کا کھلا ہوا فیصلہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہونے کی سزا قتل ہے۔ آیات قرآنیہ کے بعد احادیث نبویہ کا ایک بڑا دفتر اس حکم کا صاف طور سے اعلان کر رہا ہے۔ جن میں سے تقریباً تیس حدیثیں ہمارے زیر نظر ہیں۔ جن کو اگر ضرورت سمجھی گئی تو کسی وقت پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر خلافت اسلامیہ کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے لے کر بعد کے تمام خلفاء کا متواتر عمل بتلا رہا ہے کہ یہ مسئلہ ان بدیہات اسلامیہ سے ہے کہ جس کا انکار کسی مسلمان سے متصور نہیں۔ بایں ہمہ آج جبکہ دولت افغانستان نے اس شرعی اور قطعی فیصلہ کے ماتحت نعمت اللہ خان مرزائی کو قتل کر دیا تو فرقہ مرزائیہ کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری اور بالخصوص اس کا آرگن پیغام صلح سرے سے اس حکم کے انکار پر تل گئے اور دولت افغانستان پر طرح طرح کے بیہودہ عیب لگانے اور ان کے عین شرعی فیصلہ کو وحشیانہ حکم ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ ہمیں اس دیدہ دلیری معاصر سے سخت تعجب ہوا کہ وہ ملت اسلامیہ کو چیلنج دیتا ہے کہ: ''از روئے شریعت اسلامیہ مرتد کی سزا قتل ہونا ثابت کریں۔'' حالانکہ یہ مسئلہ اسلام میں اس قدر بدیہی الثبوت ہے کہ ہم کسی مسلمان پر بلکہ خود ایڈیٹر پیغام صلح پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتے کہ وہ اس قدر ناواقف اور احکام شرعیہ سے غافل ہوں گے کہ ان کو قتل مرتد کی کوئی دلیل ادلہ شرعیہ میں نہیں ملی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے دلائل اور اس کے محیّر العقول لطائف ان کی پرواز سے بالاتر ہونے کی وجہ سے ان کی نظر سے اوجھل رہے ہوں۔ لیکن یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ احادیث کا اتنا بڑا دفتر ایک ایسے شخص پر بالکل مخفی رہے جو منہ بھر بھر کر علم کی ڈینگ مارتا ہے اور علمائے اسلام کے منہ آتا ہے؟۔ ہاں میں ان کو اس میں بھی معذور سمجھتا کہ یہ سب حدیثیں غیر درسی کتابوں میں ہوتیں۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ ان میں سے دس بارہ حدیثیں وہ ہیں جو حدیث کی درسی کتابوں (صحاح) پر ایک سرسری نظر ڈالنے والے کے بلاتکلف سامنے آ جاتی ہیں۔ جن سے معمولی درجہ کے طالب علم ناواقف نہیں رہ سکتے۔ مگر ایڈیٹر پیغام صلح ہیں کہ نہایت دلیری کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ سنت نبوی میں قتل مرتد کا کوئی اسوہ نہیں ملتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام غیظ وغضب کی بدحواسی میں ان کے قلم سے نکل گیا ہے۔ جس پر وہ افاقہ کے بعد قرآن وحدیث کو دیکھ کر پشیمان ہوئے ہوں گے۔ یا واقع میں ان کی تحصیل اور مبلغ علم یہی ہے کہ جس حکم سے قرآن وحدیث اور تعامل سلف کے دفتر بھرے ہوئے ہوں ان کا دماغ اس کے علم سے ایسا کورا ہے کہ علمائے اسلام کو اس کے اثبات کا اس بیہودہ خیال پر چیلنج دے

رہے ہیں کہ وہ ثابت نہ کر سکیں گے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم ایڈیٹر صاحب کو اس معاملہ میں بھی معذور سمجھیں گے۔ کیونکہ ان کو مرزا قادیانی ایک ایسے کام میں لگا گئے ہیں جس سے وہ کسی وقت فارغ نہیں ہو سکتے۔ مرزا قادیانی کے متہافت اور متعارض اقوال کی گتھیوں کا سلجھانا ہی عمر گنوا دینے کے لئے کافی ہے۔ ان کو کہاں فرصت کہ وہ خاتم الانبیا ﷺ کے دین کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ﷺ کی احادیث کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اگرچہ مرزائی فرقہ کی حالت کا تجربہ رکھنے والے حضرات یہاں بھی یہی کہیں گے کہ یہ سب شقیں غلط ہیں۔ دراصل یہ سب احکام قرآن وحدیث ان کے ضرور سامنے ہیں مگر وہ جان بوجھ کر دیکھتی آنکھوں ان کا انکار کر رہے ہیں۔ اور وہ اس میں بھی معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے آقا مرزا قادیانی کی یہی تعلیم ہے جس پر ان کی زندگی کے بہت سے کارنامے شاہد ہیں۔ بہر حال صورت کچھ ہو۔ آج پیغام صلح دنیائے اسلام کو پیغام جنگ دے کر یہ چاہتا ہے کہ اس مسئلہ کو اخباری گھوڑ دوڑ کا میدان بنائے۔ اگر اس کے نزدیک اسی کی ضرورت ہے کہ اس بدیہی الثبوت مسئلہ پر بحث کر کے اخبار کے کالموں کو پر کیا جائے تو ہمیں بھی کچھ ضرورت نہیں کہ اس کو غیر ضروری ثابت کریں۔ لہذا ہم مختصر طور پر یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ مرتد کے لئے کیا سزا تجویز کرتی ہے اور خلفائے راشدین ؓ اور بعد کے تمام خلفاء نے مرتدین کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟۔

قرآن عزیز اور قتل مرتد

اس بحث کو چونکہ مجھ سے پہلے اور افاضل بھی مفصل لکھ چکے ہیں۔ اس لئے صرف ایک آیت کو مختصراً پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ قال تعالیٰ: ''انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ، المائدہ ۳۳ '' یہ آیت ان لوگوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے۔ جس کا طویل واقعہ اکثر کتب حدیث وتفسیر میں موجود ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان لوگوں کو قتل کیا۔ جیسا کہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۳ اور فتح الباری ج ۸ ص ۲۰۶ باب انما جزاء الذین یحاربون اللہ) وغیرہ تمام معتبر کتب حدیث وتفسیر میں موجود ہے اور امام بخاریؒ نے قتل مرتد کے بارہ میں اسی آیت سے استدلال کرنے کے لئے احکام مرتد کے ابواب کو اسی آیت سے شروع فرمایا ہے۔ نیز سورۃ مائدہ کی تفسیر میں حضرت سعید ابن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں:

"یحاربون اللہ" سے مراد کافر ہونا ہے۔بخاری ج ۲ ص ۶۶۲ اور فتح الباری میں بحوالہ ابن حاتمؒ اسی کی تائید کی گئی ہے۔الغرض آیت مذکورہ مرتد کے لئے سزائے قتل تجویز کرتی ہے۔ پھر قتل کے معنے مطلقاً جان لینے کے ہیں۔خواہ تلوار سے یا سنگساری سے یا کسی اور طریق سے۔جیسا کہ امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں اور صاحب اقرب الموارد نے اقرب میں نقل کیا ہے۔

حدیث نبوی اور قتل مرتد

ہم نے نقل کیا ہے کہ کثیر تعداد احادیث اس مسئلہ کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔جن میں سے تقریباً تیس حدیثیں ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہمارے سامنے ہیں۔لیکن اخبار کے کالم اس کام کے لئے زیادہ موزوں نہیں معلوم ہوتے کہ ان میں اس قدر احادیث کا سلسلہ نقل کیا جائے۔اس لئے صرف ان گیارہ احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جو کتب صحاح یعنی احادیث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اخباری دنیا کے لئے بہت زائد ہے۔

۱..........."من بدل دینه فاقتلوه ۰ رواہ البخاری ج ۱ ص ۴۲۳ باب لایعذب بعذاب اللہ عن ابن عباسؓ" "جو شخص اپنے دین اسلام کو بدلے اس کو قتل کر ڈالو۔

۲..........حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ آنحضرت ﷺ کی طرف سے والئ یمن تھے۔ایک مرتبہ حضرت معاذؓ یمن پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرتد قید کر کے لایا گیا ہے۔حضرت معاذؓ نے فرمایا:"لااجلس حتیٰ یقتل قضاء اللہ ورسوله ثلاث مرات فامربه فقتل ۰ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد "میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔یہی ہے اللہ اور رسول کا حکم۔تین مرتبہ یہی کہا۔چنانچہ اس کو قتل کیا گیا۔ (روایت کیا اس کو بخاری،مسلم،نسائی،ابوداؤد وغیرہ نے)

۳..........حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی ہی ایک جماعت کے متعلق حکم فرمایا:"اینما لقیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجراً لمن قتلهم یوم القیامة ۰ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتل الخوارج والملحدین" ان کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔اس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں ثواب ہے۔(صحیح بخاری ومسلم)

۴.......... اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد نے ج ۲ ص ۲۹۹ باب فی

الخوارج میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کی ہے۔

۵............ جب قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے تو خود آنحضرت ﷺ نے ان کو قتل کیا۔ جس کا طویل واقعہ اکثر کتب حدیث بخاری ج ۲ ص ۶۶۳ وغیرہ میں موجود ہے۔

۶............ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا قتل ہرگز حلال نہیں۔ مگر تین شخص کو قتل کیا جائے گا: ''النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق لدینہ التارک للجماعۃ ۔ بخاری ومسلم ج ۲ ص ۵۹ باب مایباح بہ دماء المسلم '' جان کے بدلے میں جس کی جان لی جائے اور بیاہا ہونے کے بعد زنا کرنے والا اور اپنے دین اسلام اور جماعت مسلمین کو چھوڑنے والا۔

۷............ اور جب عثمان غنیؓ گھر کے اندر محصور تھے تو ایک روز گھر کی دیوار پر چڑھے اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کسی مسلم کا قتل اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس سے تین کاموں میں سے کوئی کام سرزد نہ ہو۔ اور وہ تینوں یہ ہیں: ''زنی بعد احصانہ وکفر بعد اسلام وقتل نفساً بغیر نفس ۔ نسائی ج ۲ ص ۱۶۵ باب مایحل بہ دم المسلم / ترمذی / ابن ماجہ '' بیاہا ہونے کی صورت میں زنا کرنا اور اسلام کے بعد کافر ہونا اور کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا۔

۸............ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی اسی مضمون کی کئی حدیثیں مروی ہیں۔ دیکھو مسلم ج ۲ ص ۱۵۹ باب مایحل بہ دم المسلم اور مستدرک حاکم وغیرہ!

۹............ ''من غیّر دینہ فاضربوا عنقہ عن زید ابن اسلم ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۹۱ باب الارتداد '' جو شخص اپنے دین اسلام کو بدلے اسے قتل کردو۔ (بخاری ومسلم)

۱۰............ ''اذا ابق العبد الی الشرک فقد حل دمہ ۔ رواہ ابوداؤد عن جبیرؓ ج ۲ ص ۱۳۹ باب الحکم فیمن ارتد '' جب کوئی اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف بھاگے تو اس کا خون حلال ہے۔

۱۱............ ''من جحد آیت من القرآن فقد حل ضرب عنقہ ۔ ابن ماجہ عن ابن عباسؓ ص ۱۸۲ باب اقامۃ الحدود '' جو شخص قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے

اس کی گردن مار دینا حلال ہوگیا۔ یہ سب حدیثیں ہیں جو صحاح کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر صحیحین بخاری و مسلم میں مذکور ہیں۔ ان تمام فرامین نبویہ کے ہوتے ہوئے ایڈیٹر پیغام صلح کا یہ کہنا کس قدر ان کے علم کی داد دیتا ہے کہ ''سنت نبویہ میں قتل مرتد کا کوئی اسوہ نہیں ملتا'' اس کے جواب میں ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کی احادیث میں دخل دینا ہی ان کی اصولی غلطی اور خوانخواہ دخل در معقولات ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے مہدی' مسیح' نبی' میکائیل' عیسیٰ' موسیٰ' ابراھیم' آدم' مرد' عورت' حاملہ' حائضہ' غرض ہر رنگی مقتدا کی عبارات اور اس کے ادھیڑ بن میں لگے رہیں اور احکام اسلامیہ کو ان لوگوں کے سپرد کریں جو اس کے اہل ہیں۔

خلفائے راشدینؓ اور قتل مرتد

اس بحث میں سب سے پہلے افضل الناس بعد الانبیاء خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کا عمل ملاحظہ فرمایئے۔

۱......... شیخ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور مدینہ کے اردگرد میں بعض عرب مرتد ہوگئے تو خلیفہ وقت صدیق اکبرؓ شرعی حکم کے مطابق ان کے قتل کے لئے کھڑے ہوگئے اور عجب یہ کہ فاروق اعظمؓ جیسا اسلامی سپہ سالار اس وقت ان کے قتل میں بوجہ نزاکت وقت تأمل کرتا ہے۔ لیکن یہ خدا کی حدود تھیں جن میں مساہلت سے کام لینا صدیق اکبرؓ کی نظر میں مناسب نہ تھا۔ اس لئے فاروق اعظمؓ کے جواب میں بھی یہی فرمایا: ''هيهات هيهات مضى النبى ﷺ وانقطع الوحى والله لا جاهد هم ما استمسك السيف فى يدى ۰ تاريخ الخلفاء ص ٦١ فصل فى ما وقع فى خلافته ۰ '''' ہیہات ہیہات آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی اور وحی منقطع ہوگئی۔ خدا کی قسم میں ضرور ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں گا جب تک میرا ہاتھ تلوار پکڑ سکے گا۔'' یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ کو بھی بحث کے بعد حق واضح ہوگیا اور اجماعی قوتوں سے مرتدین پر جہاد کیا گیا اور ان میں سے بہت سے تہ تیغ کر دیئے گئے۔

۲......... حوالیٔ مدینہ سے فارغ ہو کر صدیق اکبرؓ مسیلمہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے جو نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے باجماع صحابہؓ مرتد قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک لشکر حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں اس کی طرف روانہ کیا جس نے مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (فتح الباری'

تاریخ الخلفاء ص ٦٣ فصل فی ما وقع فی خلافته' طبع اصح المطابع کراچی)
اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت مرتد ہے۔ اگر چہ وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی تاویل کرے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب جس کو صدیق اکبرؓ نے قتل کرایا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اپنی اذان میں اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ ، کا اعلان کرتا تھا۔ (تاریخ طبری ج ۱ حصہ دوم ص ۱۰۰ 'اردو نفیس اکیڈمی لاہور) پھر جس جرم میں اس کو مرتد' واجب القتل' سمجھا گیا وہ صرف یہ تھا کہ آپ ﷺ کی نبوت کو ماننے کے باوجود اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔

۳............ پھر ۱۲ ہجری میں بحرین میں کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو آپؓ نے ان کو قتل کے لئے علاء ابن الحضرمیؓ کو روانہ کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

۴............ اسی طرح عمان میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تو ان کے قتل کے لئے عکرمہؓ بن ابی جہل کو حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

۵............ اہل بخیر میں سے چند لوگ اسلام سے پھرے تو صدیق اکبرؓ نے بعض مہاجرین کو ان کے قتل کے لئے بھیجا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

٦............ اسی طرح زیاد بن لبید انصاریؓ کو ایک مرتد جماعت کے قتل کے لئے حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

یہ تمام واقعات وہ ہیں جو اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ اور افضل الناس بعد الانبیاء کے حکم سے ہوئے اور صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں ان کا ظہور ہوا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی جو کسی خلاف شرع حکم کو دیکھنا موت سے زیادہ ناگوار سمجھتی تھی۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر معاذ اللہ صدیق اکبرؓ بھی کسی خلاف شریعت حکم کا ارادہ کرتے تو تمام صحابہ کرامؓ ان کی اطاعت کر لیتے اور خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگتے؟۔ لہذا یہ واقعات اور اسی طرح باقی تمام خلفائے راشدینؓ کے واقعات تنہا صدیق اکبرؓ وغیرہ کا عمل نہیں بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کا اجماعی فتویٰ ہے کہ شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ اور قتل مرتد

۱............ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مذکور الصدر تمام واقعات میں فاروق اعظمؓ بھی

صدیق اکبرؓ کے ساتھ اور شریک مشورہ تھے۔

۲......... فاروق اعظمؓ نے چند مرتدین کے متعلق اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو تین روز تک اسلام کی طرف بلانا چاہئے اور روزانہ ان کو ایک ایک روٹی دی جائے۔ اگر تین روز تک نصیحت کے بعد بھی ارتداد سے توبہ نہ کریں تو قتل کر دیا جائے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۲ تا ۳۱۳' اس قسم کی متعدد روایات ہیں)

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ اور قتل مرتد

۱......... جو احادیث ہم اوپر نقل کر آئے ہیں ان میں گزر چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ قتل مرتد کو آنحضرت ﷺ کا فرمان سمجھتے تھے اور لوگوں سے اس کی تصدیق کراتے تھے۔

۲......... کنز العمال میں بحوالہ بیہقی نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں: ''من کفر بعد ایمانه طائعا فانه یقتل۰ کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۰ باب حکم الاسلام۰ ''جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر ہو جائے اس کو قتل کیا جائے۔

۳......... سلیمان ابن موسیٰؒ نے حضرت عثمانؓ کا دائمی طرز عمل یہی نقل کیا ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کے لئے فرماتے تھے۔ اگر قبول نہ کرتا قتل کر دیتے تھے۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳' حدیث ۱۴۷۱)

۴......... امام الحدیث عبدالرزاقؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتد حضرت ذی النورینؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ توبہ کی طرف بلایا۔ اس نے قبول نہ کیا تو قتل کر دیا۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۲)

۵......... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ اہل عراق میں سے ایک مرتد جماعت کو گرفتار کیا اور ان کی سزا کے بارے میں مشورہ کے لئے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: ''اعرض علیهم دین الحق فان قبلوها فخل عنهم وان لم یقبلوها فاقتلهم۰ کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۳ ''ان پر دین حق پیش کرو۔ اگر قبول کر لیں تو ان کو چھوڑ دو۔ ورنہ قتل کر دو۔

خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتل مرتد

۱......... امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعض مرتدین کو قتل

کیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد والمرتدہ)

۲.........حضرت ابوالطفیلؒ فرماتے ہیں کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے بنی ناجیہ کے قتال کے لئے لشکر بھیجا تو اس میں، میں بھی شریک تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں میں تین فرقے ہیں۔ بعض پہلے نصاریٰ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اسی پر ثابت قدم رہے۔ اور بعض نصاریٰ تھے اور ہمیشہ اسی مذہب پر رہے۔ اور بعض لوگ وہ تھے کہ پہلے نصرانیت چھوڑ کر مسلمان ہوگئے تھے اور پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گئے۔ ہمارے امیر نے اس تیسرے فرقے سے کہا کہ اپنے خیال سے توبہ کرو۔ اور پھر مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا تو امیر نے ہمیں حکم دیا۔ ہم سب ان پر ٹوٹ پڑے اور مردوں کو قتل اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

(کنزالعمال ج ۱ ص ۳۱٤ حدیث ۱٤۷٦ باب الارتداد واحکامہ)

۳.........عبدالملک بن عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مستورد ابن قبیصہ گرفتار کر کے لایا گیا جو اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ٹھوکروں میں مسل کر مار ڈالا جائے۔

(کنزالعمال ج ۱ ص ۳۱٤ حدیث ۱٤۷۷)

یہ ان خلفائے راشدین کا حکم عمل جن کے اقتداء کے لئے تمام امت اسلامیہ مامور ہے اور جن کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة '' تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اقتدا کرو۔

کیا قتل مرتد کے لئے محاربہ اور سلطنت کا مقابلہ شرط ہے؟

ہماری مذکورہ بالا تحریر میں اس کا کافی جواب آچکا ہے۔ کیونکہ اول تو جو احادیث سزائے مرتد کے بارے میں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں کوئی محاربہ اور مقابلہ کی شرط نہیں۔ بلکہ عموماً مرتد کے قتل کا اعلان ہے۔ اس کے بعد جن لوگوں کو خلفائے راشدینؓ نے سزائے ارتداد میں قتل کیا ہے۔ ان میں دونوں قسم کے آدمی ہیں۔ وہ بھی جو مرتد ہونے کے بعد محاربہ کے لئے کمربستہ ہوئے اور وہ بھی جن سے کسی قسم کا ارادہ فساد یا محاربہ کا ظاہر نہیں ہوا۔ وہ لوگ جو قتل مرتد کو یہ کہہ کر اڑا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام میں صرف انہیں مرتدین کے قتل کا حکم ہوا ہے، جو محاربہ اور سلطنت کے مقابلہ پر آمادہ

ہوں وہ آنکھیں کھولیں اور احادیث اور عمل سلف پر نظر ڈالیں کہ وہ کیا بتلا رہے ہیں؟۔

کیا سزائے ارتداد میں سنگسار بھی کیا جا سکتا ہے؟

مذکورۃ الصدر احادیث اور واقعات سلف نے اس سوال کو بھی طے کر دیا ہے۔ کیونکہ ان سے واضح ہو چکا ہے کہ اصل سزائے ارتداد قتل ہے اور ہم بحوالہ امام راغب اصفہانی اور دیگر اہل لغت یہ نقل کر چکے ہیں کہ قتل کے معانی جان لینا ہے۔ خواہ تلوار سے یا سنگساری سے یا کسی اور ذریعہ سے۔ لہذا جب سزائے قتل مرتد کے لئے ثابت ہوگئی تو امام وقت کو اختیار ہے کہ مصالح وقت کو دیکھ کر جس صورت سے چاہے قتل کرے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ ابھی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتد کو زیادہ سرکش سمجھ کر پاؤں میں مسل کر مارنے کا حکم کر دیا۔

خلفائے راشدین ﷺ کے بعد باقی خلفاء اسلام اور قتل مرتد

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مختار ابن ابی عبید کو اسی جرم میں قتل کیا تھا جو آج مرزا قادیانی کے لئے معراج ترقی ہے۔ یعنی اس کے دعوے نبوت کو ارتداد قرار دے کر قتل کیا گیا ہے۔ (فتح الباری ص ۴۵۵ ج ٦' تاریخ الخلفاء ص ١٦٤)

خالد قسری نے اپنے زمانہ حکومت میں جعد ابن درہم کو ارتداد ہی کی سزا میں قتل کیا۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج ۱۲ باب حکم المرتد والمرتده)

عبدالملک ابن مروان نے اپنے زمانہ خلافت میں حارث نامی ایک شخص کو اسی جرم میں قتل کیا جو آج مرزا قادیانی کا دعویٰ اور ان کی امت کا مذہب ہے۔ (یعنی دعویٰ نبوت)

(شفاء قاضی عیاض ص۲۰۸'۲۰۷ ج ۲)

خلیفہ منصور نے اپنے عہد خلافت میں فرقہ باطنیہ کے مرتدین کو قتل کیا۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج ۱۲ باب حکم المرتد والمرتده)

یہ بھی یاد رہے کہ فرقہ باطنیہ کا بانی بھی ابتداء میں ایک صوفی مزاج آدمی تھا۔ مسلمانوں کی عموماً اور اہل بیت کی خصوصاً بہت ہمدردی کا دعویٰ کرتا تھا۔ شروع میں مرزا قادیانی کی طرح لوگوں پر تصوف کا رنگ ظاہر کیا اور کچھ لوگ معتقد ہوگئے تو نبوت کا دعوے دار بن گیا اور اسی جرم میں واجب القتل سمجھا گیا۔

خلیفہ مہدی منصور کے بعد مہدی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو باقی ماندہ باطنیہ کی

استیصال کی فکر کی اور ان میں سے بہت سے آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج۱۲ باب حکم المرتد والمرتده)

خلیفہ معتصم باللہ نے اپنے عہد خلافت میں ابن ابی الغراقیر کو اس لئے قتل کیا کہ وہ اسلام سے مرتد ہوا تھا۔ (شفاء ص۲۵۸ ج۲)

قاضی عیاضؒ نے شفاء میں بہت سے مرتدین کے قتل کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''وفعل ذالك غيرو احد من الخلفاء والملوك باشباهم واجمع علماء وقتهم علىٰ صواب فعلهم ''اور بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے مرتدین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے اور ان کے زمانہ کے علماء نے ان کے فعل کو موافق شرع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

(شفاء ص۲۵۸'۲۵۷ ج۲)

ہمیں اس مختصر گزارش میں تمام خلفاء کی تاریخ اور ان کے قتل کے واقعات کا استیعاب کرنا نہیں ہے۔ بلکہ چند خلفاء اسلام کے طرز عمل کا نمونہ پیش کر کے ایڈیٹر پیغام صلح کو یہ دکھلا دینا ہے کہ آج نعمت اللہ مرزائی کے قتل پر کسی وجہ سے جو طرح طرح کے الزام دولت کابل پر لگائے جا رہے ہیں وہ درحقیقت نہ صرف تمام خلفائے اسلام اور اسلامی سیاست پر عیب لگانا ہے۔ بلکہ خلفائے راشدین کی سنت پر بیہودہ اعتراض اور احکام قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر الزام ہے۔(نعوذ باللہ)

آئمہ اربعہؒ اور قتل مرتد

ایڈیٹر پیغام صلح نے جہاں تمام احکام قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور تعامل سلف کو پس پشت ڈال کر قتل مرتد کا انکار کر دیا تو کیا عجب ہے کہ اس نے فقہ حنفی کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا اور نہایت وقاحت کے ساتھ کہہ دیا کہ:''فقہ حنفی میں اس کی کوئی تصریح نہیں ملتی۔''ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرتد کے لئے سزائے موت قتل نہ فقط فقہ حنفی کا متفق علیہ مسئلہ ہے بلکہ کل فقہائے امت اور بالخصوص آئمہ اربعہؒ کا اجماعی حکم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ

دیکھو جامع صغیر ص۲۵۱ باب الاوتداد والحاق بدار الحرب مصنفہ حضرت امام محمدؒ:''ويعرض على المرتد حراً كان اوعبداً الاسلام فان ابى قتل۔''

مرتد پر اسلام پیش کیا جائے۔ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔ پس اگر انکار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور ملاحظہ ہو:''قال محمد ان شاء الا مام آخر المرتد ثلاثا ان طمع فی توبة اوساله عن ذالك المرتد وان لم يطمع في ذالك ولم يساله المرتد فقتله فلاباس بذالك ۰ موطا امام محمدؒ باب المرتد ص ۳۷۱ ''حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کو یہ توقع ہو کہ یہ مرتد توبہ کرلے گا یا خود مرتد مہلت طلب کرے تو امام کو اختیار ہے کہ تین روز تک اس کے قتل کو مؤخر کر دے۔ اور اگر نہ اس کو توبہ کی توقع ہو اور نہ خود مہلت طلب کرے۔ ایسی صورت میں اگر امام اس کو بلا مہلت دیئے قتل کر دے تو مضائقہ نہیں۔

حضرت امام مالکؒ

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مرتد کے معاملہ میں وہی قول قابل عمل ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ یعنی مرتد کو تین روز مہلت دے کر توبہ کی طرف بلایا جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ (شفاء ص۲۲۶ ج۲)

حضرت امام شافعیؒ

حضرت امام شافعیؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں۔ اول یہ کہ مرتد کو کوئی مہلت نہ دی جائے۔ بلکہ اگر وہ وہیں توبہ نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اور دوسری یہ کہ تین دن کی مہلت دینے کے بعد توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کر دیا جائے۔ (شفاء ص۲۲۶٬۲۲۷ ج۲)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے۔ (شفاء ص۲۲۶ ج۲)

اس قدر گزارش کے بعد ہمارے خیال میں کسی مسلمان کو جس طرح اس مسئلہ کے حکم میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں رہتا کہ مرزائی حضرات قطعیات اسلامیہ سے انکار کر دینے اور بے حیائی کے ساتھ نصوص شرعیہ کے ٹھکرانے کو کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے۔ ویحسبونه هیّناً وهو عندالله عظیم!

بندہ محمد شفیع عفاء اللہ عنہ
مدرس دارالعلوم دیوبند
ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

شیزان کی مشروبات ایک قادیانی طائفہ کی ملکیت ہیں۔ افسوس کہ ہزارہا مسلمان اس کے خریدار ہیں۔ اسی طرح شیزان ریستوران جو لاہور' راولپنڈی اور کراچی میں بڑے زور سے چلائے جارہے ہیں۔ اسی طائفے کے سربراہ شاہ نواز قادیانی کی ملکیت ہیں۔ قادیانی شیزان کی سرپرستی کرنا اپنے عقیدہ کا جزو سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کی آمدنی کا سولہ فیصد حصہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں جاتا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد ان ریستوران کی مستقل گاہک ہے۔ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ وہ ایک مرتد اوارہ کی گاہک ہے اور جو چیز کسی مرتد کے ہاں پکتی ہے وہ حلال نہیں ہوتی۔ شیزان کے مسلمان گاہکوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے بھول پن پر نظر ثانی کریں۔ جس ادارے کا مالک ختم نبوت سے متعلق قادیانی چوچلوں کا معتقد ہو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے اور سواد اعظم اس کے نزدیک کافر ہو اور جہاں ننانوے فیصد ملازم قادیانی ہوں ایک روایت کے مطابق شیزان کی مصنوعات میں چناب نگر کے بہشتی مقبرہ کی مٹی ملائی جاتی ہے۔

اے فرزندان اسلام!

آج فیصلہ کرلو کہ شیزان اور اسی طرح کی دوسری قادیانی مصنوعات کے مشروبات نہیں پیؤ گے اور شیزان کے کھانے نہیں کھاؤ گے۔ اگر تم نے اس سے اعراض کیا اور خورد و نوش کے ان اداروں سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن حضور ﷺ کو کیا جواب دو گے؟۔ کیا تمہیں احساس نہیں کہ تم اس طرح مرتدوں کی پشت پناہی کررہے ہو۔

(آغا شورش کاشمیریؒ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دعاوی مرزا

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کی ہدایت پر آپ کے شاگردان رشید حضرات اکابر دیوبند نے قادیانیت کی تردید میں رسائل لکھے اور ردقادیانیت کے لٹریچر میں ایک گرانقدر ذخیرہ علمی جمع کر دیا۔ تب اس زمانہ میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ''دعاوی مرزا'' رسالہ تحریر فرمایا۔ نئے حوالجات کے ساتھ پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فلحمدللہ اولاً و آخراً! (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دعاوی مرزا

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سیدنا محمد المجتبیٰ ومن یھدیہ اھتدیٰ!

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدے کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا۔ جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقے کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے ایک لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کئے کہ خود ان کی امت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں۔ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے۔ کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے۔ اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود، مہدی، اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا قادیانی انسان ہیں یا اینٹ پتھر۔ مرد ہیں یا عورت۔ مسلمان ہیں یا ہندو۔ مہدی ہیں یا حارث۔ ولی ہیں یا نبی۔ فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعاوی مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ: اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کردے کہ یہ عبارت مرزا قادیانی کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام دیا جائے گا۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج؟

دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہے اور کیا ہے؟۔ دنیا نے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتا ہے؟۔ لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاوی میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن سمجھا کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی۔ اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے۔ اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بیوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعوے کو مان لیں۔ تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعوے خدائی کی بھی تمہید ڈال دی تھی۔ جس کی تصدیق عبارات مذکورہ ۲۶ تا ۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی۔ ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا قادیانی کی عبارات ذیل میں اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعوے کے گواہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳، خزائن ج۲۱ ص۶۸)

پھر کہتے ہیں کہ علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوتے ہیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے۔ اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔ نیز حقیقت الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے جس سے صاف

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا قادیانی ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی کا پیدا ہونا جائز نہ رکھتے تھے۔ اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے۔ بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنادیا۔ لکھتے ہیں:

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدائے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں جو دعوے متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارات تو ان میں سے ایک ہی نقل کردی گئی ہے۔ باقی کے حوالہ صفحات درج کئے گئے ہیں۔

بندہ محمد شفیع دیوبندی عفی اللہ عنہ وعافاہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

۱...... مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعویٰ

''یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی اور غربت اور تذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

۲...... مجدد ہونے کا دعویٰ

''اب بتلائیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹ ملخص)

۳...... محدث ہونے کا دعویٰ

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے۔'' (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰، ازالہ اوہام ص ۵۸۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۶)

۴......امام زماں ہونے کا دعویٰ

’’میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا۔تو ان کا رہبر ہوگا۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص ۲۶‘ خزائن ج ۱۳ص ۴۹۷)

۵......خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ

’’میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۷۶‘ روحانی خزائن ج ۲۲ص ۷۹)

۶......مہدی ہونے کا دعویٰ

اشتہار معیار الاخیار و ریویو آف ریلیجنز نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ یہ دعویٰ مرزا قادیانی کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے۔اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔

۷......حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ

’’واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماوراءنہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔جس کی امداد ونصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی اور مسیح کے آنے کی پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المضمون ہیں۔اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۹۷‘ روحانی خزائن ج ۳ص ۱۴۱)

۸......نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

’’اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔‘‘ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱‘ روحانی خزائن ج ۱۸ص ۲۱۵)

۹......نبوت ورسالت اور وحی کا دعویٰ

’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۱‘ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)’’حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱‘ خزائن ج ۱۸ص ۲۰۶)

۱۰......اپنی وحی کے بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان قطعی ہونے کا دعویٰ

''میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰' خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

۱۱......سارے عالم کیلئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر جہنمی ہیں

''کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا و رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۷۹' خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

''اور اس بات کو تقریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی۔'' (اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۲' خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۱ حاشیہ)

یہی دعویٰ سیرت الابدال' انجام آتھم وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ اور کہتے ہیں کہ: ''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶' خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

۱۲......مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول اور جس کو چاہے ردّی کی طرح پھینک دے

''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ!'' (اعجاز احمدی ص ۷' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں' جو صریح کفر ہے اور کہتا ہے کہ: ''اگر کہو کہ

صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ذالك ازکیٰ لھم۔'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

پھر لکھتے ہیں: ''چونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵ حاشیہ)

''اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، ۳۱، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

۱۳...... اپنے لئے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳) اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں: ''دس لاکھ تعداد معجزات شمار کی ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۸، خزائن ج۲۱ ص۷۵)

۱۴...... تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

''بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کردیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کردی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

۱۵......آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے: ''یــــا آدم اسکن انت وزوجك الجنة'' (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳' روحانی خزائن ج۔ اص ۴۱۰'۴۱۱)

۱۶......ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

''آیت:''واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ''اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقہ ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۲' خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

۱۷......نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ ۱۸......یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۱۹......موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ ۲۰......داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۲۱......شیث علیہ السلام ہونے کا دعویٰ ۲۲......یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۲۳......اسحٰق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ ۲۴......یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

۲۵......اسماعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

''میں آدم ہوں' میں شیث ہوں' میں نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں اسحٰق ہوں' میں اسماعیل ہوں' میں یعقوب ہوں' میں یوسف ہوں' میں موسیٰ ہوں' میں داؤد ہوں' میں عیسیٰ ہوں' اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲' خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۶......عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

''اس خدا کی تعریف جس نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲' خزائن ج ۲۲ ص ۷۵) یہ دعویٰ تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

۲۷......عیسیٰ علیہ السلام افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات' بازاری گالیاں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ...... اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰' خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں ہرگز نہ کرسکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۴۸' خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷' خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) "پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴' خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸) "یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵' خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۲۸...... نوح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

"اور خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح علیہ السلام کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷' خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

۲۹...... مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ

"پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہوگیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔"

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲' روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

۳۰...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا دعویٰ

"یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷' روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) "بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: "وآخرین منهم لما يلحقوا بهم" بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸' خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں۔

۳۱ ..... ہمارے نبی ﷺ سے افضلیت کا دعویٰ

''ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۰' روحانی خزائن ج۱۷ص۱۵۳) اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶' خزائن ج۲۱ص۷۲ پر دس لاکھ بتائی ہے: ''لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکرو۔ ''اس کے لئے یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔'' (اعجاز احمدی ص۷۱' روحانی خزائن ج۱۹ص۱۸۳) اس میں آپ ﷺ پر افضلیت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

۳۲ ..... میکائیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

''اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۳ص۲۵' خزائن ج۱۷ص۴۱۳)

۳۳ ..... خدا کی مثل ہونے کا دعویٰ

''اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کے مانند۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۳ص۲۵' خزائن ج۱۷ص۴۱۳)

۳۴ ..... اپنے بیٹے کا خدا کی مثل ہونے کا دعویٰ

''انا نبشرک بغلام مظهر الحق والعلی کان الله نزل من السماء۔''

(استفتاء ص۸۵' خزائن ج۲۲ص۷۱۲)

۳۵ ..... خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

''انت منی بمنزلة اولادی'' (حاشیہ اربعین نمبر۴ص۱۹' خزائن ج۱۷ص۴۵۲)

۳۶ ..... اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ

آپ کو الہام ہوا: ''آواہن'' جس کی تفسیر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ: ''خدا تیرے اندر اتر آیا۔''

(کتاب البریہ ص۷۲' خزائن ج۱۳ص۱۰۲)

۳۷......خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین وآسمان پیدا کرنا

’’اور میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (پھر کہتا ہے) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ (پھر کہتا ہے) اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: ’’انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ ‘‘پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا: ’’اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ‘‘یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئے۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۸۵،۸۶،۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳،۱۰۴،۱۰۵، آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۳۸......مرزا قادیانی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہونا

’’منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناپاکی پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلائے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنادیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہو۔‘‘

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

۳۹......حاملہ ہونا

عبارت مذکورہ۔ (کشتی نوح ص ۴۷، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

۴۰......حجر اسود ہونے کا دعویٰ

الہام یہ ہے کہ:

یکے پائے من مے بوسد......ومن میگفتم کہ حجر اسود منم

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص ۱۵، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۴۱......بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

:''خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

۴۲......سلمان ہونے کا دعویٰ

الہام ہوا:''انت سلمان منی یاذالبرکات۔'' (تذکرہ ص۶۰۳)

۴۳......کرشن ہونے کا دعویٰ

''آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۴۴......آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

''اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲)

نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گیا مگر بادشاہت میں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔ اس لئے پھر کہا کہ بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے۔ فقط!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسیح موعود کی پہچان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مسیح موعود کی پہچان

تعارف

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بتقاضائے حکمت الٰہیہ دجال اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا۔ جس کے شر سے تمام انبیائے سابقین اپنی اپنی امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ (ابوداؤد ج۲ ص۱۳٤ باب خروج الدجال عن انسؓ) اور حسب تصریحات احادیث متواترہ اس کا فتنہ تمام اگلے پچھلے فتنوں سے اشد ہوگا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارق عادات بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء ﷺ کی مخصوص شان اور خاتم الامم کے ساتھ خاص عنایات حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمت الٰہیہ یہ بھی مقدر و مقرر تھا کہ فتنہ دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے جو اپنی مخصوص شان مسیحی سے مسیح دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات امت مرحومہ کے آگے آنے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اپنی امت پر سب سے زیادہ رحیم و شفیق رسول ﷺ نے ان واقعات کی تبیین و تعیین میں اور مسیح دجال و مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی علامات ونشانات بتلانے میں انتہائی تفصیل وتوضیح سے کام لیا ہے۔ سو سے زیادہ احادیث ہیں جو مختلف اوقات میں صحابہ کرامؓ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات وعلامات اور بوقت نزول ان کی مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر سے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل اور اہل دین کے نزدیک باتفاق

مسلم ہے۔ ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں۔ اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ وتشریح بھی شائع کر دیا جائے گا۔ (اب یہ ترجمہ وتشریح کا کام برخوردار عزیز مولوی محمد رفیع عثمانی سلمہ مدرس دار العلوم کراچی نے کر دیا ہے۔ جو ''علامات قیامت اور نزول مسیح'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد شفیع ۳۰ صفر ۱۳۹۴ھ)

علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جتنی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں اتنی کسی رسول اور نبی کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت ﷺ جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات ونشانات قرآن نے اس تفصیل سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم ﷺ کی تعلیمات میں اس پر مزید در مزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدر ومقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی علامات ونشانات امت کو ایسی وضاحت سے بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ والتباس کی ادنیٰ گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات ونشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات وعلامات نہیں بتلائے جاسکتے اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کے لئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ ان کی پیدائش اور خلقت وتربیت تمام بنی نوع انسان سے جدا ایک خاص معجزانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ان کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتبس اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

الغرض قرآن وحدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعیین اور اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس واشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اس سے زیادہ اہتمام عادتاً ناممکن ہے۔ تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔ (قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کی کتاب ''عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام'' میں اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب ''کلمتہ اللّٰہ فی حیات روح اللّٰہ'' (احتساب قادیانیت جلد دوم میں اس رسالہ سمیت حضرت مولانا کاندھلویؒ

کی جملہ ردقادیانیت پر کتب شائع ہوگئی ہیں۔فـالـحمد لله !) میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلہ سے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ ''التصریح بماتواتر فی نزول المسیح'' میں مذکور ہیں۔)

لیکن شاباش ہے مرزا غلام احمد قادیانی کو کہ انہوں نے قرآن وحدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جمادیا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر پانی پھیر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن وحدیث اور آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوتے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن وحدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین' نئی ملت بنائی جائے۔اس لئے مرزا قادیانی نے:

۱.........امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے۔ان کی قبر کشمیر میں ہے۔

۲.........پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان کا شبیہ ومثیل آئے گا۔

۳.........پھر وہ شبیہ ومثیل خود بننے کی کوشش جاری کی۔

۴.........اور چونکہ حسب تصریح قرآن وحدیث واجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے کے نبی ہیں۔ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔اگر کوئی ان کا مثیل وشبیہ آئے تو مسئلہ ختم نبوت اس کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریف کرنا پڑی اور نبوت کی خودساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔

۵.........آخر کار خود نبی ورسول بن گئے۔

۶.........دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو ان کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے۔ اس کے نتیجے میں اپنی ایک مٹھی بھر جماعت کے سوا امت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔

۷.........اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہوسکتے۔کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔اس طرح ملت اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک علیحدہ

ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن وحدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بحوالہ قرآن وحدیث جمع کردی ہیں۔ تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو جو علامات بیان کی ہیں مرزا غلام احمد قادیانی میں ان میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات وعلامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح' حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں ان کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی۔ اس لئے تمام احادیث کو مع ان کے حوالوں کے ''التصریح بماتواتر فی نزول المسیح ''میں جمع کردیا ہے۔ اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے ''التصریح بماتواتر فی نزول المسیح ''میں دیکھے۔ تیسرے خانے میں مرزا قادیانی کے حالات وعلامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔

مگر ہمیں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا قادیانی میں نظر نہیں آئی۔ بلکہ صراحۃً اس کے مخالف علامات وحالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننے والے خدا کو حاضر وناظر جان کر ایمان داری سے اس خانہ کو خود پر کریں۔

شاید اللہ تعالیٰ اسی کو ان کے لئے ذریعہ ہدایت بنادیں۔

وماذالك علىٰ الله بعزيز!

محمد شفیع عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم دیوبند

شعبان ۱۳۴۵ھ

ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

۱	آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام	ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ
۲	آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔	ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
۳	آپ کا لقب، مسیح ہے۔	اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ
۴	〃 〃 کلمۃ اللہ ہے۔	اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ
۵	〃 〃 روح اللہ ہے۔	〃 〃 〃

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

۶	آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔	ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ
۷	آپ بغیر باپ کے بقدرتِ خداوندی صرف ماں سے پیدا ہوئے۔	اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا۔
۸	آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔	مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْ
۹	آپ کی نانی امرأۃ عمران (حنہ) ہیں۔	اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ
۱۰	آپ کے ماموں ہارونؑ ہیں	یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ

ع ہارون سے اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریمؑ سے بہت پہلے گزر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔ کذا رواہ مسلم والنسائی والترمذی مرفوعًا۔

۱۱	آپ کی نانی کی یہ نذر کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کروں گی۔	اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا
۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا الآیۃ
۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔	اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی
۱۴	اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔	اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ

والدہ مسیح موعود حضرت مریم (علیہا السلام) کے بعض حالات

۱۵	مَسِ شیطان سے محفوظ رہنا۔	اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ
۱۶	ان کا نشو و نما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔	وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا
۱۷	مجاورینِ بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جھگڑنا اور حضرت زکریاؑ کا کفیل ہونا	اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ
۱۸	ان کو محراب میں ٹھیرانا اور ان کے پاس غیبی رزق آنا۔	كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
۱۹	زکریاؑ کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
۲۰	فرشتوں کا اُن سے کلام کرنا۔	اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ
۲۱	ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔	اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ
۲۲	ان کا حیض سے پاک ہونا۔	وَطَهَّرَكِ
۲۳	تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل ہونا	وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

۲۴	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	اِذِ انْتَبَذَتْ

۲۵	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا۔	مَكَانًا شَرْقِيًّا
	ان کا پردہ ڈالنا۔	فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا
۲۶	ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا۔	فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا
۲۷	مریم کا پناہ مانگنا۔	اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ
۲۸	فرشتہ کا من جانب اللہ ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا۔	لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا
۲۹	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبتِ مرد کے کیسے بچہ ہوگا؟	اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ
۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔	قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ
۳۱	بحکم خداوندی بغیر صحبتِ مرد کے اُن کا حاملہ ہونا۔	فَحَمَلَتْهُ
۳۲	دردِ زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا۔	فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ

آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح پر ہوئی

۳۳	مسکونہ مکان سے دور ایک باغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی۔	فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔
۳۴	حضرت مریم ایک کھجور کے درخت کے تنہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھیں۔	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ
۳۵	ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیا ر کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا۔	قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا
۳۶	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا	فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ

۳۷	کہ گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہیں ایک سرزار دیا ہے ۔	اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا
۳۸	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کھجوریں ۔	تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔
۳۹	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھاکر گھر لانا ۔	فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ
۴۰	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا ۔	يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا
۴۱	حضرت مریم سے رفع تہمت کے لئے من جانب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام فرمانا ۔ اور یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں	قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا ۔

حضرت مسیح موعود کے خصائص

۴۲	مسیح موعود کا مُردوں کو بحکم خدا زندہ کرنا	وَاُحْيِی الْمَوْتٰى
۴۳	برص کے بیمار کو شفا دینا۔	اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
۴۴	مادر زاد اندھے کو بحکم الٰہی شفا دینا۔	"
۴۵	مٹی کی چڑیوں میں بحکم الٰہی جان ڈالنا ۔	فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ
۴۶	آدمیوں کے کھائے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا ؟	وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُيُوْتِكُمْ
۴۷	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں اُن کو بن دیکھے بتا دینا ۔	" " "
۴۸	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الٰہی ۔	وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

۴۹	کفار کے نرغہ کے وقت آپ کو آسمان پر زندہ اٹھانا۔	اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔

حضرت مسیح موعود کا حلیہ

۵۰	آپ کا وجیہ ہونا۔	وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
۵۱	آپ کا قد و قامت درمیانہ ہے۔	حدیث ۱۲ بروایت ابوداؤد و ابن ابی شیبہ احمد ابن حبان و صححہ ابن حجر فی الفتح
۵۲	رنگ سفید سُرخی مائل ہے۔	، ، ،
۵۳	بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔	، ، ،
۵۴	بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمک دار ہوگا۔ جیسے نہانے کے بعد بال ہوتے ہیں۔	، ، ،
۵۵	بال گھنگرالے ہوں گے۔	، ، (بعض روایات میں ہے کہ سیدھے بال ہونگے جیسا کہ حدیث ۱۵ میں ہے ممکن ہے کہ اختلاف دو وقتوں کے لحاظ سے ہو)۔
۵۶	صحابہؓ میں آپ کے مشابہ عروہؓ بن مسعود ہیں	، ، ،
۵۷	آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں۔	حدیث ۷۲ رواہ الدیلمی

آخر زمانہ میں آپ کا دوبارہ نزول

۵۸	قرب قیامت میں پھر آسمان سے اُترنا۔	حدیث ۱ لغایت ۷۵
۵۹	نزول کے وقت آپ کا لباس: دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے	حدیث ۱۲ ابوداؤد وغیرہ

٦٠	آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔	حدیث ۴۸ ابن عساکر
٦١	آپ ایک زرہ پہنیں گے۔	حدیث ۶۸ درمنثور

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

٦٢	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔	حدیث ۵ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد۔
٦٣	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔	حدیث ۴۸ ابن عساکر
٦٤	اُس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔	حدیث ۵ صحیح مسلم
٦٥	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی	〃 〃

مقامِ نزول اور وقتِ نزول کی مکمل تعیین و توضیح

٦٦	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔	حدیث ۵ مسلم
٦٧	دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔	〃 〃
٦٨	جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔	〃 〃
٦٩	نمازِ صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے	〃 〃

بوقتِ نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

٧٠	مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؑ کے مسجد میں موجود ہوگی۔ جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔	حدیث ۷ مسلم

۷۱	ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوں گی ۔	حدیث ۶۹ دیلمی
۷۲	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے ۔	
۷۳	اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے ۔	حدیث ۱۳ و ۴۱ تا ۴۳
۷۴	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے	حدیث ۳ مسلم و احمد
۷۵	جب حضرت مہدیؓ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے ۔	حدیث ۱۳ ابوداود، ابن ماجہ ابن حبان، ابن خزیمہ
۷۶	پھر حضرت مہدیؓ نماز پڑھائیں گے ۔	حدیث ۴۱ ابونعیم

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

۷۷	آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے ۔	حدیث ۱۰ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ احمد، ابن حبان، ابن جریر

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

۷۸	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا ۔	حدیث ۳۷ فتح الباری و ۹۵ حدیث ۱۰۱ کتاب الخطط للمقریزی
۷۹	بعد نزول آپ کے اولاد ہوگی ۔	حدیث ۳۷ مذکور

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

۸۰	آپ صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو مٹا دیں گے	حدیث ۱ بخاری و مسلم

۸۱	خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔	حدیث ۱ بخاری و مسلم
۸۲	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازۂ مسجد کھلوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث ۱۳
۸۳	دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔	" "
۸۴	دجال کو قتل فرمائیں گے۔	" "
۸۵	دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں باب لُد کے پاس واقع ہوگا۔	" "
۸۶	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	" "
۸۷	جو یہودی باقی ہوں گے چُن چُن کر قتل کر دیے جائیں گے۔	" "
۸۸	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	" "
۸۹	یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔	" "
۹۰	اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔	حدیث ۱۰، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر
۹۱	اور جہاد موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۱ بخاری و مسلم
۹۲	اور اس لئے جزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۲ مسند احمد
۹۳	مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔	حدیث ۱ مذکور
۹۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے۔	حدیث ۲ مسلم، مسند احمد

۹۵	حضرت مسیح مقام فج الروحا میں تشریف لے جائیں گے۔	حدیث ۴۲ مسلم، مسنداحمد
۹۶	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔	، ، ،
۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر تشریف لے جائیں گے	، درمنثور
۹۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔	

مسیح موعودؑ لوگوں کو کس مذہب پر چلائیں گے

۹۹	آپ قرآن وحدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	حدیث ۵۵ اشاعہ

مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

۱۰۰	ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گے۔	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد ترمذی، مسنداحمد۔
۱۰۱	سب کے دلوں سے بغض وحسد اور کینہ نکل جائے گا۔	حدیث ۱ مسلم وغیرہ
۱۰۲	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔	حدیث ۵ مذکور
۱۰۳	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔	، ،
۱۰۴	ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کیلئے کافی ہوجائیگی۔	، ،
۱۰۵	ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ

۱۰۶	یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ
۱۰۷	ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔	〃 〃
۱۰۸	بھیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	〃 〃
۱۰۹	ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔	〃 〃
۱۱۰	صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	〃 〃

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

۱۱۱	یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔	حدیث ۶ مسلم و احمد، حاکم

لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح موعود کے وقت میں ہوں گے

۱۱۲	رومی لشکر مقام اعماق یا دابق میں اترے گا	حدیث ۷ مسلم
۱۱۳	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔	〃 〃
۱۱۴	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔	〃 〃
۱۱۵	ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔	〃 〃
۱۱۶	ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔	〃 〃
۱۱۷	ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔	〃 〃

۱۱۸	ایک تہائی فتح پا جائیں گے۔	حدیث ۷ مسلم	
۱۱۹	قسطنطنیہ فتح کریں گے۔	" "	

پہلے خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

۱۲۰	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔	حدیث ۷ مسلم
۱۲۱	لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	" "

اس زمانے میں عرب کا حال

۱۲۲	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ

لوگوں کے بقیہ حالات

۱۲۳	مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔	حدیث ۱۶ احمد، حاکم، طبرانی
۱۲۴	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھا جائیں گے۔	" " " "
۱۲۵	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔	" "
۱۲۶	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔	" "

غزوۂ ہندوستان کا ذکر

۱۲۷	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرلے گا۔	حدیث ۴۶	ابونعیم
۱۲۸	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا	"	"
۱۲۹	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔	"	"
۱۳۰	بنی عباس اس وقت گاؤں میں ہیں گے	حدیث ۴۹	ابن نجار
۱۳۱	اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔	"	"
۱۳۲	اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے	"	"
۱۳۳	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے	"	"

مسیح موعودؑ کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

۱۳۴	شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔	حدیث ۵	مذکور

دجال کی علامات

۱۳۵	اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا ک ، ف ، ر	حدیث ۳۱	مسند احمد
۱۳۶	وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	"	"
۱۳۷	داہنی آنکھ میں سخت ناخنہ ہوگا۔	"	"

۱۳۸	تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔	حدیث ۲۱ مسند احمد	
۱۳۹	البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔	〃 〃	
۱۴۰	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجّال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔	حدیث ۱۳	
۱۴۱	جب مکہ و مدینہ سے دفع کردیا جائیگا تو ظریب احمر میں سبخہ (کھاری زمین) کے ختم پر جاکر ٹھیرے گا۔	〃 〃	
۱۴۲	اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینے سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔	حدیث ۳۶ مسند احمد	
۱۴۳	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔	حدیث ۳۱ مسند احمد	
۱۴۴	اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے	〃 〃	
۱۴۵	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا	〃 〃	
۱۴۶	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔	〃 〃	

۱۴۷	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مذکور
۱۴۸	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔	″ ″
۱۴۹	مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	حدیث ۳۸ طبرانی
۱۵۰	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	″ ″
۱۵۱	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بیچ سے کردیگا اور پھر اُس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔	″ ″
۱۵۲	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
۱۵۳	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا۔ اور ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔	حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی و ابن ابی حاتم۔
۱۵۴	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے	″ ″
۱۵۵	اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ، سفید) گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔	″ ″

دجّال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

۱۵۶	دجّال جب حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔	حدیث ۱۳ مذکور
۱۵۷	اُس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	حدیث ۱۳ و ۱۴

یاجُوجُ ماجُوجُ کا نکلنا اور ان کے بعض حالات

۱۵۸	اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا۔	حدیث ۵ مذکور
۱۵۹	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔	〃 〃
۱۶۰	یاجوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گذرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا۔	〃 〃
۱۶۱	اس وقت ایک بیل لوگوں کے لئے سَو دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے قلتِ رغبت کی وجہ سے)	〃 〃

مسیح موعود کا یاجُوجُ ماجُوجُ کیلئے بددعا فرمانا اور انکی ہلاکت

۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے۔	حدیث ۵ مذکور
۱۶۳	اللہ تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے رہ جائیں گے۔	〃 〃

حضرت عیسیٰؑ کا جبلِ طور سے اُترنا

۱۶۴	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر جبلِ طور سے زمین پر اتریں گے۔	حدیث ۵ مذکور
۱۶۵	مگر تمام زمین یاجوج ماجوج کے مُردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔	〃 〃
۱۶۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہوجائے۔	〃 〃
۱۶۷	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دُھل جائے گی۔	〃 〃
۱۶۸	پھر زمین اپنی اصلی حالت پر پھولوں اور پھلوں سے بھر جائے گی۔	〃 〃

مسیح موعودؑ کی وفات اور اس سے قبل و بعد کے حالات

۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی
۱۷۰	اس کے بعد آپ کی وفات ہوجائے گی	حدیث ۵۵ و ۱۵ مسند احمد و حافظ
۱۷۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔	〃 〃
۱۷۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیلِ ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔	〃 〃
۱۷۳	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہوجائے گا۔	〃 〃
۱۷۴	پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھا لیا جائے گا۔	〃 〃

۱۷۵	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تین سال بعد ہوگا۔	حدیث ۵۵ و ۱۵ مسند احمد وحافظ۔
۱۷۶	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کوئی پورے دنوں حمینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہوجائے۔	〃
۱۷۷	اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہوں گی۔	

ذالك عيسىٰ ابن مريم قول الحق الذى فيه يمترون!

مسیح موعود علیہ السلام کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مدفن کا پورا جغرافیہ اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھ دار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے تذکرہ کو قرآن وحدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عشرِ عشیر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات طیبات اور سیرت وشمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل وتوضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء ورسل کی جماعت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت وعظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں بتصریح قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کا سکہ قلوب پر بٹھادیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت وحکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تأمل سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خصوصی اہمیت بھی ان عنایات الٰہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امت محمدیہ کی قسمت میں مقدر ہو چکی تھی اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت اللعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے امت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اس کا لیل ونہار برابر ہے۔ اس راستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات بتلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آسکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابل اقتداء انسان پیدا ہونے والے تھے ان میں اکثر کے نام

لے لے کر ان کی مفصل کیفیات پر امت کو مطلع فرمادیں تا کہ اپنے اپنے وقت میں یہ بزرگان دین ظاہر ہوں تو امت ان کے قدم لے اور ان کے افعال واقوال کو اپنا اسوہ بنائے۔

پھر ارشاد وہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شان امتیاز رکھتے ہیں۔اس لئے ان کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔اس کی ادنیٰ توہین وتنقیص کا اشارہ بھی کفر صریح ہے۔تمام مرشدین اور مجددین امت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی شبہ باقی بھی رہے تو بجز اس کے کہ ان کی برکات وفیوض سے محرومی ہو۔امت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔بخلاف مسیح علیہ السلام کے کہ اگر ان کی علامات اور پہچان میں کوئی شبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش رہے اور امت مرحومہ ان کو نہ پہچانے تو یہاں کفر وایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور امت کا ایمان خطرہ میں آ جاتا ہے۔اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے امت آپ کی توہین وتنقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالی فتنوں اور یاجوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تھا کہ مسیح علیہ السلام کی پہچان کو اتنا روشن فرمادیں کہ کسی بصیر انسان کو ان سے آنکھ چرانے کی مجال نہ رہے۔خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اس حریص بالمؤمنین اور رؤف ورحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرمادیا کہ اس سے زیادہ عادۃً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولدیت وسکونت وغیرہ دو تین اوصاف بتلا دینا ایسا کافی ہو جاتا ہے کہ پھر اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھ دیئے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے۔اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کردے یا چٹھی رساں سے یہ کہہ کر لے لے کہ میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفاء نہیں فرمایا۔بلکہ مسیح علیہ السلام کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس کی پشت پر پتہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شمائل وخصائل،حلیہ،لباس،اور عملی کارنامے بلکہ ان کے مقام نزول اور جائے قرار اور مسکن ومدفن کا پورا جغرافیہ تحریر فرمادیا ہے۔اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرہ نسب اور آپ کے متعلقین تک کے احوال کو مفصل لکھ دیا ہے۔مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدہن) خاک ڈال کر اس

چٹھی کو قبھا لیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

لوگ جو ناواقفیت یا کسی مغالطہ وغلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں میں ان کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین وآخرت کا معاملہ ہے۔ ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے۔کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقل خداداد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی انہیں اوصاف وعلامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سید الانبیا ﷺ نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں۔

۱...... کیا مرزا قادیانی کا نام ''غلام احمد'' نہیں بلکہ ''عیسیٰ'' ہے؟۔

۲...... کیا ان کی والدہ کا نام ''چراغ بی بی'' نہیں بلکہ ''مریم'' ہے؟۔

۳...... کیا ان کے والد ''غلام مرتضیٰ'' نہیں۔ بلکہ بے باپ کی پیدائش ہے؟۔

۴...... کیا ان کا مولد ''قادیان'' جیسا کوردہ نہیں۔ بلکہ ''دمشق'' ہے۔یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے؟۔

۵...... کیا ان کا مدفن ''قادیان'' نہیں بلکہ ''مدینہ طیبہ'' ہے؟۔

۶...... کیا ان کے نانا ''عمران'' اور ماموں ''ہارون'' اور نانی ''حنہ'' ہیں؟۔

۷...... کیا ان کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے؟............اور

۸...... کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے؟۔

۹...... کیا ان کے پاس غیبی رزق آتا تھا؟

۱۰...... کیا فرشتے ان سے کلام کرتے تھے؟۔

۱۱...... کیا مرزا قادیانی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی؟۔

۱۲...... کیا ان کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر کھجوریں کھائی تھیں؟۔

۱۳...... کیا مرزا قادیانی نے کسی مردے کو زندہ کیا ہے؟۔

۱۴...... کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرزاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفاء دی ہے؟۔

۱۵...... کیا مٹی کی چڑیوں میں بحکم خداوندی جان ڈالی ہے؟۔

۱۶...... کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں؟۔

۱۷...... کیا ان کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے ؟۔[1]

۱۸...... کیا ان کے سانس کی ہوا اتنی دور پہنچتی تھی جہاں تک ان کی نظر پہنچے؟۔

۱۹...... کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں؟۔

۲۰...... کیا ان کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے؟۔

۲۱...... کیا انہوں نے دنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی؟۔

۲۲...... کیا ان کے زمانہ میں ان اوصاف کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں؟۔

۲۳...... کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے؟۔

۲۴...... کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے؟۔

۲۵...... کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے؟۔

۲۶...... کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا؟۔ یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے؟۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرزا قادیانی میں باوجود مسیح یا مثیل مسیح کے دعویٰ یہ وصف نہ ہوا۔ ورنہ ساری دنیا خالی ہو جاتی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود واقعی کافر ہیں ہی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک دنیا کے کروڑوں مسلمان بھی کافر ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵) میرا ماننا مدار نجات کے لئے ضروری ہے۔ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) میرا مخالف جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲، تذکرہ ص۱۶۳، ۳۳۶) جس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (تذکرہ ص۶۰۷)

۲۷...... کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے' ایک بکری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے؟۔

۲۸...... کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق وخلاف کی طرح ڈالی؟۔

۲۹...... کیا بغض وحسد لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا؟۔

۳۰...... کیا بچھو سانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا؟۔

۳۱...... کیا مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ دونوں کرنا نصیب ہوا ہے؟۔

۳۲...... کیا مرزا قادیانی کبھی مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر تشریف لے گئے ہیں؟۔

۳۳...... کیا ان کے زمانہ میں یاجوج ماجوج نکلے ہیں؟۔ کیا ان کے مردوں سے تمام زمین آلودہ نجاست وبدبو ہوئی اور مرزا قادیانی کی دعا سے بارش نے اس کو دھویا ہے؟۔

۳۴...... کیا مرزا قادیانی نے کسی مقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے؟۔

۳۵...... کیا مرزا قادیانی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی؟۔

الغرض مسیح علیہ السلام کے حالات ونشانات کا مکمل نقشہ بحوالہ قرآن وحدیث آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو مرزا قادیانی میں تلاش کیجئے اور خداتعالیٰ کی نظروں سے غائب ہیں تو مخلوق ہی سے شرمایئے کہ رسول مقبول ﷺ کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے۔ آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟۔ اور اگر کہیں مرزا غلام احمد قادیانی سے مراد عیسیٰ اور چراغ بی بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے تو اس خانہ ساز مرزائی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟۔ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے۔ اور اگر تحریفات وتاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟۔

ہم تو جب جانیں کہ مرزا قادیانی یا ان کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رساں سے یہ کہہ کر وصول کرلیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ

ہےاور چراغ بی بی ہی کا نام مریم ہے۔کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رساں اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟۔

ہاں! مگر رسول کریم ﷺ کی اس چٹھی کو لاوارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔مگر یادر ہے کہ آج بھی آپ ﷺ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ ﷺ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان دے دینے کو اپنی فلاح دارین جانتے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے باندھ چکے ہیں:

اگرچه خرمن عمرم غم تو داد بباد
بخاك پائے عزیزت که عهد نشکستم

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام پر آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت ﷺ نے تحریر فرمایا اور بروایت ابو ہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا ہے۔

واللہ باللہ! ہمیں مرزا قادیانی سے کوئی عداوت نہیں۔کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرائے؟۔بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے:

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو
جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو

دل بھی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود
کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو

دل تو بے چین ہے اظہار ارادات کے لئے
کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو

دل کشابادہ صافی کا کسے ذوق نہیں
باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو

مسلمانو! آپ کی مذہبی غیرت وحمیت اور خداداد عقل وفہم کو کیا ہوا کہ آپ کو مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے اور آپ ذرا عقل سے کام نہیں لیتے:

اے کشتہ ستم! تیری غیرت کو کیا ہوا؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آ ؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن وحدیث اور مذہب اسلام کا تو کہنا کیا ساری دنیا کا گھر وندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔ایک شخص اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا قادیانی کی طرح کہے کہ آسمانی دفتروں میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالک مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری کاغذوں میں درج ہیں ان سب کا مستحق برنگ استعارات میں ہوں تو بتلایئے کہ آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟۔اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر منکوحہ پر اسی حیلہ سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پس کسی غیر مرد کو اپنا خاوند بتائے یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کر لے یا کوئی بھنگی بادشاہی محل میں گھس کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے۔ یا ایک قتل عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتروں میں اسی کا نام وہ ہے جو قاتل کے لئے لکھا ہوا ہے تو فرمایئے کہ مرزائی اصول اور ان کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کر سکے یا ہاتھ روک سکے اور جب نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھئے کہ دین ومذہب تو کیا خود دنیاداری کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیع وشراء لین دین' نکاح وطلاق' جزاء وسزا میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت وسکونت وغیرہ دو چار وصف ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین وتمیز ایسی حتمی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال واقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی مملوکات میں تصرف کر سکے۔ نہ یہاں کوئی استعارہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔

غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیا ﷺ نے دو چار نہیں' دس بیس نہیں' ایک سو اسی (۱۸۰) علامات ونشانات امت کو بتلائے ہوں۔امت کو اب بھی اس کی تعیین میں شبہ رہے اور آپ ﷺ کے صاف وصریح ارشادات کو استعارات ومجاز کہہ کر ٹال دے:

ہرگز باور نمے آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ ہاگفتن ودین پمیبر داشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت ﷺ کی صریح تکذیب اور قرآن وحدیث کو جھٹلانا ہے۔
(نعوذ باللہ منہ)
یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس جیسے بدیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

والله الهادی وعلیه التکلان

العبد الضعیف
محمد شفیع الدیوبندی غفرلہ ولوالدیہ ومشائخہ
مدرس دارالعلوم دیوبند
شعبان ۱۳۴۶ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

وصول الافکار

الیٰ اصول الاکفار

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کی رائے گرامی
رسالہ ''وصول الافکار الی اصول الاکفار'' کے متعلق

مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی کے ایک مفصل خط پر تنقید کے آخر میں حضرت تھانویؒ نے مندرجہ ذیل جملے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ خط ۷ شعبان ۱۳۵۱ھ کا تحریر فرمودہ ہے اور ماہنامہ ''النور'' تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا تھا اور پھر امداد الفتاویٰ مبوب کی جلد چہارم ص ۵۳۹ پر شائع ہوا ہے۔ وہ جملے یہ ہیں۔

''مولوی محمد شفیع صاحب نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے۔ بعض اجزاء میں میں بھی الجھا تھا۔ مگر ان کی تقریر و تحریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہوگیا۔ وہ عنقریب چھپ جاوے گا۔ میں نے اس کا نام رکھا ہے۔ وصول الافکار الی اصول الاکفار۔'' ۷ شعبان ۱۳۵۱ھ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله وكفى وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ خصوصاً سيدنا محمد المجتبىٰ ومن يهديه اهتدى ۰ اما بعد!

کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنا دونوں جانب سے نہایت ہی سخت معاملہ ہے۔ قرآن کریم نے دونوں صورتوں پر شدید نکیر فرمائی ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے کے متعلق ارشاد ہے:

''يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم فی سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا ۰ تبتغون عرض الحيوة الدنيا فعندالله

مغانم كثيرة ٠ كذلك كنتم من قبل فمن الله عليكم فتبينوا٠ ان الله كان بما تعلمون خبيرا ٠ نساء:٩٤"

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمھارے سامنے اطاعت ظاہر کرے۔ دینوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔ کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا۔ سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ (یعنی جب تم اول مسلمان ہوئے تھے۔ اگر تمھیں بھی یہی کہہ دیا جاتا کہ تم مسلمان نہیں تو تم کیا کرتے)''

الغرض اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنا اسلام ظاہر کرے تو جب تک اس کے کفر کی پوری تحقیق نہ ہو جائے اس کو کافر کہنا ناجائز اور وبال عظیم ہے۔ اسی طرح اس کے مقابل یعنی کافر کو مسلمان کہنے کی ممانعت اس آیت میں ہے:

''اتريد ون ان تهدوامن اضل الله ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلا ٠ نساء:٨٨"

''کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں۔ اس کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے۔''

سلف صالحینؒ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور مابعد کے آئمہ مجتہدینؒ نے اس بارہ میں بڑی احتیاط سے کام لینے کی ہدایتیں فرمائیں ہیں۔ حضرات متکلمین اور فقہاء نے اس باب کو نہایت اہم اور دشوار گذار سمجھا ہے۔ اور اس میں داخل ہونے والوں کے لیے بہت زیادہ تیقظ و بیداری کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ قاریؒ نے شفاء میں فرمایا ہے:

''ادخال كافر فى ملة (الاسلامية) اواخراج مسلم عنها عظيم فى الدين ٠ شفاء ج ٢ ص ٢٤١ فصل تحقيق القول فى اكفار المتأ ولين"

''کسی کافر کو اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اسلام سے خارج سمجھنا (دونوں چیزیں) سخت ہیں۔''

لیکن آج کل اس کے برعکس یہ دونوں معاملے اس قدر سہل سمجھ لئے گئے ہیں کہ کفر و اسلام اور ایمان و ارتداد کا کوئی معیار اور اصول ہی نہ رہا۔

ایک جماعت ہے جس نے تکفیر بازی کو ہی مشغلہ بنا رکھا ہے۔ ذرا سی خلاف شرع بلکہ خلاف طبع کوئی بات کسی سے سرزد ہوئی اور ان کی طرف سے کفر کا فتویٰ لگا۔ ادنیٰ ادنیٰ فرعی باتوں پر مسلمانوں کو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ ادھر ان کے مقابل دوسری جماعت ہے جن کے نزدیک اسلام و ایمان کوئی حقیقت محصلہ نہیں رکھتے بلکہ وہ ہر اس شخص کو مسلمان کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے خواہ تمام قرآن و حدیث اور احکام اسلامیہ کا انکار اور توہین کرتا رہے۔ ان کے نزدیک اسلام کے مفہوم میں ہر قسم کا کفر کھپ سکتا ہے۔ انھوں نے ہندوؤں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی طرح اسلام کو بھی محض ایک قومی لقب بنا دیا ہے کہ عقائد جو چاہے رکھے اقوال و اعمال میں جس طرح چاہے آزاد رہے۔ وہ بہر حال مسلمان ہے۔ اور اس کو اپنے نزدیک وسعت خیال اور وسعت حوصلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور تمام سیاسی مصالح کا محور و مدار اسی کو بنا رکھا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ اس کی کجروی اور افراط و تفریط کے دونوں پہلوؤں سے سخت بیزار ہیں۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کیلئے ایک آسمانی قانون پیش کیا ہے جو شخص اس کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرے اور کوئی تنگی اپنے دل میں اس کے ماننے سے محسوس نہ کرے وہ مسلمان ہے اور جو اس قانون الٰہی کے کسی ادنیٰ حکم کا انکار کر بیٹھے وہ بلاشبہ بلاتردد دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے دائرۂ اسلام میں داخل رکھنے سے اسلام بیزار ہے اور اس کے ذریعہ اسلامی برادری کی مردم شماری بڑھانے سے اسلام اور مسلمانوں کو غیرت ہے۔ اور ان چند لوگوں کے داخل اسلام ماننے سے ہزاروں مسلمانوں کے خارج از اسلام ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ جیسا کہ بہت دفعہ اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے۔

اور یہ ایک مضرت ایسی ہے کہ اگر فی الواقع ہزاروں مصالح بھی اس کے مقابلہ میں موجود ہوں تو وہ کسی مذہب دوست مسلمان کے لئے ہرگز قابل التفات نہیں ہوسکتیں۔ بالخصوص جب کہ وہ مصالح بھی محض موہوم اور خیالی ہو۔

الغرض ابنائے زمانہ کی اس افراط و تفریط اور کفر و اسلام کے معاملہ میں بے احتیاطی کو دیکھ کر مدت سے خیال ہوتا تھا کہ اس بحث پر ایک مختصر جامع رسالہ لکھا جائے جس میں کفر و اسلام کا معیار ہو۔

اور اصولی طور پر یہ بات واضح کر دی جائے کہ وہ کون سے عقائد یا اقوال ہیں جن کی بنا پر کوئی مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی اثناء میں ذیل کے سوال کا جواب لکھنے کی ضرورت پیش آئی ۔ تو اسی کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھ دیا گیا جس سے علاوہ اصول تکفیر معلوم ہونے کے بعض فرقوں کا حکم بھی واضح ہو گیا۔ اور مرتد کے بعض احکام بھی معلوم ہو گئے اور مجموعہ کا نام ''وصول الافکار الی اصول الاکفار'' رکھا گیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

سوال اوّل: کفر و اسلام کا معیار کیا ہے اور کس وجہ سے کسی مسلمان کو مرتد یا خارج از اسلام کہا جا سکتا ہے؟

الجواب! ارتداد کے معنی لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں ۔ اور اصطلاح شریعت میں ایمان و اسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھرنے والے کو مُرتد کہتے ہیں۔ اور ارتداد کی صورتیں دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر تبدیل مذہب کر کے اسلام سے پھر جائے۔ جیسے عیسائی' یہودی' آریہ سماجی وغیرہ مذہب اختیار کرے۔ یا خداوند عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہو جائے۔ یا آنحضرت ﷺ کی رسالت کا انکار کر دے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دوسرے یہ کہ اس طرح صاف طور پر تبدیل مذہب اور توحید و رسالت سے انکار نہ کرے۔ لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو انکار قرآن مجید یا انکار رسالت کے مرادف و ہم معنی ہیں۔ مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری و قطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآن مجید کی نص صریح سے ہو یا آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔ یہ صورت بھی باجماع امت ارتداد میں داخل ہے۔ اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر شدت کے ساتھ پابند ہو۔

ارتداد کی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں ۔ اور یہ اگرچہ بظاہر ایک سطحی اور معمولی غلطی ہے۔ لیکن اگر اس کے ہولناک نتائج پر نظر کی جائے تو اسلام اور مسلمان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں ۔ کیونکہ اس صورت میں کفر و اسلام کے حدود ممتاز نہیں رہتے ۔ کافر و مومن میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اسلام کے چالاک دشمن اسلامی برادری کے ارکان بن کر مسلمانوں کے لئے ''مار آستین'' بن سکتے ہیں۔ اور دوستی کے لباس میں دشمنی کی ہر قرارداد کو مسلمانوں میں نافذ کر سکتے ہیں۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس صورت ارتداد کی توضیح کسی قدر تفصیل کے ساتھ کر

دی جائے اور چونکہ ارتداد کی صحیح حقیقت ایمان کے مقابلہ ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔اس لئے پہلے اجمالاً ایمان کی تعریف اور پھر ارتداد کی حقیقت لکھی جاتی ہے۔

ایمان وارتداد کی تعریف

ایمان کی تعریف مشہور ومعروف ہے جس کے اہم جزو دو ہیں۔ایک حق سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانا۔دوسرے اس کے رسول ﷺ پر۔لیکن جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان کے یہ معنی نہیں کہ صرف اس کے وجود کا قائل ہو جائے۔ بلکہ اس کی تمام صفات کاملہ علم سمع بصر قدرت وغیرہ کو اسی شان کے ساتھ ماننا ضروری ہے جو قرآن وحدیث میں بتلائی ہیں۔ورنہ یوں تو ہر مذہب وملت کا آدمی خدا کے وجود وصفات کو مانتا ہے۔یہودی نصرانی مجوسی ہندو سب ہی اس پر متفق ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا بھی یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ کے وجود کو مان لے کہ آپ ﷺ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ تریسٹھ سال عمر ہوئی۔فلاں فلاں کام کئے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی حقیقت وہ ہے جو قرآن مجید میں بالفاظ ذیل بتلائی ہے:

”فلا وربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما ۰ نساء: ٦٥“

”قسم ہے آپ ﷺ کے رب کی یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے تمام نزاعات واختلافات میں حکم نہ بنا دیں اور پھر جو فیصلہ آپ ﷺ فرمادیں اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو پوری طرح تسلیم نہ کرلیں۔“

روح المعانی میں اسی آیت کی تفسیر سلف سے اس طرح نقل فرمائی ہے:

”فقد روی عن الصادقؒ انه قال لو ان قوما عبدوالله تعالیٰ واقاموا الصلوٰة وآتوا الزکوة وصاموا رمضان وحجوا البیت ثم قالوا الشئی صنعه رسول الله ﷺ الاّ صنع خلاف ماصنع او وجدوا فی انفسهم حرجاً لکانو امشرکین ۰ روح المعانی ص٦٥ جزء٥“

”حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔اور

نماز کی پابندی کرے۔اور زکوۃ ادا کرے۔اور رمضان کے روزے رکھے۔اور بیت اللہ کا حج کرے۔مگر پھر کسی ایسے فعل کو جس کا ذکر حضورﷺ سے ثابت ہو یوں کہے کہ آپﷺ نے ایسا کیوں کیا۔اس کے خلاف کیوں نہ کیا۔اور اس کے ماننے سے اپنے دل میں تنگی محسوس کرے تو یہ قوم مشرکین میں سے ہے۔"

آیت مذکورہ اور اس کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ رسالت پر ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ رسول کے تمام احکام کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کیا جائے اور اس میں کسی قسم کا پس وپیش یا تردد نہ کیا جائے۔

اور جب ایمان کی حقیقت معلوم ہو گئی تو کفر وارتداد کی صورت بھی واضح ہو گئی۔کیونکہ جس چیز کے ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔اسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر وارتداد ہے۔(صرح بہ فی شرح المقاصد) اور ایمان وکفر کی مذکورہ تعریف سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کفر صرف اسی کا نام نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول اللہﷺ کو سرے سے نہ مانے۔بلکہ یہ بھی اسی درجہ کا کفر اور نہ ماننے کا ایک شعبہ ہے کہ آنحضرتﷺ سے جو احکام قطعی ویقینی طور پر ثابت ہیں۔ان میں سے کسی ایک حکم کے تسلیم کرنے سے (یہ سمجھتے ہوئے کہ حضورﷺ کا حکم ہے) انکار کر دیا جائے۔اگرچہ باقی سب احکام کو تسلیم کرے اور پورے اہتمام سے سب پر عامل بھی ہو۔

اور وجہ یہ ہے کہ کفر وارتداد حضرت مالک الملک والملکوت کی بغاوت کا نام ہے اور سب جانتے ہیں کہ بغاوت جس طرح بادشاہ کے تمام احکام کی نافرمانی اور مقابلہ پر کھڑے ہو جانے کو کہتے ہیں۔اسی طرح یہ بھی بغاوت ہی سمجھی جاتی ہے کہ کسی ایک قانون شاہی کی قانون شکنی کی جائے۔اگرچہ باقی سب احکام کو تسلیم کر لے۔

شیطان ابلیس جو دنیا میں سب سے بڑا کافر اور کافر گر ہے۔اس کا کفر بھی اسی دوسری قسم کا کفر ہے۔کیونکہ اس نے بھی نہ تبدیل مذہب کیا۔نہ خدا تعالیٰ کے وجود،قدرت وغیرہ کا انکار کیا۔نہ ربوبیت سے منکر ہوا۔صرف ایک حکم سے سرتابی کی جس کی وجہ سے ابدالآباد کیلئے مطرود وملعون ہو گیا۔

حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول ص۲۶۶ طبع بیروت ۱۹۹۸ء میں فرماتے ہیں:

"کما ان الردة تتجرد عن السب فکذلک تتجرد عن قصد تبدیل الدین وارادة التکذیب بالرسالة کما تجرد کفر ابلیس عن قصد التکذیب بالربوبیة"

''جیسا کہ ارتداد بغیر اس کے بھی ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی شان میں سب وشتم سے پیش آئے اسی طرح بغیر اس کے بھی ارتداد متحقق ہوسکتا ہے کہ آدمی تبدیل مذہب کا یا تکذیب رسول کا قصد کرے۔ جیسا کہ ابلیس لعین کا کفر تکذیب ربوبیت سے خالی ہے۔''

الغرض ارتداد صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنا مذہب بدل دے یا صاف طور پر خدا اور رسول کا منکر ہو جائے۔ بلکہ ضروریات دین کا انکار کرنا اور قطعی الثبوت والدلالۃ احکام میں سے کسی ایک کا بعد علم انکار کر دینا بھی اسی درجہ کا ارتداد اور کفر ہے۔

تنبیہ: ہاں اس جگہ دو باتیں قابل خیال ہیں۔ اول تو یہ کہ کفر وارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جب کہ حکم قطعی کے تسلیم کرنے سے انکار اور گردن کشی کرے اور اس حکم کے واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھے۔ لیکن اگر کوئی شخص حکم کو تو واجب التعمیل سمجھتا ہے مگر غفلت یا شرارت کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو کفر وارتداد نہ کہا جائے گا۔ اگر چہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے۔ بلکہ اس شخص کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اور پہلی صورت میں کہ کسی حکم قطعی کو واجب التعمیل ہی نہیں جانتا۔ اگر چہ کسی وجہ سے وہ ساری عمر اس پر عمل بھی کرتا رہے جب بھی کافر مرتد قرار دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص پانچوں وقت کی نماز کا شدت کے ساتھ پابند ہے۔ مگر فرض اور واجب التعمیل نہیں جانتا یہ کافر ہے۔ اور دوسرا شخص جو فرض جانتا ہے مگر کبھی نہیں پڑھتا وہ مسلمان ہے۔ اگر چہ فاسق وفاجر اور سخت گناہ گار ہے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے احکام اسلامیہ کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں۔ تمام اقسام کا اس بارہ میں ایک حکم نہیں۔ کفر وارتداد صرف ان احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو قطعی الثبوت بھی ہوں اور قطعی الدلالت بھی۔ قطعی الثبوت ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کے روایت کرنے والے آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے۔ (اسی کو اصطلاح حدیث میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیث متواترہ کہتے ہیں)

اور قطعی الدلالۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبادت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا حدیث متواترہ سے ثابت ہوئی ہے وہ اپنے مفہوم مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی

ہو۔اس میں کسی قسم کی الجھن نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے۔

پھر اس قسم کے احکام قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص وعام میں اس طرح مشہور و معروف ہو جائیں کہ ان کا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام اور تعلیم و تعلم پر موقوف نہ رہے۔ بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثتاً وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہوں۔ جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کا فرض ہونا' چوری وشراب خوری کا گناہ ہونا' آنحضرت ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا وغیرہ تو ایسے احکام قطعیہ کو ضروریات دین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔اور جو اس درجہ مشہور نہ ہوں وہ صرف قطعیات کہلاتے ہیں۔ ضروریات نہیں۔

اور ضروریات اور قطعیات کے حکم میں یہ فرق ہے کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت مطلقاً کفر ہے۔ ناواقفیت و جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا۔اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی۔

اور قطعیات محضہ جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچتے تو حنفیہ کے نزدیک اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عامی آدمی بوجہ ناواقفیت و جہالت کے ان کا انکار کر بیٹھے تو ابھی اس کے کفر وارتداد کا حکم نہ کیا جائے گا۔ بلکہ پہلے اس کو تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام میں سے ہے۔اس کا انکار کفر ہے۔اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب کفر کا حکم کیا جائے گا۔

''کما فی المسایرة والمسامرة لابن الهمام و لفظه واماماثبت قطعاً ولم يبلغ حد الضرورة كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبية باجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الاكفار بجهده بانهم لم يشتر طوافى الاكفار سوى القطع فى الثبوت (الى قوله) ويجب حمله على ماااذاعلم المنكر ثبوته قطعاً ۰مسامره ۱۴۹/''

''اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو۔جیسے (میراث میں) اگر پوتی اور بیٹی حقیقی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے۔سو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم کیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الی قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اس صورت میں محمول کیا جائے کہ جب منکر کو اس کا علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح کفر و ارتداد کی ایک قسم تبدیل مذہب ہے اسی طرح دوسری قسم یہ بھی ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کر دیا جائے یا ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کی جائے جس سے ان کے معروف معانی کے خلاف معنی پیدا ہو جائیں اور غرض معروف بدل جائے۔ اور ارتداد کی اس قسم دوم کا نام قرآن کی اصطلاح میں الحاد ہے:

''قال تعالىٰ ان الذين يلحدون فى آياتنا لايخفون علينا ۔ حم السجده: ٤٠'' ''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔''

اور حدیث میں اس قسم کے ارتداد کا نام زندقہ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ صاحب مجمع البحار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''اتى علىؓ بزنادقة هى جمع زنديق (الى قوله) ثم استعمل فى كل ملحد فى الدين والمرادهھنا قوم ارتدد وعن الاسلام ۔ مجمع البحار ج ۲ ص ٤٤ باب الزا مع النون''

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چند زنادقہ (گرفتار کر کے) لائے گئے۔ زنادقہ جمع زندیق کی ہے اور لفظ زندیق ہر اس شخص کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو دین میں الحاد (یعنی بے جا تاویلات) کرے اور اس جگہ مراد ایک مرتد جماعت ہے۔

اور علمائے کلام اور فقہاء اس خاص ارتداد کا نام باطنیت رکھتے ہیں اور کبھی وہ بھی زندقہ کے لفظ سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی اقسام کفر کی تفصیل اس طرح نقل فرماتے ہیں:

''یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ کافر اس شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو۔ پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اس کو منافق کہیں گے۔ اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہوا ہے تو اس کا نام مرتد رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلام سے پھر گیا ہے۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ معبودوں کی پرستش کا قائل ہو تو اس کو مشرک کہا جائے گا۔ اور اگر ادیان منسوخہ یہودیت و عیسائیت وغیرہ میں کسی مذہب کا پابند ہو تو اس کو کتابی کہیں گے۔ اور اگر عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو اور تمام واقعات و حوادث کو زمانہ کی طرف منسوب کرتا ہو تو اس کو دہریہ کہا جائے گا اور اگر وجود باری تعالیٰ ہی کا قائل نہ ہو تو اس کو معطل کہتے ہیں اور اگر نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اقرار اور شعار اسلام نماز

روزہ وغیرہ کے اظہار کے ساتھ کچھ ایسے عقائد دلی رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو اس کو زندیق کہا جاتا ہے۔" (ترجمہ عبارت شرح مقاصد ص ۲۶۸ و ص ۲۶۹ ج ۲)

ومثله فی کلیات ابی البقاء! (ص ۵۵۳، ۵۵۴)

زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقیدہ کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

"کما ذکره الشامی حیث قال فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخر جها فی الصورة لصیحة و هذا معنی ابطان الکفر فلاینا فی اظهاره الدعوی ۰ شامی باب المرتد ص ۳۲٤ ج ۳"

"علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ زندیق اپنے کفر پر ملمع سازی کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رائج کرنا چاہتا ہے اور اس کو عمدہ صورت میں ظاہر کرتا ہے او زندیق کی تعریف میں جو یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپاتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے (کہ وہ اپنے کفر کو ایسے عنوان اور صورت میں پیش کرتا ہے جس سے لوگ مغالطہ میں پڑ جائیں) اس لئے یہ اخفاء کفر اظہار دعویٰ کے منافی نہیں۔"

کفر کی اقسام مذکورہ بالا میں سے آخری قسم اس جگہ زیر بحث ہے جس کے متعلق شرح مقاصد کے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ جس طرح اقسام سابقہ کفر کے انواع ہیں اسی طرح یہ صورت بھی اسی درجہ کا کفر ہے کہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے احکام کو تسلیم کرنے کے باوجود صرف بعض احکام و عقائد میں اختلاف رکھتا ہو۔ اگرچہ دعویٰ مسلمان ہونے کا کرے اور تمام ارکان اسلام پر شدت کے ساتھ عامل بھی ہو۔

ایک شبہ کا جواب

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور کتب فقہ و عقائد میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں۔ نیز بعض احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے:

"کما رواه ابوداؤد ج ا ص ۲۵۲ باب الغزومع آئمة الجورفی الجهاد ۰ عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ ثلث من اصل الا یمان الکف عمن

قال لا اله الاالله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الا سلام بعمل ، الحديث''

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رشاد فرمایا کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں ایک یہ کہ جو شخص کلمہ لا الــہ الاالله کا قائل ہواس کے قتل سے باز رہو۔اور کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہواور کسی عمل بد کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ قرار دو۔''

اس لئے مسئلہ زیر بحث میں یہ شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہے وہ اہل قبلہ میں داخل ہے۔تو پھر بعض عقائد میں خلاف کرنے یا بعض احکام کے تسلیم نہ کرنے سے اس کو کیسے کافر کہا جا سکتا ہے؟۔اور اسی شبہ کی بنیاد پر آج کل بہت سے مسلمان قسم ثانی کے مرتدین یعنی ملحدین وزنادقہ کو مرتد و کافر نہیں سمجھتے۔اور یہ ایک بھاری غلطی ہے جس کا صدمہ براہ راست اصول اسلام پر پڑتا ہے۔کیونکہ میں اپنے کلام سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قسم دوم کے ارتداد کو ارتداد نہ سمجھا جائے تو پھر شیطان کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس شبہ کے منشاء کو بیان کر کے اس کا شافی جواب ذکر کیا جائے۔اصل اس کی یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹ وغیرہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ سے اور حواشی شرح عقائد میں شیخ ابوالحسن اشعری سے اہل سنت والجماعۃ کا یہ مسلک نقل کیا گیا ہے:

''ومـن قواعد اهل السنة و الجماعة ان لايكفروا احدمن اهل القبلة (كـذافـى شـرح الـعـقـائد النسفية ص ١٢١)وفى شرح التحرير ص٣١٨ ج٣ وسيا قها عن ابى حنيفةؒ ولا نكفر اهل القبلة بذنب انتهى فقيده بالذنب فى عبارة الامام واصله فى حديث ابى داؤد كمامر آنفاً ،''

''اہل سنت والجماعۃ کے قواعد میں سے ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے۔(شرح عقائد نسفی)اور شرح تحریر ص۳۱۸ ج ۳ میں ہے کہ یہ مضمون امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے۔سو اس میں بذنب کی قید موجود ہے اور غالباً یہ قید حدیث ابوداؤد کی بناء پر لگائی گئی ہے جو ابھی گذر چکی ہے۔''

جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر مت کہو۔خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو(بشرطیکہ کفر وشرک نہ ہو) کیونکہ گناہ سے مراد اس جگہ پر وہی گناہ ہے جو حد کفر تک نہ پہنچا ہو۔

''كـمـافـى كـتـاب الايـمـان لابن تيميه حيث قال ونـدن اذا قلنا اهل

السنة متفقون على ان لایکفر بالذنب فانما نرید به المعاصی کالزنا والشرب انتهی اوضحه القونوی فی شرح العقیدة الطحاویة۔"

"جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں تو اس جگہ گناہ سے ہماری مراد معاصی مثل زنا و شراب خوری وغیرہ ہوتے ہیں اور علامہ قونوی نے عقیدہ طحاوی کی شرح میں اس مضمون کو خوب واضح کر دیا ہے۔"

ورنہ پھر اس عبارت کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اور لفظ بذنب کے اضافہ کی (جیسا کہ فقہ اکبر اور شرح تحریر کے حوالہ سے اوپر نقل ہوا ہے) کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اب شبہات کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ بعض علماء کی عبارتوں میں اختصار کے مواقع میں بذنب کا لفظ بوجہ معروف ومشہور ہونے کے چھوڑ دیا گیا۔ اور مسئلہ کا عنوان عدم تکفیر اہل القبلہ ہو گیا۔ حدیث وفقہ سے ناآشنا اور غرض متکلم سے ناواقف لوگ یہاں سے یہ سمجھ بیٹھے کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ خواہ کتنے ہی عقائد کفریہ رکھتا ہو۔ اور اقوال کفریہ بکتا پھرے۔ اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہی لفظ پرستی ہے تو اہل قبلہ کے لفظوں سے تو یہ بھی نہیں نکلتا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ ان لفظوں کا مفہوم تو اس سے زائد نہیں کہ صرف قبلہ کی طرف منہ کر لے خواہ نماز بھی پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو پھر دنیا میں کوئی شخص کافر ہی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ کبھی نہ کبھی ہر شخص کا منہ قبلہ کی طرف ہو ہی جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اہل قبلہ کی مراد تمام اوقات واحوال کا استیعاب باستقبال قبلہ نہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ لفظ اہل قبلہ ایک شرعی اصطلاح ہے جس کے معنی اہل اسلام کے ہیں اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی نہ ہو۔ لہٰذا یہ لفظ صرف ان لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کریں۔ اور آنحضرت ﷺ کے تمام احکام پر (بشرط ثبوت) ایمان لائیں۔ نہ ہر اس شخص کیلئے جو قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ جیسے دنیا کی موجودہ عدالتوں میں اہل کار کا لفظ صرف ان لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو باضابطہ ملازم اور قوانین ملازمت کا پابند ہو۔ اس کے مفہوم لغوی کے موافق ہر کام والے آدمی کو اہل کار نہیں کہا جاتا۔ اور یہ جو کچھ لکھا گیا علم فقہ وعقائد کی کتابیں تقریباً تمام اس پر شاہد ہیں جن میں سے بعض عبارات درج ذیل ہیں:۔

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالیٰ بالكليات والجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر اونفى علم سبحانه وتعالیٰ بالجزئيات لايكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لايكفر احد ما لم يوجد شئى من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئى من موجباته۔ شرح فقه اكبر ص ۱۸۹"

"خوب سمجھ لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تمام عقائد پر متفق ہوں جو ضروریات دین میں سے ہیں۔ جیسے حدوث عالم اور قیامت وحشر ابدان اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات پر حاوی ہونا اور اسی قسم کے دوسرے عقائد مہمہ۔ پس جو شخص تمام عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے۔ مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا معتقد ہو یا قیامت میں مردوں کے زندہ ہونے کا یا حق تعالیٰ کے علم جزئیات کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اور یہ کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہی ہے کہ ان میں سے کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہ کہیں۔ جب تک اس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جو علامات کفر یا موجبات کفر میں سے ہے۔"

اور شرح مقاصد مبحث سابع میں مذکورالصدر مضمون کو مفصل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فلا نزاع فى كفر اهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفى الحشر ونفى العلم بالجزئيات ونحوذالك وكذلك بصدورشئى من موجبات الكفرعنه۔"

"اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزارے۔ مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے یا قیامت وحشر کا یا حق تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے کا انکار کرے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر ہو جائے۔"

اور علامہ شامی نے ردالمختار باب الامامۃ جلد اول میں بحوالہ تحریر الاصول نقل فرمایا ہے:

"لاخلاف فى كفر المخالف من اهل القبلة المواظب طول عمره

على الطاعات كما فى شرح التحرير. شامى ج ا ص ٤١٤ باب الامامة. "

"اس میں سے کسی کا خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔"

اور شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس میں ہے:

"اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين الى قوله فمن انكرشيئا من الضروريات (الى قوله) لم يكن من اهل القبلة ولوكان مجاهد ابالطاعات و كذلك من باشرشئيا من امارات التكذيب كسجود صنم والاهانة بامر شر عى والا ستهزاء عليه فليس من اهل القبلة ومعنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصى و لا بانكار الا مور الخفية غير المشهورة هذا ما حققه المحققون. نبر اس ص ٢٤٢ من قواعد اهل السنة ان لايكفراحد من اهل القبلة. "

اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔ پس جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اگر چہ عبادت واطاعت میں مجاہدات کرنے والا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو علامات کفر وتکذیب میں سے کسی چیز کا مرتکب ہو۔ جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی امر شرعی کی اہانت واستہزاء کرنا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہیں اور نہ ایسے امور کے انکار کی وجہ سے کافر کہیں جو اسلام میں مشہور نہیں۔ یعنی ضروریات دین میں سے نہیں۔

تنبیہ: کسی مسلمان کو کافر کہنے کے معاملہ میں آج کل ایک عجیب افراط وتفریط رونما ہے۔ ایک جماعت ہے کہ جس نے مشغلہ یہی اختیار کر لیا ہے کہ ادنیٰ معاملات میں مسلمانوں پر تکفیر کا حکم لگا دیتے ہیں اور جہاں ذرا سی کوئی خلاف شرع حرکت کسی سے دیکھتے ہیں تو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ اور دوسری طرف نو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے۔ جس کے نزدیک کوئی قول وفعل خواہ کتنا ہی شدید اور عقائد اسلامیہ کا صریح مقابل ہو کفر کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں۔ اگر چہ اس کا کوئی عقیدہ اور عمل اسلام کے موافق نہ ہو اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہو۔ اور جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پر خطر معاملہ ہے اسی

طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی اس سے کم نہیں۔ کیونکہ حدود کفر واسلام میں التباس بہر دوصورت لازم آتا ہے۔ اس لئے علماء امت نے ہمیشہ ان دونوں معاملوں میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ امر اول کے متعلق تو یہاں تک تصریحات ہیں کہ اگر کسی شخص سے کوئی کام خلاف شرع صادر ہو جائے اور اس کلام کی مراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں اور سب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمہ کفر بنتا ہو۔ لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کو اس پر حمل کیا جائے تو معنی کفر نہیں رہتے۔ بلکہ عقائد حقہ کے مطابق ہو جاتے ہیں تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی احتمال ضعیف کو اختیار کر کے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دے۔ جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مراد یہ معنی نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی ایسے عقیدہ کا قائل ہو جاوے جو آئمہ اسلام میں سے اکثر لوگوں کے نزدیک کفر ہو۔ لیکن بعض آئمہ اس کے کفر ہونے کے قائل نہ ہوں تو اس کفر مختلف فیہ سے بھی مسلمان پر کفر کا حکم کرنا جائز نہیں۔ (صرح بہ فی البحر الرائق باب المرتدین ج ۵) ومثلہ فی ردالمحتار وجامع الفصولین من باب کلمات الکفر!

اور امر دوم کے متعلق بھی صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کے تعامل نے یہ بات متعین کر دی کہ اس میں تہاون وتکاسل کرنا اصول اسلام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ان کا ارتداد قسم دوم ہی کا ارتداد تھا۔ صریح طور پر تبدیل مذہب (عموماً) نہ تھا۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے ان پر جہاد کرنے کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کہ نزاکت وقت اور اپنے ضعف کا بھی خیال نہ فرمایا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں پر جہاد کیا جس میں جمہور صحابہؓ شریک تھے۔ جن کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شخص ختم نبوت کا انکار کرے یا نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ مرتد ہے۔ اگرچہ تمام ارکان اسلام کا پابند اور زاہد وعابد ہو۔

ضابطہ تکفیر: اس لئے تکفیر مسلم کے بارہ میں ضابطہ شرعیہ یہ ہوگیا کہ جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو۔ یا اس عقیدہ کے کفر ہونے میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف آئمہ اجتہاد میں واقع ہو۔ اس وقت تک اس کے کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل وتحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کر دے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

تنبیہ ضروری: مسئلہ زیر بحث میں اس بات کا ہر وقت خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔اس میں بیباکی اور جلد بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے۔مسئلہ کی دونوں جانب نہایت احتیاط کی مقتضی ہیں۔کیونکہ جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا وبال عظیم ہے اور حسب تصریح حدیث اس کہنے والے کے کفر کا اندیشہ قوی ہے۔اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا یا سمجھنا بھی اس سے کم نہیں۔جیسا کہ عبارت شفاء سے منقول ہے۔اور شفاء میں مسئلہ کی نزاکت کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

"ولمثل هذاذهب ابو المعالی رحمة الله فی اجو بته لا بی محمد عبدالحق و کان سالم عن المسالة فاعتذر له بان الغلط فیها یصعب لا ن ادخال کافرفی الملة واخراج مسلم عنها عظیم فی الدین ۰ شفا ج ۲ ص ۲٤۱ فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاؤلین ۰"

"ابو المعالی نے جو محمد عبدالحق کے سوالات کے جواب لکھے ہیں۔ان میں ان کا بھی یہی مذہب ثابت ہے۔کیونکہ ان سے ایسا ہی سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے عذر کر دیا کہ اس بارہ میں غلطی سخت مصیبت کی چیز ہے۔کیونکہ کسی کافر کو مذہب اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اس سے خارج سمجھنا دین میں بڑے خطرہ کی چیز ہے۔"

اسی لئے ایک جانب تو یہ احتیاط ضروری ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی مبہم کلام سامنے آئے جو مختلف وجوہ کو محتمل ہو اور سب وجوہ سے عقیدہ کفریہ قائل کا ظاہر ہوتا ہو۔لیکن صرف ایک وجہ ایسی بھی ہو جس سے اصطلاحی معنی اور صحیح مطلب بن سکے۔گو وہ وجہ ضعیف ہی ہو۔تو مفتی وقاضی کا فرض ہے کہ اس وجہ کو اختیار کر کے اس شخص کو مسلمان کہے۔(کما صرح به فی الشفاء فی هذه الصفحة وبمثله صرح فی البحر وجامع الفصولین وغیره)

اور دوسری طرف یہ لازم ہے کہ جس شخص میں کوئی وجہ کفر کی یقیناً ثابت ہو جائے۔اس کی تکفیر میں ہرگز تاخیر نہ کرے اور نہ اس کے متبعین کو کافر کہنے میں دریغ کرے۔جیسا کہ علماء امت کی تصریحات محررہ بالا سے بخوبی واضح ہو چکا۔والله اعلم وعلمه اتم واحکم !

تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ جلد سادس

یہ کل بیان اس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا

اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریق سے ثابت ہو جائے۔لیکن اگر خود اسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اس عقیدہ کا معتقد یا اس قول کا قائل ہے یا نہیں۔تو اس کے لئے احوط و اسلم وہ طریق ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔جس کو بعینہ ذیل میں بطور تتمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر کسی خاص شخص کے متعلق یا کسی خاص جماعت کے متعلق حکم بالکفر میں تردد ہو خواہ تردد کے اسباب علماء کا اختلاف ہو خواہ قرائن کا تعارض ہو یا اصول کا غموض، تو اسلم یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم کیا جائے نہ اسلام کا حکم۔اول میں تو خود اس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے۔پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا۔یعنی اس سے نہ عقد مناکحت کی اجازت دیں گے نہ اس کی اقتداء کریں گے نہ اس کا ذبیحہ کھائیں گے۔اور نہ اس پر سیاست کافرانہ جاری کریں گے۔اگر تحقیق کی قدرت ہو اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے ہی احکام جاری کریں گے۔اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے۔اس کی نظیر وہ حکم ہے جو اہل کتاب کی مشتبہ روایات کی متعلق حدیث میں وارد ہے:

"لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبو هم وقولوا آمنا بالله وما انزل الينا الاية البخارى ج۲ ص۱۰۹۴ باب لاتسئلوا هل الكتاب"

"نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس وحی پر جو ہم پر نازل ہوئی۔"

دوسری فقہی نظیر احکام خنثیٰ کے ہیں:

"يوخذفيه بالاحوط والاوثق فى امورالدين وان لايحكم بثبوت حكم وقع الشك فى ثبوته واذا وقف خلف الا مام قام بين صف الرجال والنساء و يصلى بقناع و يجلس فى صلاته جلوس المرأة ويكره له فى حياته لبس الحلى والحرير وان يخلوابه غير محرم من رجل اوامرأة اويسا فرمع غير محرم من الرجال والاناث ولا يغسله رجل ولا امرأة ويتيمم با لصعيدويكفن كما يكفن الجارية وامثاله مما فصله الفقهاء ! ۱۱شعبان ۱۳۵۱ھ / جو اهر الفقه ج۱ ص ۳۸"

''خنثیٰ مشکل کے بارہ میں امور دین میں وہ صورت اختیار کی جائے جس میں احتیاط ہو اور کسی ایسی چیز کے ثبوت کا اس پر حکم نہ کیا جائے جس کے ثبوت میں شک ہو اور جب وہ امام کے پیچھے نماز کی صف میں کھڑا ہو تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑا ہو۔ اور عورتوں کی طرح دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے اور قعدہ میں اس طرح بیٹھے جیسے عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اور اس کے لئے زیور اور ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی مرد یا عورت غیر محرم اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھے یا ایسے مرد یا عورت کے ساتھ سفر کرے جو اس کا محرم نہ ہو اور مرنے کے بعد اس کو نہ کوئی مرد غسل دے نہ عورت۔ بلکہ تیمم کرا دیا جائے اور کفن ایسا دیا جائے جیسا لڑکیوں کو دیا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے احکام جن کو فقہاء نے مفصل لکھا ہے۔''

مشورہ: یہ بحث کہ کن کن امور سے کوئی مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا ہے اور حکم تکفیر کے لئے شرعی ضابطہ کیا ہے۔ اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کی کیا مراد ہے۔ اس کے متعلق ایک جامع مانع بہترین رسالہ رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اکفار الملحدین کے نام سے عربی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ جو حضرات ان مسائل کو مکمل دیکھنا چاہتے ہیں اس کی مراجعت کریں۔ (اس کا اب اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ عام مل جاتا ہے۔ مرتب)

سوال دوم: اس عام سوال کے بعد چند فرقوں کے متعلق خاص طور پر سوال کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اوّل فرقہ چکڑالویہ۔ دوم فرقہ مرزائیہ۔ ان دونوں فرقوں کے عقائد درج ذیل ہیں۔ ان عقائد کو زیر نظر رکھتے ہوئے ان فرقوں کے متعلق تحریر فرمایا جائے کہ یہ فرقے دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا نہیں۔

نوٹ: اس رسالہ میں روافض سے متعلق بھی بحث تھی۔ جو بوجہ کتاب کا موضوع نہ ہونے کے ہم نے ترک کر دی ہے۔ (مرتب)

فرقہ چکڑالویہ کے عقائد

پنجاب میں ایک فرقہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ اس کا بانی عبداللہ چکڑالوی ہے اور اسی کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس فرقہ کے عقائد کا نمونہ خود بانی فرقہ عبداللہ چکڑالوی کی کتاب (برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن) سے بحوالہ صفحات لکھا جاتا ہے۔ تا کہ علمائے کرام اس پر غور فرمائیں کہ یہ فرقہ اور اس کے متبعین مسلمان ہیں یا نہیں۔ وہ عقائد بعینہ

اس کے الفاظ میں یہ ہیں:

منقول از برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن از عبد اللہ چکڑالوی

۱..........قرآن مجید ہی کی سکھائی نماز پڑھنی فرض ہے اور اس کے سوا اور کسی طرح کی نماز پڑھنا کفر و شرک ہے۔ (ص۵سطر۶)

۲..........سنو کہ وہ شے محض قرآن مجید ہی ہے جو رسول اللہ کی طرف وحی کی گئی۔ اس کے سوا اور کوئی چیز ہرگز خاتم النبیین پر وحی نہیں ہوئی۔ (ص۹سطر۳)

۳..........آسمانی کتاب کے سوا ہر ایک دینی کام کرنا شرک و کفر ہے۔ خواہ کوئی ہو جو ایسا کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (ص۱۲سطر۱۶)

۴..........جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ماسوائے کتاب اللہ کے بھی احکام بتائے ہیں۔ وہ حقیقت میں خاتم النبیین پر سب کرتے ہیں۔ (ص۱۵سطر۲۱)

۵..........سوائے اللہ تعالیٰ اور کا حکم ماننا بھی اعمال صحیح کا باطل کرنے والا باعث ابدی و دائمی عذاب ہے۔ افسوس شرک فی الحکم میں آج کل اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ (ص۱۶سطر۲۱)

۶..........لیکن شرک فی الحکم لوگوں کی طبیعتوں میں ایسا مل گیا ہے کہ اس کو اب وہ ایک دینی مسئلہ سمجھتے ہیں اور اس کے برا ہونے کا ان کو خیال تک بھی نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برا سمجھنے والے کو برا سمجھتے ہیں۔ اعلانیہ بڑے زور و شور سے کہتے ہیں اور اس اپنے کہنے پر قرآن شریف سے دلائل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ کا حکم ماننا فرض ہے اسی طرح رسول اللہ سلام علیہ کا العجب ثم العجب اور اس مشرکانہ خیال کو اصل اصول جانتے ہیں۔ (ص۱۷سطر۲)

۷..........پس واضح ہو کہ مطابق الرحمٰن علم القرآن کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعلیم دی ہے اور بس دیگر ذریعہ سے تعلیم نہیں دی۔ (ص۱۹سطر۱۵)

۸..........اور جس رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہے۔ وہ خاص قرآن مجید ہی ہے۔ واجب الاتباع دو چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی شے ہے قرآن مجید۔ اور محمد رسول اللہ سلام علیہ بے شک دو چیزیں ہیں۔ لیکن آپ کی فرمانبرداری کا قرآن مجید میں کسی جگہ حکم نہیں ہوا۔

(ص۲۱سطر۱۱)

۹..........میں محمد رسول اللہ کو دل و جان سے رسول جانتا ہوں۔ مگر جن آیات میں

رسول اللہ کی فرمانبرداری کا حکم ہوا۔ وہاں رسول اللہ سے مراد فقط قرآن مجید ہی ہے۔

(ص۲۱سطر۱۹)

۱۰............لیکن محمد رسول اللہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے ہی پاس آئے تھے۔ آج کل کے لوگوں میں سے آپ کسی کے پاس نہیں آئے۔ اگر کسی صاحب کے پاس آپ کی آمدورفت ہو تو بتا دیں: ''یاایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولاتولوا عنہ۔ '' اس جگہ رسول اللہ سے مراد آپ کی ذات نہیں ہو سکتی۔ ورنہ معنی لغو ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ سے مراد اس جگہ پر قرآن مجید ہی ہے۔ (ص۳۰سطر۱)

۱۱............''ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ ''واضح ہو کہ پیروی اور اتباع سے صرف یہ مراد ہے کہ جس طرح قرآن مجید پر میں عمل کرتا ہوں اسی طرح تم بھی عمل کرو۔ کسی مومن یا رسول کا ہر ایک فعل واجب الاتباع نہیں۔ (ص۴۲سطر۱)

۱۲............واضح ہو کہ کتاب اللہ میں جنبی کو صرف نماز سے روکا گیا ہے۔ جیسے کہ آیت: ''ولاتقربواالصلوٰۃ '' سے ثابت ہے۔ لیکن قرآن مجید پڑھنے سے کہیں نہیں روکا گیا۔ (ص۵۸سطر۱۰)

۱۳............مسواک کے بیان کے ذیل میں لکھتا ہے کہ اگر بالفرض رسول اللہ سلام علیہ نے یہ باتیں کہی بھی ہیں تو وحی خفی سے نہیں۔ بلکہ عقل انسانی سے ہے۔ (ص۶۰سطر۱۴)

۱۴............''یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الیٰ۔ اٰخر الایۃ ''مطابق آیت بالا یقیناً پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ مسح جائز نہیں۔ خواہ ننگے پاؤں پر ہو خواہ جرابوں پر یا موزوں پر۔ جس قدر ایسی احادیث ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ سلام علیہ نے موزوں اور جرابوں پر مسح کیا اور دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔ سب باطل اور رسول اللہ پر افتراء ہیں۔

(ص۶۴سطر۱)

۱۵............قرآن سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگنے' اور نکسیر پھوٹنے' آگ کی پکی ہوئی چیزیں' یا اونٹ کا گوشت کھانے' یا قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جن احادیث میں یہ مضمون ہے کہ یہ چیزیں وضو کو توڑنے والی ہیں۔ وہ بے ہودہ اور مردود ہیں۔ (ص۸۲سطر۱)

عقائد فرقہ ہذا مندرجہ الصلوٰۃ للہ!

عقائد فاسدہ: **دلائل کاسدہ:**

عقیدہ:۱............آسمانی کتابوں میں کوئی فرق نہیں سب ہم رتبہ وہم پلہ ہیں۔

دلیل:۱............جس چیز کا بیج ازل سے جاری ہوا ابد تک رہے گا بدلنے کا امکان نہیں ہے۔ایسی ہی کتابیں ایک خدا کی ہیں سب یکساں ہوں گی لاتبديل لخلق الله!

عقیدہ:۲............نبیوں میں فرق نہیں ہے سب ایک درجہ کے ہیں اور سلسلہء نبوت تاقیامت جاری رہے گا۔

دلیل:۲............''لا نفرق بين احد من رسله ولن تجد لسنة الله تحويلا''

عقیدہ:۳............اوقات نماز چار ہیں۔تہجد،فجر،مغرب،ظہر۔

دلیل:۳............تہجد کا وقت نفل کے لئے باقی کا فرض کے لئے ہے۔دلیل یہ ہے:

''رب المشرق والمغرب ، واقم الصلوٰة لدلوك الشمس...... الخ''

عقیدہ:۴............قبلہ پورب اور پچھم دوطرف ہے۔تہجد و فجر مشرق جانب اور ظہر و مغرب پچھم جانب ہیں۔

دلیل:۴............دلیل:''رب المشرق والمغرب ، ''ہے۔غرض جب آفتاب پورب کی سمت میں ہو تو پورب کرے۔جیسے تہجد و فجر میں اور جب پچھم ہو تو پچھم کی جانب۔جیسے ظہر و مغرب میں۔

عقیدہ:۵............تکبیر نماز اللہ اکبر نہیں ہے۔بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

دلیل:۵............سلیمان علیہ السلام کا قصہ:''انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم''موجود ہے۔

عقیدہ:۶............ارکان چودہ ہیں جو داخل نماز ہیں اور وہ یہ نہیں ہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔اور عقیدہ رکھتے ہیں۔

دلیل:۶............''انا اعطينا ك الكوثر ''کوثر سے مراد سبع مثانی۔سبع مثانی سے مراد چودہ اور چودہ سے مراد ارکان۔

عقیدہ:۷............یہ اذان ممنوع ہے۔ آثار آسمانی سے نمازی آوے گا۔

دلیل:۷............قرآن میں ذکر نہیں ہے۔ بلکہ:" ان انکر الاصوات لصوت الحمیر " آیا ہے۔

عقیدہ:۸............ وضو کا لفظ خود ساختہ اور غلط ہے۔ اصل لفظ غسل سکر ہے۔

دلیل:۸............"فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق"

عقیدہ:۹............وضو میں صرف ہاتھ منہ دھونا ہے اور سر پیر کا مسح کرنا ہے بس۔

عقیدہ:۱۰............ جب سے زمانہ نے رنگ بدلا اور میرے جانشین ہوئے اصلی نماز کی صورت بگاڑ دی اور مشرکانہ دعائیں شامل کر دی ہیں۔

عقیدہ:۱۱............رکعت کا لفظ قصر (قصر) تعریف ہو کر بنا ہے۔ اصل قصر اولیٰ اخری ہے۔ رکعت اولیٰ رکعت اخری نہیں ہے۔

عقیدہ:۱۲............صلوٰۃ جنازہ میں ہاتھ نہ باندھے۔

دلیل:۱۲............"واخفض جنا حك للمؤمنين ۰ " دلیل ہے۔

عقیدہ:۱۳............رمضان شریف کا مہینہ تیس دن کا ہے۔

دلیل:۱۳............"وواعدنا موسى ثلثلين ليلة ۰ " دلیل ہے۔

عقیدہ:۱۴............"شهر رمضان" سے شمسی مہینہ مراد ہے۔

دلیل:۱۴............ورنہ آیت بالا کے معنیٰ درست نہ ہوں گے۔

۱۵............صورت نماز اہل قرآن یہ ہے کہ اپنی تکبیر کہتا ہوا بصورت قعدہ بیٹھ جائے۔ پھر تکبیر کے ساتھ کھڑا ہو۔ پھر بایاں ہاتھ دائیں بغل میں دبائے اور دایاں ہاتھ بائیں شانے پر رکھے۔ پھر رکوع کرے۔ پھر سجدہ میں ٹھوڑی رکھے۔ پھر سر۔ پھر جلسہ میں آئے اور سینہ میں ہاتھ رکھے۔ پھر سجدہ کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔

الجواب!

۱............"قل اطيعوا الله والرسول فان تو لو افان الله لا يحب الكافرين ۰ آل عمران: ۳۲"

۲............"قال الله تبارك و تعالى ۰ وما ارسلنامن رسول الا ليطاع

بـاذن الله ولـو انهـم اذظـلـمـوا انـفسهـم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لو جدوا الله تو ابا رحيماً ۰ نساء:٦٤"

٣........."يـا ايهـا الـذين آمنوا اطيعوا الله واطيعو الرسول واولى الامر منكم فان تنارعتم فى شىء فردوه الى الله والرسول ۰ نساء:٥٩"

٤........."واطيـعـوا الله واطيعوا الرسـول ۰ فان تو ليتم فانما على رسولنا البلاغ المبين ۰ تغابن:١٢"

٥........."مـاكـان لـمـؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يـكون لهم الخير ة من امرهم ۰ ومن يعص الله ورسوله فقدضل ضلالا مبيناً ۰ الاحزاب:٣٦"

٦........."فـلاوربك لايـؤ مـنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لايجد وافى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلمو اتسليماً ۰ نساء:٦٥"

٧........."قـل ان كـنتـم تـحبـون الله فـاتبـعونى يحببكم الله ۰ آل عمران:٣٠"

٨........."ومـا اتـاكـم الـرسـول فـخـذوه ومـا نهـاكـم عـنـه فانتهوا ۰ حشر:٧"

٩........."هـوالـذى بعث فى الا ميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويـزكيهـم ويـعـلـمهـم الـكتـاب والـحـكمة وان كـانـوامـن قبل لفى ضلال مبين ۰ جمعه:٢"

١٠........."وانـزلـنـااليك الـذكـرلتبيـن لـلناس ما نزل اليهم ولعلهم يتفكرون ۰ نحل:٤٤"

١١........."وارسـلـنـاك لـلـنـاس رسولاوكفى بالله شهيداً ۰ من يطع الرسول فقداطاع الله ومن تو لى فما ارسلناك عليهم حفيظاً ۰ نساء:٧٩`٨٠"

١٢........."لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة ۰ احزاب:٢١"

١٣........."ومـن يشـا قـق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غيـر سبيـل الـمؤ مـنيـن نـو لـه مـا تـولـى ونصلـه جهنم وساء ت مصيراً ۰

نساء:۱۱۵"

۱۴۔۔۔۔۔۔۔۔۔"فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤ من باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ۰ الاعراف:۱۵۸"

۱۵۔۔۔۔۔۔۔۔۔"فلیحذرالذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ اویصیبھم عذاب الیم ۰ نور:۶۳"

۱۶۔۔۔۔۔۔۔۔۔"واذاقیل لھم تعالواالیٰ ماانزل اللہ والی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنك صدودًا ۰ نساء:۶۱"

آیات مذکورہ بالا ونیز دیگر آیات کثیرہ سے نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ دو امر ثابت ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ قرآن مجید اپنے ماننے والوں کو جس طرح احکام قرآنیہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔اسی طرح آنحضرتﷺ کے احکام کی اطاعت پر مجبور کرتا ہے۔جیسا کہ آیت نمبر۱ وآیت نمبر۸ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ آنحضرتﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ آپﷺ قرآن مجید کے صحیح مطالب وصحیح تفسیر بیان فرمائیں۔جیسا کہ آیت نمبر۹ونمبر۱۰ سے ثابت ہے۔

اسی لئے جب کسی آیت کے متعلق آپﷺ سے کوئی تفسیر منقول ہو تو اس کے مخالف کوئی دوسری تفسیر ہرگز قابل التفات نہ ہوگی۔اگرچہ الفاظ قرآن میں باعتبار لغت کے اس کا احتمال بھی موجود ہو۔

آنحضرتﷺ کے عہد مبارک سے آج تک تمام امت محمدیہ کا یہی اعتقاد رہا ہے۔ اور اگر کسی نے کبھی اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کیا ہے تو اسکو باجماع مسلمین کافرو مرتد سمجھا گیا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفارومرتدین کے ساتھ شریعت میں معمول ہے۔

ایسی ہی تفسیر کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان الذین یلحدون فی آیاتنا لایخفون علینا ۰ افمن یلقی فی النار خیرام من یاتی امنا یوم القیامۃ ۰ اعملواماشئتم ۰ انہ بما تعملون بصیر ۰ حم سجدہ:۴۰"

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''هويضع الكلام على غير موضعه اخرجه ابن ابی حاتم ۰ (كذافي الاتقان ص ۱۹۱ ج ۲) ''الحاد کرنے والا وہ شخص ہے جو کلام کو بے محل استعمال کرے۔

اور تفسیر روح المعانی میں ہے:

''ینحرفون فی تاویل آیات القران عن جهة الصحت والاستقامة یحملو نها على المحامل الباطلة وهومرادابن عباس بقوله يضعون الكلام فی غیر موضعه انتهی ثم قال فی تفسیر قوله تعالیٰ) افمن یلقٰی فی النار الاية تنبيه علىٰ كيفية الجزاء (ثم قال فی قوله) اعملوا ماشئتم تهديد شديد للكفر الملحلدين الذين يلقون فی النار (روح ص ۱۱۲ و ۱۱۳ ج ۲٤)''

''وہ آیات کی تفسیر میں صحت واستقامت سے علیحدہ ہوتے ہیں اوران کو معانی باطلہ پر محمول کرتے ہیں اور یہی مراد حضرات ابن عباسؓ کی ہے۔اس ارشاد سے کہ وہ لوگ کلام کو بے محل استعمال کرتے ہیں (اس کے بعد حق تعالیٰ کے ارشاد: ''افمن یلقی فی النار ۰ الایه '' کی تفسیر میں لکھا ہے) کہ یہ اس پر تنبیہ ہے کہ کفار ملحدین کی سزا کیسی ہوگی (پھر: ''اعملوا ماشئتم '' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ تہدید شدید ہے کفار ملحدین کے لئے جو جہنم میں ڈالے جائیں گے۔''

عقائد نسفی ہے:

''النصوص على ظاهر هاوالعدول عنها الى معان يد عيها اهل الباطل الحاد ''

''نصوص اپنے ظاہری معانی پر محمول ہیں اوران معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جن کا اہل باطل دعوی کرتے ہیں الحاد ہے۔''

اورعلامہ سیوطیؒ نے اتقان میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص آیت کریمہ: '' من ذالذی يشفع عنده ''کے الفاظ کو تحلیل کر کے: ''من ذل ذی '' قرار دے کر یہ تفسیر کرتا تھا کہ (جو شخص اپنے نفس کو ذلیل کرے۔وہ اللہ کے نزدیک سفارش کرسکتا ہے۔

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو یہ فتویٰ دیا کہ وہ ملحد زندیق ہے۔(اتقا ن مصری ص ۱۹۱ ج ۲ فضل مايحتاج اليه المفسر)

اورقر آن شریف میں ہے:

''لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرأنه فاذاقرأناه

فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه ۰ القیامة ۱٦''

''اے پیغمبر! آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے۔ تاکہ آپ اس کو جلد جلدی لیں۔ ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا۔ اور اس کا پڑھوا دینا تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے۔ پھر اس کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے؟۔

الغرض آیات وعبارات مذکورہ سے واضح ہوا کہ جو شخص وہ عقائد رکھے جو فرقہ چکڑالویہ کی کتابوں سے سوال میں ظاہر کئے گئے ہیں وہ بلاشبہ ملحد و زندیق اور کافر خارج از اسلام ہے۔ کیونکہ وہ بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ جیسا کہ عقائد مذکورہ کے دیکھنے والے پر مخفی نہیں رہ سکتا۔ عقائد مذکورہ کا ضروریات دین کے خلاف ہونا چونکہ بالکل بدیہی اور آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اس لئے ضرورت نہیں کہ ہر عقیدے کے متعلق جدا جدا کچھ لکھا جاوے۔

علاوہ ازیں اس وقت ہجوم مشاغل کے سبب فرصت بھی نہیں۔ آئندہ اگر فرصت ملی یا کسی دوسرے صاحب نے ہمت کی اور اس کی تفصیل لکھ دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اس رسالہ کا ضمیمہ بنا دیا جاوے گا۔

فرقہ مرزائیہ کے عقائد

مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب اس فرقہ کا بانی ہے اور اس وقت اس فرقہ کی تین پارٹیاں مشہور ہیں۔ ایک ظہیر الدین اروبی کی متبع اور دوسری مرزا محمود کی متبع جس کو قادیانی پارٹی کہا جاتا ہے۔ تیسرے مسٹر محمد علی لاہوری کی متبع جس کو لاہوری پارٹی کہا جاتا ہے۔

پہلی پارٹی مرزا غلام احمد کے مذہب کو بغیر کسی نفاق وتاویل کے ظاہر کرتی ہے اور ان کو ان کی تعلیم کے مطابق نبی اور رسول مستقل ناسخ شریعت مانتی ہے کلمہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! کو معاذ اللہ منسوخ کہتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی شہادت میں مرزا کا نام لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

دوسری پارٹی خواہ اپنی چالاکی کی وجہ سے کہ مسلمان ایسے شدید کفر سے فوراً متنفر ہو جائیں گے۔ یا اپنی کم فہمی کی وجہ سے مرزا کی تصریحات کے خلاف اس کو صاحب شریعت ناسخ القرآن نہیں مانتی۔ لیکن نبی اور رسول ہونے کا بلکہ دوسرے انبیاء سے افضل ہونے کا اعتقاد رکھتی اور ظاہر کرتی ہے۔

تیسری پارٹی اس کو مسیح موعود اور مہدی و امام کہتی ہے۔ نبی اور رسول کا لفظ بھی اس کے

لئے استعمال کرتی ہے۔ مگر یہ کہہ کر کہ لغوی اور مجازی امتی نبی ہیں۔ ایسے نہیں جیسے پہلے انبیاء گزرے ہیں۔

ان تینوں پارٹیوں کے عقائد مفصل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہم نے اپنے رسالہ ''اشد العذاب ''میں ان کی کتابوں میں سے بقید صفحات نقل کئے ہیں جن میں سے بعض بطور نمونہ اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں۔ (یہ رسالہ اور دیگر رسائل حضرت سید مرتضیٰ حسن احتساب قادیانیت جلد دہم میں مکمل شائع ہو گئے ہیں۔ مرتب)

اروبی مرزائی کے عقائد

رسالہ المبارک ص۳ میں اروبی کہتا ہے۔ اپنے عقائد کا خلاصہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ! پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہوئے احسن طور پر یہ بیان کرنا ہوگا کہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ مذکور پر ہے۔ قرآن کریم کو سچے دل سے منجانب اللہ یقین کرتے ہوئے اس تازہ وحی الٰہی پر یقین لانا مقدم سمجھنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

پھر اسی صفحہ میں لکھتا ہے اور خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام قادیان کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دینی ہوگی۔ پھر رسالہ ''تبدیل قانون'' ص۲،۳ میں مفصل تحریر کے ذیل میں لکھتا ہے۔ ''یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے لئے وہ شریعت نہیں رہی جو آج سے تیرہ سو برس پہلے تھی۔ دیکھو حضرت مسیح موعود کیسی وضاحت سے لکھتے ہیں .... الخ۔''

قادیانی پارٹی کے عقائد

مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴) میں لکھتے ہیں کہ: ''پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' اور اخبار الفضل جلد دوم نمبر۱۲۲ و نمبر۱۲۳ مورخہ ۴ و ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء میں ہے کہ: ''محکم کیا ہے حضرت مسیح موعود نبی ہیں یہ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد ﷺ محکم کیا ہے۔ نبی کا منکر: '' اولئک ھم الکفرون حقا۔ '' کے فتوے کے نیچے داخل ہے۔ (اشد العذاب ص۴۵ بحوالہ رسالہ موجودہ قادیانی مذہب)

اور رسالہ موجودہ قادیانی مذہب ص۳ میں بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد۲ نمبر۱۴۰ لکھا ہے:

قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔اس سے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔

لاہوری پارٹی کے عقائد

اشد العذاب ص ۵۷ میں بحوالہ ہنڈ بل نمبر۲ص ۱:''قبل اس کے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے مریدین کے عقائد کو خلاف عقائد حضرت مسیح موعود دکھایا جاوے یہ بتا دینا ضرور ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ امام الزمان مجدد ملہم من اللہ جزوی ظلی بروزی مجازی امتی نبی بمعنی محدث نہ بمعنی نبی، مہدی و مسیح موعود ہیں۔

یہ تو وہ عقیدہ ہے جو لاہوری پارٹی مرزا کے متعلق رکھتی ہے اس کے علاوہ خود اس کے رئیس مسٹر محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں بہت سی آیات قرآنیہ کی ایسی تحریف کی ہے جن میں سے ہر ایک مستقل وجہ کفر معلوم ہوتی ہے۔ان عقائد پر غور کرتے ہوئے ہر ایک پارٹی کے متعلق جدا جدا تحریر فرمایا جاوے کہ یہ پارٹیاں خارج از اسلام ہیں یا ان میں کوئی تفصیل ہے؟۔

الجواب: ان تینوں پارٹیوں میں چند وجوہ تو کفر ہیں اور بعض وجوہ خاص خاص پارٹیوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔اس جگہ مشترک وجوہ میں سے چند وجوہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔وہ یہ ہیں:

۱............مرزا کو باوجود ایسے صاف دعویٰ نبوت کے جس میں کسی تاویل کی ہرگز گنجائش نہیں مسلمان بلکہ مہدی و مسیح سمجھنا۔

۲............ختم نبوت کے مسئلہ میں جو کہ ضروریات دین میں سے ہے تاویل فاسد کرنا اور اس کے اجماعی مفہوم کو بدلنا۔

۳............مرزا کو باوجود کھلی ہوئی توہین انبیاء کے مسلمان سمجھنا یہ وجوہ کفر ایسی ہیں جو تینوں پارٹیوں میں مشترک ہیں اور ان کے کفر کیلئے کافی ہیں۔ان کے علاوہ دوسری بہت سی وجوہ اور بھی ہیں جن کے استیعاب کی اس جگہ ضرورت نہیں اور وجوہ مذکورہ بالا کے کفر ہونے کا ثبوت تمام کتب مذہب میں موجود ہے۔جن میں سے چند عبارات اس جگہ نقل کی جاتی ہیں:

علامہ خفاجی شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

''وقال ابن القاسم فی من تنباء انه کالمرتد سواء کان دعا ذلک

ای الی متابعة نبوته سرا کان أوجهرًا کمسیلمة لعنه الله وقال اصبغ بن الفرح هوالی من زعم انه نبی یوحی الیه کالمرتدفی احکامه لانه قد کفر بکتاب الله لانه کذبه ﷺ فی قوله انه خاتم النبیین ولا نبی بعده مع الفریة علی الله ۰ نسیم الریاض ج٤ ص٣٩٢"

''ابن قاسم اس شخص کے متعلق کہتے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرے کہ وہ مثل مرتد کے ہے خواہ اپنی نبوت کی طرف وہ لوگوں کو سراً دعوت دے یا جہراً جیسے مسیلمہ کذاب لعنہ اللہ تعالیٰ اور اصبغ بن فرح فرماتے ہیں کہ وہ یعنی وہ شخص جو یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ تمام احکام میں مثل مرتد کے ہے اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا منکر ہے۔ کیونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کی اس حکم میں تکذیب کی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی کرتا ہے۔ (کیونکہ اس نے اس کو نبی صاحب وحی نہیں بنایا۔ یہ محض افتراء کرتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے)''

علا زرقانی فرماتے ہیں:

''قال ابن حبان من ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع اوالی ان الولی افضل من النبی فهر زندیق یحبب قتله شرح مذاهب ۰ زرقانی ص١٨٨ ج٦''

ابن حسان فرماتے ہیں جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب وعمل سے حاصل ہوسکتی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی یا یہ کہ نبی سے ولی افضل ہے وہ زندیق ہے اس کا قتل واجب ہے:

شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ:

''وقد قتل عبدالملك ابن مروان الحارث المتنبیء وصلبه و فعل ذلك غیر واحد من الخلفاء والملوك باشبا ههم واجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم والمخالف فی ذلك من کفر هم کافر ۰ اکفار الملحدین ص٥٦ طبع کراچی''

عبدالملک ابن مروان نے حارث مدعی نبوت کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور یہی معاملہ بہت سے خلفاء اور شاہان اسلام نے مدعیان نبوت کے ساتھ کیا ہے اور ہر زمانہ کے علماء نے اس پر اجماع واتفاق کیا کہ ان خلفاء اور ملوک کا فعل درست ہے اور جو شخص ان مدعیان نبوت کے کفر میں

اختلاف کرے وہ بھی کافر ہے۔

اور شرح شفاء میں ہے:

"وکذلك نکفر من ادعی نبوه احد مع نبیناﷺ ای فی زمنه کمسیلمة الکذاب والاسود العنسی اوادعی نبوة احد بعده فانه خاتم النبیین بنص القران والحدیث فهذا تکذیب الله ورسولهﷺ کا لعیسویة ۰ نسیم الریاض شرح شفاء ج٤ ص٥٠٧)"

اسی طرح ہم اس شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں جو ہمارے نبیﷺ کے ساتھ کسی کو نبی مانے یعنی خود آنحضرتﷺ کے زمانہ مبارک میں کسی کو نبی تسلیم کرے۔ جیسے مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی یا آپﷺ کے بعد کسی شخص کی نبوت کا قائل ہوا۔ اس لئے کہ آنحضرتﷺ بنص قرآن وحدیث خاتم النبیین ہیں تو (آپﷺ کے ساتھ یا آپﷺ کے بعد کسی کو نبی قرار دینا) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے جیسے عیسویہ کہتے ہیں۔

اور صبح الاعشیٰ ص۳۰۵ میں ہے:

"وھاتان المسئلتان من جملة ماکفر وابه بتجویز النبوة بعد النبیﷺ وسلم الذی اخبر تعالیٰ انه خاتم النبیین"

اور یہ دونوں مسئلے ان مسائل میں سے ہیں جن کی وجہ سے ان لوگوں کی تکفیر کی گئی ہے۔ کیونکہ انھوں نے نبی کریمﷺ کے بعد نبوت جاری رہنے کو جائز قرار دیا۔ جن کے متعلق حق تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ آپﷺ خاتم النبیین ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"اذالم یعرف ان محمداﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولوقال انارسول او قال بالفارسیته من پیغمبر م یرید به من پیغام می برم یکفر ۰ فتاوی عالمگیر ی ج۲ ص۲٦۳"

جو کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ محمدﷺ آخر الانبیاء ہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر یہ کہا کہ میں رسول ہوں (اگرچہ اس کی مراد اصطلاحی رسول و پیغمبر نہ ہو) بلکہ پیغام رساں مراد ہو جب بھی وہ کافر ہے۔ (کیونکہ یہ تاویل بے معنی اور الحاد کا دروازہ کھولنے والی ہے)

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"من اعتقد وحیابعد محمد ﷺ کفر با جماع المسلمین"
جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئی وحی کا اعتقاد کرے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔
اشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں:

"اذالم یعرف ان محمد ﷺ آخرالانبیاء فلیس بمسلم الانہ من لضروریات ۰ اشباہ ص ۱۰۲"
جو شخص نبی کریم ﷺ کو آخر الانبیاء نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔

اور ملا علی قاری شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:"واضافتہ الی النبوۃ لانہ ختم بہ بیت النبوۃ حتی لا ید خل بعدہ احد"
خاتم النبوت میں خاتم کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے کی گئی کہ اس نے بیت نبوت پر مہر لگادی کہ اس کے بعد اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔

اور نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر ص۲۰۲ میں فرماتے ہیں کہ :"ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع"
اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا باجماع مسلمین کفر ہے۔
اور علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد نے اپنی تفسیر میں اس مسئلہ کو نہایت مکمل لکھا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں:

"وکونہ ﷺ خاتم النبیین ممانطقت بہ الکتب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفرالمدعی خلافہ ویقتل ان اصر ۰ روح المعانی ص ۶۵ ج ۷"
آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان چیزوں میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ نے ان کو واضح کر دیا۔ پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر کہا جاوے گا۔ اور اگر اس پر اصرار کرے گا تو قتل کیا جائے گا۔
اور تحفہ شرح منہاج میں لکھا ہے:

"اوکذب رسولاً او نبیاً نقصہ بای منقص کان صغر اسمہ یرید تحقیرہ اوجوز بنبوۃ احد بعد وجود نبوۃ نبینا ﷺ نبی قبل فلاین ۰

اکفار المحدین ص ٤٢"

یا کسی رسول و نبی کی تکذیب کرے یا ان کی کسی طرح تنقیص شان کرے خواہ اسی طرح ہو کہ ان کے نام کی تصغیر بقصد تحقیر کرے۔ یا ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کے بعد کسی دوسرے شخص کے لئے نبوت کو جائز رکھے (وہ کافر ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (باجود نبی ہونے کے آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔اس سے ختم نبوت پر شبہ نہیں ہوسکتا۔کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں۔)

اور ابن حزم میں فرماتے ہیں کہ:

"وکذلك من قال (الی قوله) اوان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ بن مریم علیه السلام فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره الصحة قیام الحجة بکل (الملل والنحل ج ۲ ص ۲٦۹)"

ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بجز عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور نبی ہے۔کیونکہ یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس میں دو آدمی بھی اختلاف نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اس پر حجت قائم ہے۔

اور شیخ ابوشکور سالمی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقالت الروافض ان العالم لا یکون خالیامن النبی قط و هذا کفر لان الله تعالی قال و خاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافرالانه لا شك فی النص فیجب الاعتقاد بانه لا شرکة لا حد فی النبوة لمحمد ﷺ بخلاف ماقاله الروافض ان علیا کان شریکاً لمحمد ﷺ فی النبوة وهذامنهم کفر"

روافض کہتے ہیں کہ عالم کسی وقت ہرگز نبی سے خالی نہیں رہ سکتا اور یہ کفر ہے۔کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:" و خاتم النبیین "اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔اور جو شخص اس سے بنظر (اعتقاد) معجزات طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نص قرآنی میں شک کیا۔پس واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ محمد ﷺ کے ساتھ نبوت میں کسی کی شرکت نہیں ہے۔بخلاف روافض کے جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک تھے اور یہ ان کا (کھلا ہوا) کفر ہے۔

اورحضرت امام غزالی اپنی کتاب اقتصاد میں فرماتے ہیں:

''ان الامة فهمت باالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائن احواله انه افهم عدم نبي بعده ابداوعدم رسول بعده ابد وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص...... (الاقتصاد باب الرابع فى بيان من يجب التكفير من الفرق ص۱۲۳) فكلامه من انواع الهذيان لايمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذا النص الذى اجمعت الامة على انه غير ماؤل ولا مخصوص''

تمام امت محمدیہ نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین) سے یہی سمجھا ہے کہ اس نے یہ بتلایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص وتاویل کرے اس کا کلام مجنونانہ ہذیان (بڑ) اور یہ تاویل اس پر حکم کفر کرنے سے مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اس نص قرآنی کی تکذیب کرنے والا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ نہ مئودل ہے نہ مخصوص۔

اورحضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیته الطالبين ج ۱ ص۸۸ میں فرماتے ہیں:

''ادعت ايضا ان عليا نبى (الى قوله) لعنهم الله والملائكة وسائر خلقه الى يوم الدين وقلع آثارهم و آبار خضرائهم ولا جعل منهم فى الارض ديار لا نهم بالغوا فى غلوهم و مردو اعلى الكفرو تركو الاسلام وفار قوالايمان وحجدو الا اله والرسل والتنزيل نعوذ بالله ممن ذهب الى هذه المقالة۔''

روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں۔لعنت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق ان پر قیامت تک اور برباد کرے ان کی کھیتوں کو اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر میں بسنے والا۔اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ سے کام لیا اور کفر میں جم گئے اور اسلام وایمان کو چھوڑا اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا۔پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا۔

اورعلامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ شرح فرائد میں روافض کی تکفیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فساد مذهبهم غنی عن البیان الشهادة العیان کیف و هویؤ الی تجویز نبی مع نبینا ﷺ او بعده و ذلك یستلزم تکذیب القران و قد نص علی انه خاتم النبیین واخر المرسلین و فی السنة العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامة علی ابقاء هذ الکلام علی ظاهره وهذا احد المسائل المشهورة التی کفر نابها الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ۔ اکفار الملحدین ص ٤٢ طبع دیوبند انڈیا''

ان کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں بلکہ مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کے ساتھ یا بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین اور آخرالمرسلین ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جائے اور یہ بھی انہیں مسائل میں سے ہے۔ جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ ملاعنہ کی تکفیر کی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ مرزا کو باوجود ان خیالات وعقائد باطلہ کفریہ کے جو باجماع امت کفر ہیں اور جن سے مرزائی کتابیں لبریز ہیں نہ صرف مسلمان بلکہ مسیح موعود مہدی موعود۔ محدث وغیرہ مانتے ہیں جس کا کھلا ہوا نتیجہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) تمام اسلاف امت صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اور آئمہ اجتہاد اور ساڑھے تیرہ سو برس کے علماء گمراہی وضلالت میں تھے کہ وہ جن اقوال و افعال کو باجماع کفر وضلال کہتے ہیں۔ وہ بجائے کفر وضلالت کے ہدایت مجسمہ اور مسیحیت موعودہ ہے اور کوئی ایسا عقیدہ رکھنا جس سے تمام امت کا گمراہی پر ہونا لازم آئے باتفاق کفر ہے۔

شفاء قاضی عیاض اور اس کی شرح ملا علی قاریؒ میں ہے:

''وکذلك نقطع بتکفیر کل قائل قال قول یتوصل به الی تضلیل الامة المرحومة وتکفیر جمیع الصحابة۔ شرح شفا للقاری ص ٥٢١ ج ٢''

اور ایسے ہی ہم اس شخص کے کفر کا بھی یقین رکھتے ہیں جو کوئی ایسا قول اختیار کرے جس سے تمام امت مرحومہ اور تمام صحابہ کرامؓ کی تکفیر لازم آتی ہو۔

اور علامہ ابن حجر مکیؒ کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

''وفی معنی ذلك كل من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انه لا یصدر الاعن کافر (الی قوله) اویشك فی نبوة نبی (الی قوله) اوفی تکفیر کل قائل قولا یتوصل به الی تضلیل الامة (زواجرص ٢٤ ج ١)''

اوراسی حکم میں ہے جو شخص جو کوئی ایسا فعل کرے جس کے متعلق مسلمانوں کا اجماع ہو کہ یہ فعل سوائے کافر کے کسی سے صادر نہیں ہوسکتا۔ یا کسی نبی کی نبوت میں شک کرے یا اس شخص کی تکفیر میں شک کرے جو ایسا قول اختیار کرتا ہے کہ جس سے تمام امت کا گمراہ ہونا سمجھا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے کفر میں جو شخص شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس جب کسی کافر کو جس کا کفر کھلا ہوا اور صاف ہو صرف مسلمان کہنا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ جیسا کہ زواجر کی عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا ہو۔ اگر چہ کسی تاویل کے ساتھ ہو تو پھر مرزا کو اس کے عقائد معلوم ہونے کے بعد مہدی اور مسیح وغیرہ کہنے والا ضرور بالضرور کافر اور خارج از اسلام ہے اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اور ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ولفظہ ہذا!

''فالا جماع علی کفر من لم یکفر احد امن النصاری والیهود وکل من فارق دین المسلمین او وقف اوشك قال القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفاقا علی کفرهم فمن وقف فی ذلك فقد کذب النص والتوقیف اوشك فیه والتکذیب والشك فیه لا یقع الامن کافر۔ (متن الشفاء از شرح قاری ص ٥١٠ ج ٢)''

اس شخص کے کفر پر اجماع ہے جو نصاریٰ و یہود میں سے کسی کو کافر نہ سمجھے یا اس شخص کو کافر نہ سمجھے جو مسلمانوں کے دین سے جدا ہو۔ یا اس میں (بلا وجہ شرعی) توقف یا شک کرے قاضی ابو بکر فرماتے ہیں کہ نقل شرعی اور اجماع دونوں ان کے کفر پر متفق ہیں۔ پس جو شخص اس میں (بلاوجہ شرعی) توقف یا شک کرے۔ اس نے نص شرعی کی تکذیب کی اور اس میں تکذیب یا شک کافر ہی کرسکتا ہے۔

اسی طرح درمختار باب المرتدین میں اس شخص کے متعلق جس نے کسی نبی کی توہین کی ہو تصریح کرتے ہیں:

''ومن شك فی عذابه و کفره کفر (الشامی ج ٣ ص ٣١٧)''

اور جو شخص اس کے کفر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ کہا جائے کہ یہود و نصاریٰ اور ہندو آریہ وغیرہ کو مسلمان کہنا تو بے شک حسب تصریحات مذکورہ کفر ہے۔ لیکن قادیانی کا کفر اس درجہ میں نہیں۔ اس کے متعلق اگر کوئی شخص بوجہ حسن ظن کے تاویل کرے تو گنجائش ہے۔ کیونکہ وہ مدعی اسلام ہے اور ظاہر میں قرآن وحدیث کا اقرار کرتا ہے اور نماز روزہ وغیرہ احکام وشرائع اسلامیہ کا پابند ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ضروریات دین کے خلاف میں تاویل معتبر نہیں۔ اور نہ اس کی گنجائش ہے۔ ورنہ اگر یہی حسن ظن اور تاویل کی وسعت کی جائے تو دنیا میں کوئی کافر نہیں رہتا۔ کیونکہ عموماً کفار کے طبقات کچھ نہ کچھ تاویل رکھتے ہیں۔ بت پرست اور مشرکین کی تاویل خود قرآن میں مذکور ہے:

''ما نعبدهم الا ليقر بونا الى الله زلفى (زمر ۳) ''اور یہ ان کی تاویل بلاشبہ مرزا کی تاویلات سے زیادہ بہتر ہے۔

مرزا قادیانی کے عقائد کفریہ

نبوت کا دعویٰ' وحی کا دعویٰ' ختم نبوت کا انکار' ختم نبوت کے اجماعی معانی اور اس بارہ میں آیات قرآنیہ کی تحریف' عیسیٰ علیہ السلام کی سخت ترین توہین' دوسرے انبیاء کی توہین۔ وغیرہ وغیرہ! ان کی تمام تصانیف میں اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ ان میں کوئی تاویل کرنا اس سے کم نہیں جو مشرکین کی تاویل بت پرستی کے متعلق آیت مذکورہ میں گزری ہے یا حدیث میں ہے کہ مشرکین بوقت طواف تلبیہ میں کہا کرتے تھے۔ لا شريك لك الاشريكا هولك (ترمذی)

اس لئے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ ضروریات دین کے بارہ میں اجماعی معانی کے سوا آیات وروایات کی کسی دوسرے معنی کی طرف تاویل کرنا عذر مسموع نہیں اور یہ تاویل ان پر حکم تکفیر کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الاکفار الملحدین میں اس کے متعلق کافی نقول جمع فرمادی ہیں۔ (من شاء فلير اجع ثمه) والله الحمد اوله وآخره)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

عالم الاسلام والقادیانیه

عداوة القادیانیة للمالك الاسلامیة

ممالک اسلامیہ سے قادیانیوں کی غداری

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

تعارف

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت جب پاکستان میں چلی تو پوری امت مسلمہ کو قادیانی کذاب اور قادیانیت کے مذموم عقائد وعزائم سے باخبر کرنا ضروری ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے یہ کام مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے لیا۔ آپ نے ''ممالک اسلامیہ سے قادیانیوں کی غداری'' کے عنوان پر عربی اردو میں ایک پمفلٹ مرتب کیا۔ اسلامی ممالک بالخصوص عرب دنیا کو بھجوایا گیا۔ عربی متن اور اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عالم الاسلام والقادیانیة

عداوة القادیانیه للمالك الاسلامیة قاطبة

''القادیانیة شرذمة من الهند تنسب الی قادیان کورة من بنجاب

بسم الله الرحمن الرحیم!

ممالک اسلامیہ سے قادنیوں کی غداری

عراق وبغداد

عراق کی فتح اور عمدہ نتائج

''لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق والسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں...... یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں...... خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا

الهند خرج منهارئيسهم مرزا غلام احمد قد تدرج فی دعاويه من مبلغ الاسلام و مرشده الیٰ المجدد ثم المحدث ثم النبی ثم الرسول والوحی والشريعة ۰ ولم يزل يتشدق فی دعاويه الباطلة ويخبط خبط العشواء فتارة قال انا آدم و تارة نوح و تارة ابراهيم و اخری موسیٰ و عيسیٰ و محمدﷺ و احمدﷺ و ادعی ايضاً انه مريم ام عيسی عليه السلام و انه كرشن ريئس عبدة الاصنام من الهنود و مع ذلك تعلّیٰ علی سائرالانبياء وائمة الامة وتفوه فی شانهم من السب والشتم بما تقشعر منه الجلود فهذه القاديانية من زنادقة هذا الزمان يظهرون الاسلام والايمان بالقرآن والرسول ثم يؤمنون هذا المتنبی الكذاب ويكفرون من لم يؤمن به حتی اطلقو القول بتكفير الامة المرحومة كلهم الامن آمن بمتنبيهم الكذاب وقد عادت هذه الطائفة الطاغية داهية علی السلام والمسلمين والممالك الاسلامية قاطبة و ذالك لان هذه الجرثومة قد غرسهاالانكليز للتفريق بين المسلمين وغيره من اغراضه الفاسدة وقد اقربه هذا المتنبّی الكذاب فی بعض الرسائله ولم يزل هذا المتنبّی يتملق عند الانكليزو ويمدحه بملاشدقيه وكتبه مملوة من ذالك فهذه نبذة مماجنت هذه الشرذمة علی الاسلام والممالك الاسلامية وقد اقرت بهاواشاعتها فی الجرائد والصحف بغاية الوقاحة نذكر انموذجا منها نقلاعن تصانيفهم وجرائدهم ۰ ''

ہے۔ جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اس کو حکمراں بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں۔ کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے...... اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا...... اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمانوں کو پھر مسلمان کریں گے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد۲ شمارہ نمبر۱۰۳ ص۳ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے

''عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری (میاں محمود احمد) تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے............ لیکن جب وہاں حکومت قائم ہو گئی تو

(۱)............ ''صنيع القاديانية ببغداد والعراق فى اخرجها عن سلطة الاسلام الى تسلط البريطانية ريئس القاديانية اليوم مرزا محمود قد خطب يوم الجمعة فى قاديان . ''

'' ان رجال الاحمدية (القاديانية) قد بذلوا انفسهم واراقوادمائهم فى فتح العراق (للبريطانية) وبامرى دخل مائة من الرجال فى عسكر البريطانية ولكنهالما احكمت سلطتها فى تلك البلادو تمكنت فيها قد شرطت على عمالها الحرية للمسيحين فى نشر مذهبهم والد عوة اليه ولم تشترط مثل ذلك للاحمديين (يسمعون انفسهم احمديين اضافة الى غلام احمد) بل الاحمديون انشكوا الى عامل العراق ما يعتريهم من الازى لا يلتفت اليه '' (الفضل قاديان جلد ۱۱ شماره ۱۷ ص ۸ ' ۳۱ اگست ۱۹۲۳ء)

گورنمنٹ نے یہ شرط تو کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہولی۔ مگر احمدیوں کے لئے صرف اس قسم کی شرط نہ رکھی۔ بلکہ اگر احمدی اپنی تکلیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔''

(الفضل قادیان جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۱۷/ص ۸/۳۱/اگست ۱۹۲۳ء)

مذکورہ تحریر سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مرزائیوں کا مذہبی نصب العین یہ ہے کہ دنیا کی جہانبانی انگریزوں کو ملے۔ تا کہ ان کے زیر سایہ یہ اپنی مذہبی تبلیغ کرنے میں آزاد رہیں۔ یہ نہایت ہی خوفناک نظریہ ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ قادیانیوں کی تلوار ہے

'' حضرت مسیح موعود (مرزا) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے...... جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی...... اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں خوشی نہ ہو...... عراق عرب ہو یا شام۔ ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔ فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس کی طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے ایسے وقت اتارا جبکہ وہ لوگوں

"هذه الخطبة قد نشرت من قاديان فی جريدتهم الا سبوعيه الفضل نمبر ۱۷ وايضاً نشر فی هذه الجريدة ۱۹۱۵ء ۱۱ فروری نمبر۱۰۳ ص ۳ جلد۲ " "سفر لوردهاڈنگ هذا (يعنی سفره العراق اهم من سفره العراق اهم من سفر لورد كرزن الی خليج فارس وارجی لنتائج المفيدة قدسرنا ذهاب هذا الامير الصالح القلب الی العراق لمانری فی ذهابه اليه فوائد عظيمه وان الله تعالی يفوض الحكومة الی من يراه اهلالها ونرجوان يتسع لنادائرة العمل فی التبليغ والاشاعة جسما تتسع دائرة الحكومة البريطانيه اهه "وقد نشر فی هذه الجريدة

"قال المسيح الموعود (يعنی متنبيهم الكذاب مرزا) اننی انا المهدی الموعودوان حكومة البريطانية سيفی الذی نصرت به فی حرب علماء الاسلام ۰ فانظر واكيف لايفرح الاحمديون بهذا الفتح (يعنی فتح بغداد) ونحن نحب ان نری لمعان هذا السيف (يعنی دولته البريطانية فی العالم كله العراق والشام فيه سواء"

"قد دخلت عساكرنا فی فتح بغداد من جهة الشرق وان حكومة البرطانية لما حملت علی بصره ارسل الله اليها ملكين ينصران هذه الدولة ۰ صينعهم بالشام (سيريا) قال فی الجريدة المذكورة"

(الفضل قاديان ج٦ شماره٤٢ ص٩ / ٧دسمبر ١٩١٨ء)

کے دلوں کواس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔"

(الفضل قادیان ج٦ شمارہ۴۲/ ۷/دسمبر ۱۹۱۸ء ص ۹)

سیریا(شام)

بیت المقدس کے حقدار صرف قادیانی ہیں

"اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم ﷺ کی رسالت ونبوت کے منکر ہیں......اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت کونبوت کا انکار کر دیا ہے تو یقیناً یقیناً غیر احمدی (مسلمان) بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں...... کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے ایک

"وان لم يكن ليهود اهلا لولاية بيت المقدس لا انحرافهم عن الايمان بنبوة عيسىٰ عليه السلام ونبوة نبينا ﷺ وكذالك ليست النصارى اهدو هالذلك لانكارهم نبوة خاتم النبيين فذلك المسلمون غير الاحمديين ليسوا اهلا لذلك فانهم انكروا نبوة من بعث من اولى العزم فى هذا الزمان نبيامن الله فان قيل ان نبوة مرزا غلام احمد ليست بثابت فيقال عند من ۰

اولوالعزم نبی (مرزا قادیانی) کے منکر اور مخالف ہیں۔ اگر کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا کہ کن کے نزدیک؟۔ اگر جواب یہ ہے کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک۔ تو اس طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت ﷺ کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کا فیصلہ ایک نبی کو غیر نبی ٹھہراتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ منجانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔"

(الفضل قادیان ج۹ شمارہ ۳۶ ص ۴، ۷ نومبر ۱۹۲۱ء)

اگر اہل قادیانی ہو جاتے تو......؟

"اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا...... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔"

(اخبار الفضل جلد ۵ شمارہ ۷۵ ص ۱۹۸/ مارچ ۱۹۱۸ء)

ترکی

ترک سے مذہباً ہمارا کوئی تعلق نہیں

قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ایڈورڈ میکلیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب:

"ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنا بادشاہ سلطان یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہوں۔

فـان قـلتـم عنـد المخـالفين فنبوة المسيح ومحمد ﷺ عند اليهود ونبوة نبينا عـنـد انـصـارى كـذالك غيـر ثابتة ٠ فان كان بقول المخالفين يحكم بتكذيب الانبياء فاجتماع ملايين من اليهود والنصارى على مخالفة نبينا وانكار نبوة يستـلـزم عدم نبوة ﷺ ٠ فان سلمنا ضابطة المسلمين بان المستحق لتولية بيـت الـمـقـدس هـم الـذيـن امـنـو بجميع الانبياء فنحن لامحاشى باعلان ان مـصـداقـه ليس الا الاحمديون فان غيرهم من الامة المحمدية لم يؤمنوا بنى هذ الزمان (غلام احمد)'' (الفضل قاديان ج ۹ شماره ٣٦ ص ٤ / ۷نومبر ١٩٢١ء)

''وايضاً ذكر فى هذه الجريدة خطبة لبعض قائدى هذه الفرقة قال فيها''

'' انـا جـربـنا عدل الحكومة البريطانية والامن والاطمينان فيها و حـرية الـمـذهـب فـاليـوم ليسـت حـكـومة احـرى بـالـمسلمين من حكومة البريطانية ٠'' (الفضل قاديان جلد ٥ شماره ٧٥ ص ٨ ١٩ مارچ ١٩١٨ء)

صنيعهم بالتركية

''ذكـر فـى جريدة الفضل المذكور ٠ انا نرى ان نصدع بالصدق فى

پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے بادشاہ اور سلطان حضور ملک معظم ہیں۔'' (الفضل قادیان ۲۲دسمبر ۱۹۱۹ء ج ۷ ش ۴۸)

سلطان ٹرکی ہرگز خلیفتہ المسلمین نہیں

''صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان'' اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈریس بخدمت جناب وائسرائے شائع کیا گیا ہے۔ فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ مولوی محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے۔ اور نہ قادیان سے کوئی تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے' جو سلطان ٹرکی کو خلیفتہ المسلمین تسلیم کرتا ہو...... معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگروہ کے غیر مبائع ہیں۔ لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ قادیان کے باشندہ ہیں اور نہ اس لئے کہ وہ مرکز قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سلطان ٹرکی خلیفتہ المسلمین ہے تو اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لئے قادیان کی آڑ کیوں لیتے ہیں؟۔ لہذا بذریعہ اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا

امرنا بانه ليس بيننا وبين الترك اى رابطة مذهبية فان مذهبنا ان لا نقتدى مذهبا وعقيدة الابمن هو خليفة المسيح الموعود عند ناوان لانطيع الاالسلطان الذى نحن فى امرته وسلطاننا اليوم الملك معظم للبريطانية''

(الفضل قاديان جلد ۷ شماره ٤٨ ٢٢ دسمبر ١٩١٩ء)

''قد نشر فى جريدة جلد ٧ نمره (٦١) ١٦ فبرائر ١٩٢٠ء اعلامية من صيغة الامور العامة فى قاديان''

''لعلم كل من ينسلك فى القاديانية ان من اعتقد فى سلطان التركية انه خليفة المسلمين فليس هومن الاحمديين القاديانيين۔''

صنيعهم بافغانستان

''فى ٣١ اگست ١٩٢٤ء قتل رجلان من القاديانية فى كابل

جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۷ ش ۶۱ '۱۶/فروری ۱۹۲۰ء)

افغانستان

شاہ افغانستان امیر امان اللہ خاں کے عہد حکومت میں نعمت اللہ خان مرزائی کو مرزائی عقائد رکھنے کی وجہ سے علماء افغانستان کے فتویٰ سے مرتد قرار دیا گیا تھا اور شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق اس جرم ارتداد میں اس کو بتاریخ ۳۱/ اگست ۱۹۲۴ء بعد نماز ظہر بروز اتوار بمقام شیر پور (چھاؤنی کابل) سنگسار کر کے قتل کیا گیا۔اس پر ہندوستان کے مرزائیوں نے شور وغل مچایا اور اس فعل کو خلاف اسلام قرار دینے کی کوشش کی۔اس پر اس وقت کے حضرات علماء کرام نے تحقیقی مقالات اور اخبارات میں مضامین لکھے۔اسی موضوع پر شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نوراللہ مرقدہ نے اپنا رسالہ ''الشهاب لرجم الخاطف المرتاب '' لکھا جس نے مسئلہ ارتداد کو شرعی نقطہ نظر سے حل کرتے ہوئے فرقہ مرزائیہ کو ہمیشہ کے لئے لاجواب اور خاموش کر دیا۔

عبد اللطیف مرزائی جہاد کی مخالفت کی وجہ سے قتل کیا گیا

''ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ

(افغانستان) بامر الحکومة و ذلك لانه ثبت عند حکومة افغانستان ارتداد هما عن الاسلام باعتقادهم النبوة لمرزا غلام احمد وایضاً ثبت عندها انهما من جواسیس الانکلیز وهمایدسسان بین المسلمین من وجی متنبیهم ان حکم القرآن بالجهادوقد نسخه نبی هذا العصر مرزا غلام احمد وانه لایجوز الیوم لاحد الجهاد بالسیف لاعلائکلمة الله وکان قتلهما بفتوی العلماء واتفاقهم علی ذلك فاغتاظت القادیانیة علی افغانستان لذلك والجائت ت الی ملجاء هم الانکلیز وحرضتهم ومجلس الدول المتحده علی کبت الحکومة الافغانیه" وقال خلیفة متنبیهم مرزا محمود فی خطبة یوم الجمعة بقادیان ․ ''

''ان رجالنا حین دخلوا فی افغانستان لوسکتوا عن بیان عقیدة

کیا تھی؟۔اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب ہوگئی تھی۔اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے۔جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔لکھتا ہے کہ صاجزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد...... کے خلاف ......تعلیم دیتے تھے......اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا...... اوران پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا درباری تھا......اوراس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے اور ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاجزادہ عبداللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف......کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔''

(میاں محمود احمد کا خطبہ جو مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۱ ص ۶ ۶ ۱ اگست ۱۹۳۵ء)

جماعت احمدیہ کا مسلک جہاد کی مخالفت ہے

''اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پران پر کوئی اعتراض نہ تھا۔مگر وہ اس بڑھتے ہوئے

الاحمديين فى مسئلة الجهاد بانه منسوخ لما قتلوا ولكنهم اضطرو اعلى بيانها اعانة لمملكة البريطانيه وحبهم اياها الذى اشربوه فى قلوبهم من قاديان۔" (الفضل قاديان جلد ۲۲ شماره ۳۱ ص ۲ ۷ اگست ۱۹۳۵ء)

جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں حکومت برطانیہ کے متعلق تھا...... اور وہ اس ہمدردی کی وجہ سے سزا کے مستحق ہو گئے جو قادیان سے لے کر گئے تھے۔" (الفضل قادیان ج ۲۳ ش ۳۱ ص ۲، ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

گورنمنٹ افغانستان کے خلاف سازشی خطوط

"افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔ کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحکیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکان دار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط انکے قبضے سے پائے گئے...... جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھوں بک چکے تھے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۲ ش ۹۶ ص آخری ۳/ مارچ ۱۹۲۵ء)

لیگ اقوام سے افغانستان کیخلاف مداخلت کی اپیل

"جماعت احمدیہ کے امام میرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے لیگ اقوام سے پرزور اپیل کی ہے کہ حال میں پندرہ پولیس کانسٹیبلوں اور سپرنٹنڈنٹ کے روبرو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگسار کر دیا ہے۔ اس کے لئے دربار افغانستان سے باز پرس کے لئے مداخلت کی جائے۔ کم از کم ایسی وحشیانہ حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۲ ش ۹۵...... ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

قسطنطنیہ فتح ہو گیا اور کابل کو فتح کیا جائے گا

"اب دیکھ لو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہو گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے۔ کابل میں چلو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے۔ اب ایسے سامان پیدا ہو

وایضاً نقل فی هذه الجریدة القادیانیة!

من حکومة افغانستان فی امر المقتولین ۰ مانصه!

"ان ملا عبدالحکیم وملا نور علی قد اختارا مذهب القادیانیة فرفع امرهما جمهور المسلمین من افغانستان الی القضاء حتی قتلا بایدی المسلمین بعد ثبوت الجرم علیهما علی انهما قد ثبتت علیهما خیانة مملکة افغانستان فی اعانة اعدائها وبرزت من عندهما خطوط و مقررات تدل علی

رہے ہیں کہ عنقریب انشاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے اور ان کو دکھائیں گے کہ جن کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اس کے (مرزا قادیانی کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء ج ۶ ص ۷ نمبر ۹۰)

امیر امان اللہ خاں نے نادانی سے انگریزوں سے جنگ شروع کی

"اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خاں' جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے...... لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلا وجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو۔ تاکہ تمہارے ذریعے وہ شاخیں پیدا ہوں۔ جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔"

(الفضل قادیان ج ۶ ش ۹۰ ص ۸...... ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

جنگ کابل میں مرزائیوں کی انگریزوں کو معقول امداد

"قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز اکسیلینسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند' جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی۔ اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ ہو جانے کے رک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے...... اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے

انهما كانا اجيرين لا عداء المملكة ."

(الفضل قادیان ج ۱۲ شمارہ ۹٦ ص آخری ۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

"قال فی جریدۃ الفضل مظهراً اللفرح والسرور بتسلط الكفار علی قسطنطنیه وارها بالمملكة افغانستان مانصه . فانظر والی قسطنطنیه وارها بالمملكة افغانستان مانص."

چھوٹے صاحبزادے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری کے طور پر کام کرتے رہے۔" (الفضل قادیان ۴ جولائی ۱۹۲۱ء ج ۹ ش ۱)

عبداللطیف مرزائی کو امیر امان اللہ خان نے کیوں قتل کروایا

"ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادے عبداللطیف کو اسی لئے مروایا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں۔ انگریزوں کی جانیں بچیں......مگر آج ہمیں بعض حکام سے یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سب سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا ہے۔" (الفضل قادیان یکم نومبر ۱۹۳۴ء ج ۲۲ ش ۵۴ ص ۱۲)

حضرات! جنگ کابل کا مختصر واقعہ ہے کہ ۱۹۱۹ء میں افغانستان کے ترقی پسند برطانیہ دوست حکمران حبیب اللہ کو شہید کردینے کے بعد اس ملک کے قدامت پسندوں نے ان کے بھائی نصر اللہ خان کو بادشاہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن امیر شہید کے خلف الرشید امان اللہ خان نے اپنے چچا کو قید کر کے خود تخت حکومت پر متمکن ہو گئے۔ افغانستان کی عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد امیر امان اللہ خان نے برطانیہ کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔......اور افغانستان کی فوجیں درہ خیبر سے گزر کر آزاد سرحدی قبائل سے مل گئیں!!

بہر حال اس جنگ کے نتیجہ میں پہلے تو عارضی صلح ہوئی اور اس کے بعد ۱۹۲۱ء میں مستقل صلح نامہ ہو گیا۔ جس کی رو سے افغانستان کی کامل آزادی کو تسلیم کر لیا گیا۔ امیر امان اللہ خان نے روس کے ساتھ بھی تعلقات خوشگوار قائم رکھے اور ہر دو حکومت کے درمیان ایک معاہدہ کر کے روس کے ساتھ تعلقات کو استوار بنا لیا......ایسے حضرات بہت کم ہیں جو اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ اس آزادی میں بہت کچھ محمودی اور عبیدی اور دیوبندی سیاست کا بھی؟۔ حسب الحکم مولانا شیخ الہند مرحوم مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کئی برس تک کابل میں قیام پذیر رہے اور جلوت وخلوت میں

''فانظر والی قسطنطنیه فانها قد فتحت ونحن ندخل افغانستان عن قریب ان شاء الله فاتحین'' (الفضل قادیان ج۶ شمارہ ۹۰ ص ۷/۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

وقال خلیفتهم محمود فی خطبة الجمعة بقادیان ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء:

''ان فی هذا العهد (یعنی عهد سلطنة شاه امان الله بکابل) الحرب

ثمر حریت کی تخم ریزی کرتے رہے جس کا نتیجہ امیر امان اللہ خان کا اعلان جہاد اور حصول حریت افغانیہ تھی۔ تب ہی تو ایک انگریز نے جو برطانیہ کی طرف سی نمائندہ تھا کہا تھا کہ یہ صلح درحقیقت برطانیہ اور مولانا عبیداللہ کے درمیان ہے۔ حضرات متذکرہ عنہا عبارت سے اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو چکا ہوگا کہ امیر امان اللہ خان نے جہاد کر کے اپنے ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلا کر دولت حریت سے بہرہ ور کیا..... اس جنگ میں مرزائیوں نے انگریزوں کی فوج میں شامل ہو کر ایک اسلامی ملک کو کس طرح نیست و نابود کرنے کے لئے ''اپنی قوت و طاقت سے زیادہ ہمدردی'' اور اسی ملک میں بیٹھ کر جہاد کی مخالفت کرنا کیا اسلام اور اسلامی اسٹیٹ سے کھلی ہوئی غداری نہیں؟۔ دنیا کی کوئی باخبر حکومت ایسی منافقت اور غداری برداشت نہیں کر سکتی۔ ہمیں خوف ہے کہ خدانخواستہ کسی وقت میں ہمارے ملک کے ساتھ بھی ایسی ہی غداری کریں گے۔ مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

پاکستان سے قادیانیوں کی غداریاں

۱..........مرزائیوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا کیس مسلمانوں سے علیحدہ پیش کیا۔

۲..........مرزائیوں نے وزارتی کمیشن سے مسلمانوں سے جدا حقوق طلب کئے۔

۳..........مرزائیوں نے مذہب‘ سیاست‘ معیشت‘ تجارت ہر معاملہ میں پاکستانی مسلمانوں سے جدا رہنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔

۴..........مرزائی ۳۰ سال سے آزادی کشمیر کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

(آفتاب احمد سیکرٹری جموں وکشمیر مسلم کانفرنس اخبار آزاد)

۵.......... جنگ کشمیر میں جہاد کے نام سے مرزائیوں نے اپنی علیحدہ فرقان بٹالین تیار کی۔ پاکستانی فوج ہوتے ہوئے یہ متوازی فوج کیسے اور کیوں؟۔ (اللہ رکھا ساغر کشمیری)

۶..........۵/اپریل ۱۹۴۷ء میں اکھنڈ ہندوستان کا الہامی عقیدہ بیان کرتے ہوئے

اللتی حرث بین مملکة افغانستان ولا نکلیز بسؤع فهم من امیرها۔ ففریضة الاحمدیین فی ہذا الحرب ان یعینو البرطانیه بنفوسھم ونفاسھم وان یشتر کوافی جنود البریطانیه وہذا فرضھم من حیث المذھب۔"

(الفضل قادیان ج ٦ شمارہ ٩٠ ص ٨' ٢٧ مئی ١٩١٩ء)

"وایضاً قال خلیفتھم فی خطاب الترحیب للورد ریڈن امتنانا علیه بما اسلفت امتھم فی خدمة البریطانیة فی مبارزہ المسلمین بافغانستان مانصه"

"انه قد اعانت جماعتنا فی حرب البرطانیا بکابل فوق طاقتھم وابن نبینا مرزا غلام احمد اخو خلیفة الیوم قد تولی ھذہ الخدمة بنفسه۔" (الفضل قادیان ج ٩ شمارہ ١' ٤ جولائی ١٩٢١ء)

وایضا قال خلیفتھم مرزا محمود فی خطبة فی نومبر ١٩٣٤ء بقادیان:" انا بذلنا انفسنا لنحفظ انفس الانکلیسین ولکنھم عاملونا معاملة البغاة والاعداء۔" (الفضل قادیان یکم نومبر ١٩٣٤ء ج ٢٢ شمارہ ٥٤ ص١٢)

اقرار خلیفة الیوم مرزا محمود بان جماعتھم قوم علحدة من المسلمین:

"قال انی ارسلت رسالة الی مفوض الامر ببریطانیه ان یجعلوا حقوق جماعتنا علی حدة من المسلمین کما انھم جعلوھا للفار سیین والعیسائیین فقال کیف ذلك وانتم فرقة من المسلمین لا قوم براسه فقلت لا بل ان کنا فرقة من قوم فذالك الفارسیة والعیسایئة فرقة من قومھم فلا فرق۔"(الفضل قادیان ١٣ نومبر ١٩٤٦ء بحوالہ اخبار زمیندار ١٣ جولائی ١٩٥٢ء)

مملکت پاکستان کے وجود کو عارضی قرار دیا۔

۷......... حرمت جہاد کے فتویٰ کی نشرواشاعت ہی پاکستان و دیگر بلاد اسلامیہ کو نیست ونابود کرنے کی کوشش کی۔

۸......... حیدرآباد دکن وجونا گڑھ ودیگر ریاست ہائے ہند جو بلا جبر واکراہ پاکستان میں شامل ہوئی تھیں۔ پھران پر بھارت نے ناجائز قبضہ کرلیا۔ان کی پیروی میں ظفراللہ قادیانی

”فهـذا انـمـوذج ماجنت طائفة القاديانية على الاسلام والمسلمين ودول المسلمين ذكرنا ها نصحاً للمسلين ليكونو اعلى حذر من مكائدهم فانهم فى ظواهرهم ملتبسون بالمسلمين ويعدون انفسهم مسلمين و يصلون الصلوة ويقرون القرآن ويضمرون فى قلوبهم النفاق والكفر ولايزالون يطلبون الفرض لكيد المسلمين ودولهم۔ وهذا دينهم وديدنم بالامة الاسلامية۔“

قد بدت البغضاء من افواهم وما تخفى صدورهم اكبر اللهم انا نجعلك فى نحورهم ونعوذ بك من شرواهم!

العبد محمد شفيع

من كراتشى باكستان

٤شعبان ١٣٧٢هـ ١٨ ابريل ١٩٥٣ء

نے غداری سے کام لیا۔ان کی ہرتقریر ووعظ سے بھارت کوفائدہ پہنچا۔

۹..........مرزائیوں نے راولپنڈی کی سازش میں نہ حصہ لیا۔ بلکہ اس کے بانی مبانی تھے جس کی پاداش میں اب تک چند مرزائی گرفتار ہیں۔

۱۰..........انگریزوں کے ہاتھ میں پاکستان کی بیچ کرنے کے ناپاک عزائم۔

مرزامحمود کا اقرار کہ وہ مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت ہیں

”میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار افسر کو کہلا بھیجا ہے کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ۔اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں اس طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔تم ایک پارسی پیش کرو اس کے مقابلہ میں دو احمدی (مرزائی) پیش کرتا جاؤں گا۔“

(اخبارالفضل ۱۳نومبر ۱۹۴۶ء بحوالہ اخبارزمیندار ۱۳جولائی ۱۹۵۲ء ۲۰شوال ۱۳۷۱ھ)

شائع کردہ: ناظم سلسلہ تبلیغ واشاعت شعبہ دارالافتاء آرام باغ کراچی

نبذة من نفثات صدر الدجال القادیانی

ادعاء المعجزات لنفسه والتفضل علی الانبیئا والاستخفاف بشانهم

۱......... ’’فان قیل انّی تلك المعجزات ههنا قلت انی علیٰ کل ذلك قادر بل فلما ظهر علی ید احد من الانبیاء مثل ما ظهر علی یدی من المعجزات لتصدیق دعوتی بفضل الله تبارك وتعالی ۰‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶ خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

۲......... ’’بل الحق الذی لا یعتریه شك انه فجر بحر ذخارا من معجزات بحیث لا یمکن ثبوتها من سائر الانبیاء علیهم السلام قطعا ویقینا سوی نبینا محمد ﷺ فقد اتم الله تعالیٰ حجة فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ۰‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶ خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

۳......... ’’والله تعالی قد اظهرلی آیات کثیرة لوظهرت لقوم نوح ما کانوا لیغرقوا ۰‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷ خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

ترجمہ:۱...... ’’اور اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو صرف یہی جواب دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶ خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

ترجمہ:۲...... ’’بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی۔ اب چاہئے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔‘‘ (ایضاً)

ترجمہ:۳...... ’’اور خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷ خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

۴......''والذی نفسی بیده هوالذی بعثنی وسمانی نبیاو دعانی باسم المسیح الموعود واظهر لتصدیق دعوتی آیات عظمیة تبلغ ثلثمائة الف وقد ذکرت نبذة منها فی هذا الکتاب۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸' خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۵......''الاخبار عن المغیبات التی ذکرت فی هذه السطور تشتمل علیٰ آیات جلیة فیصلة تنصیف علی عشر مائة الف۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶' خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

۶......''والذی نفسی بیده لوقامت شهود آیات العظام التی ظهرت لتصدیق دعوتی فی صعید واحد لماستطاع احد من ملوك الارض ان یکافهم بافواجه وجنوده۔'' (اعجاز احمدی ص ۲' خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

۷......''فواعجبالخصومی یشنعون علی بما یمرقون به من الاسلام ولوکان فی قلوبهم تقوی لما قالوا علی مایشمل الانبیاء من قبلی۔''

(اعجاز احمدی ص ۶۵' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

ترجمہ:۴......''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸' خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

ترجمہ:۵......''ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہیں اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔''

(براہین احمدیہ ص ۵۶' خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

ترجمہ:۶......''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا کا کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔''

(اعجاز احمدی ص ۲' خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

ترجمہ:۷......''اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض

۸..........''وعلی هذا فلیس فی قلوبھم من الایمان نقیر ولا قطمیر فانه لیس لی من الله معاملة الا وفیها شرکاء من الانبیاء السابقین فکل قدح یقد حون به فی امری لابدان یردعلی نبی من الانبیاء السابقین ۔''

(تمہ حقیقت الوحی ص ۱۶۸' خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)

ادعاء النبوة مع الشریعة الجدیدة لنفسه

۱..........''قد قیل لی ان بشارتك مزکورة فی القرآن وما مصداق هذه الایة الاانت هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ۔'' (اعجاز احمدی ص ۷' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

۲..........''هو الله الذی ارسل رسوله ۔ ''یعنی نفسه بالهدی و دین

کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص ۶۵' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

ترجمہ: ۸...... ''اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔''

(تمہ حقیقت الوحی ص ۱۶۸' خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)

دعویٰ نبوت جدیدہ

ترجمہ: ۱...... ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔'' (اعجاز احمدی ص ۷' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

ترجمہ: ۲...... ''خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶' خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

ترجمہ: ۳...... ''اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔

الحق و تهذیب الاخلاق۔" (اربعین نمبر۳ص۳۶ خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

۳…… "فان قلت ان کل مفتر علی الله بنبوة لا یهلك بافتراء بل من ادعی الشریعة خاصته قلنا اولا ان هذه دعوی بلادلیل فان الله تعالی لم یقید وعید الاهلاك لاجل الافتراء بقید الشریعة ولوسلمنا فلیست الشریعة الامن اوتی فی وحیه او امرو نواهی واخذبه لامته قانونا فخصمنا ملزم لهذا التعریف ایضاً فانی صاحب الشریعة بهذا المعنی الاتی…… انی اوتیت فی الوحی او امرو نواهی ومن جملتها قوله تعالیٰ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك ازکی لهم الخ وهذا الوحی قد فی البراهین الاحمدیة وفیه امر ونهی وقد مضت علیه ثلث وعشرون سنة وکذالك فی عامة مایوحی الی یکون امرونهی وان قلت ان المراد من الشریعة هی التی فیها احکام جدیدة قلنا باطل فان الله تعالیٰ قال ان هذالفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی و حاصله ان التعلیم القرآنی موجود فی التوراة ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی وجہ سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك ازکی لهم۔ " یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان هذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراهیم و موسیٰ "یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن میں باستیفائے احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ تھی۔"

(اربعین نمبر۴ص۶ خزائن ج۱۷ص۴۳۵،۴۳۶)

ترجمہ:۴…… "اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا اسے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد

ایضاً وان قلت ان الشریعة هی التی تستوفی الا وامر والنواهی کلها فهوایضاً باطل فانه لوکانت الاحکام الشریعة برمتها مستوفاة فی التوراة اوالقرآن المجید مابقی اجتهاد موضع .'' (اربعین نمبر۴ص۶' خزائن ج۱۷ص۴۳۵'۴۳۶)

۴..........''من جاء من الله حکما فله ان یاخذ من ذخیرة الاحادیث ماشاء یعلم من الله ویرد ما شاء .'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰' خزائن ج۱۷ص۵۱)

۵..........''نقول فعلیهم ان ینبوا ما معنی لفظ الحکم الوارد فی شان المسیح الموعود المروی فی صحیح الخباری ونحن نعلم بیقین ان الحکم هوالذی یقبل حکم لرفع الاختلاف وتکون فیصلة ناطقة نافذة وان جعل الفامن الاحادیث موضوعة .'' (اعجاز احمدی ص۲۹' خزائن ج۱۹ص۱۳۹)

۶..........''ونحن نقول فی جوابه نقسم بالله ان الاحادیث لیست باساس دعوی بل القرآن والوحی الذی ینزل علی نذکر للتائید احادیثا تکون مطابقة القرآن ولم تکن معارضة لما اوحی الی وما سوی ذلك من الاحادیث فنبذه نبذ الانجاس والاقذار . (والعیاذ بالله)''

(اعجاز احمدی ص۳۰' خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

کرے۔'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰' خزائن ج۱۷ص۵۱)

ترجمہ:۵......''مگر ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت جو صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرا معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔'' (اعجاز احمدی ص۲۹' خزائن ج۱۹ص۱۳۹)

ترجمہ:۶......''اور ہم اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میرے وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص۳۰' خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

ادعاء المساوات بل الافضیلة علی نبینا ﷺ والعیاذ باللہ

۱۔۔۔۔۔۔۔۔۔"والحاصل ان نبوتی ورسالتی من حیث انی محمد واحمد لامن نفسی وحصل لی ذلك كله بالفناء فی الرسول فلم یناقص مفهوم خاتم النبیین۔" (حقیقت النبوۃ ص۲۶۲' ایک غلطی کا ازالہ ص۴' خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)

۲۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ولكن من تلاشی فی ذلك الخاتم النبیین بحیث انه اتسم باسمه لغایة الاتحاد ونفی الغیر یته وانعكس منه الوجه المحمدی كالمراة الصافیة فاطلاق النبی علیه لایفض خاتم النبوة فانه عین۔۔۔۔ محمد ولو علی سبیل الظلیة۔" (ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۳' ایک غلطی کا ازالہ ص۵' خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

۳۔۔۔۔۔۔۔۔۔"فبرعایة واسطة محمدن المصطفیٰ سمیت محمداً و احمد

آنحضرت ﷺ سے افضلیت کا دعویٰ

ترجمہ:۱۔۔۔۔۔"غرض میری نبوت ورسالت باعتبار محمد اور احمد کے ہونے کے ہے۔نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ تمام بحیثیت فنافی الرسول مجھ ہی کو حاصل ہے۔لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔" (حقیقت النبوۃ ص۲۶۲' ایک غلطی کا ازالہ ص۴' خزائن ج۱۸' ص۲۰۸)

ترجمہ:۲۔۔۔۔۔"لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہوگیا ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔کیونکہ وہ محمد ہی ہے گو ظلی طور پر۔"

(ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۳' ایک غلطی کا ازالہ ص۵' خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

ترجمہ:۳۔۔۔۔۔"یعنی محمد ﷺ کے اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۷' خزائن ج۱۸ ص۲۱۱' ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۵)

ترجمہ:۴۔۔۔۔۔"اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ ہے۔کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعے سے وہی نام پایا۔اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ

فاذا رسول ونبی ۰ ’’ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ ٗخزائن ج ۱۸ اص ۲۱۱ ٗضمیمہ حقیقت النبوۃ ص ۲۶۵)

۴...... ’’ولهذ الوجه يبقى خاتم النبيين محفوظاً فانی سمیت باسم محمد واحمد من مراة الصحبة على وجه الانعكاس والظلية ومن غظه هذا الوحى الالهى وانه لم سمانی نبياً رسولًا فهذا من غاية حمقه فان بتسیمتی نبیا و رسولًا لا يفض خاتم الله تعالىٰ ۰ ’’

(ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص ۲۶۵ ٗایک غلطی کا ازالہ ص ۷ ٗخزائن ج ۱۸ اص ۲۱۱)

۵...... ’’وانی اقول ان تلقبی بالقاب النبوة و الرسالة بعد محمد الذى هوخاتم النبيين فى الحقيقة ليس مما يشنع عليه ولا يناقص ختمية ﷺ فانی قد ذکر مرارانی على موجب قوله تعالى و اخرين منهم لما يلحقوابهم عين محمد الخاتم النبيين على وجه البروز والله تعالى قد سمانی نبیا ورسول فى البراهين الاحمدية قبل هذا بعشرين سنة وجعلنى عين وجوده ﷺ فهذا الوجه لم يتزلزل خاتمية ﷺ بنبوتى فان الظل لا ينفصل عن ذى الظل ۰ ’’ (ایضاص ۲۶۵ ٗایک غلطی کا ازالہ ایضا)

۶...... ’’ولم صرت عين محمد ﷺ على سبيل الظلية والبروز فلم يفض خاتم النبيين فان نبوة محمد ﷺ على هذا بقيت محدودة فى نفسه ولم يتنباء غير محمد ﷺ ۰ ’’

(ایضاص ۲۶۶ ٗایک غلطی کا ازالہ ص ۸ ٗخزائن ج ۱۸ اص ۲۱۲)

خدائے تعالیٰ نے کیوں میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ایضا منقول از ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص ۲۶۵)

ترجمہ:۵...... ’’مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے نبی اور رسول کے لفظ پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور اس سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیہ کریمہ: ’’وآخرين منهم لما يلحقوابهم ۰ ‘‘ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے اب سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔‘‘ (ایضاص ۲۶۵ ٗایک غلطی کا ازالہ ص ایضا)

۷.........."ولما صرت البروز المحمدی الذی کان موجوداً من قديم اعطيت النبوة البروزية و تلك النبوة فسائر المخلوقات فی جنبها عاجزة فانها قد ختمت ۰ " (ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۸' ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱' خزائن ج۱۸ص۲۱۵)

۸.........."کان مقدرا ان یبرز لمحمد ﷺ بروز فقد برزوالآن لم یبق الاستنباط من منبع النبوة سبیل غیره ۰ "

(کتاب مذکور ص۲۶۸' ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱' خزائن ج۱۸ص۲۱۵)

۹.........."وعلی هذا قد سمانی تبارك و تعالی مراراً بالنبی والرسول ولکن عن سبیل البروز بحیث یرتفع نفسی من الدین ولا یبقیٰ الا محمد ﷺ فبهذالقبت بمحمد واحمد فلم تذهب النبوة والرسالة الی غیر محمد ﷺ بل بقیٰ امر محمد عند محمد نفسه ﷺ (ضمیمه ص۲۶٦' ایك غلطی کا ازاله ص۱۲' خزائن ج۱۸ ص۲۱٦) افتری علی الله ان هذة الایات نزلت فی شانه ۰ "

۱۰.........."ومارمیت اذرمیت ولکن الله رمی ۰ "

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۹' خزائن ج۲۲ص۷۰۵)

۱۱.........."دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۰ " (ایضاً ص۸۱)

۱۲.........."سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلاً...... الخ ۰ "

(ایضاً ص۸۱' خزائن ج۲۲ص۷۰۷)

۱۳.........."قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله...... الخ "

ترجمہ:۶ ......"اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد ﷺ نبی رہے نہ اور کوئی..........الخ۔" (حقیقت النبوت ص۲۶۶' ایک غلطی کا ازالہ ص۸' خزائن ج۱۸ص۲۱۲)

ترجمہ:۷......"اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اس نبوت کے مقام پر تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱' خزائن ج۱۸ص۲۱۵' ضمیمہ حقیقت النبوت ص۲۶۸)

ترجمہ:۸......"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو چکا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے

(ایضاً ص۸۱)

۱۴............''اثرك الله علی کل شئی''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۳' خزائن ج۲۲ ص۷۰۹)

۱۵............''نزلت سریرمن السماء ولکن سریرك وضع فوق کل سریر.''
(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۳' خزائن ج۲۲ ص۷۰۹)

۱۶............''انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر.''
(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۴' خزائن ج۲۲ ص۷۱۱)

۱۷............''سبحانك الله رافك'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۵' خزائن ج۲۲ ص۷۱۲)

۱۸............''لولاك لما خلقت الافلاك.'' (ص۸۵' خزائن ج۲۲ ص۷۱۲)

۱۹............''انا اعطینك الکوثر.'' (ص۸۶' خزائن ج۲۲ ص۷۱۳)

۲۰............''اراد الله ان یبعثك مقاماً محموداً.''

(الاستفتاء ص۸۶' خزائن ج۲۲ ص۷۱۳)

۲۱............''لعلك باخع نفسك ان لایکونوا مومنین.''

(حقیقت الوحی ص۸۰' خزائن ج۲۲ ص۸۳)

۲۲............''قال فی تصنیفه.'' (تحفه گولڑویه ص ٤٠) ان معجزاته ﷺ بلغت ثلثة الاف و ادعی لنفسه فی الجزء الخامس من البراهین الاحمدیة.'' (ص٥٦ خزائن ج٢١ ص ٧٥) عشر مائة الف فانظر کیف فضل نفسه علی نبینا ﷺ بتکثیر المعجزات آیة کثرة (نعوذ بالله من هذه الکفریات القبیحة)''

باقی نہیں۔'' (کتاب مذکورہ ص۲۶۸' ایک غلطی کا ازالہ ص ایضاً)

ترجمہ:۹......''اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد ﷺ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔'' (حقیقت النبوۃ ص۲۶۹' ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲' خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

نوٹ: نمبر۱۰ سے نمبر۲۱ تک چونکہ ترجمہ کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۲۳............''لـه خسف القمر المنير و ان لی خسف لقمران المشرقان اتنكر۰ ''　　(اعجاز احمدی ص۷۱ خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

۲۴............''وظـاهـران زمان الفتح المبين قد انقضى فى عهده ﷺ وبـقـى فتح اخرابين منه غلبة ونصرة وقد قدران يكون زمانه زمان المسيح الموعود والى هذا اشير فى قوله سبحان الذى اسرى۰ ''

(سیرۃ الابدال ص۱۹۳ خزائن ج۱۶ص۲۸۸)

۲۵............''ان الله خـلـق ادم وجـعله سيدا و حاكما واميرا على كل ذى رُوح مـن الانـس والـجان كما يفهم من آية اسجدوا الادم ثم اذله الشيطان واخـرجـه من الجنان ورد الحكومة الى هذا الثعبان ومس ادم ذلة وخزى فى هـذا الـحـرب الـعـوان وان الـحـرب سجال وللا تقياء عندالرحمن فخلق الله الـمسيـح الـمـوعود ليجعل الهزيمة على الشيطان فى اخر الزمان وكان وعداً مكتوباً فى القرآن۰ ''(حـاشيه درحاشيه ص ت خطبه الحاميه ملحقه سيرة الابدال' خزائن ج۱۶ ص۳۱۲)

۲۶............''ماينطق عن الهوى ان هوالا وحى يوحى۰ ''

(اربعین نمبر۳ص۳۶' خزائن ج۱۷ص۳۸۵)

۲۷............''ماكان الله ليعذبهم وانت فهيم۰ ''

(دافع البلاء ص۶' خزائن ج۱۸ص۲۲۶)

۲۸............'' انى بايعتك بايعنى ربى''　　(ایضاً)

۲۹............''انـت مـنـى بـمـنـزلة اولادى انـت منى وانا منك واصنع الـفـلك بـاعيـنـنـا ووحينا ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايـديهـم قـل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد والخير كله فى

ترجمہ:۲۲...... ''تحفہ گولڑویہ کے ص۳۰۱' خزائن ج۱۷ص۱۵۳ پر جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی براہین احمدیہ جلد پنجم' خزائن ج۲۱ص۷۵ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی' رسول اللہ ﷺ سے تین سو سے زائد درجہ عالی تھے۔'' نعوذ بالله من هذه الكفريات القبيحة!

القرآن ۰ ''　　(دافع البلاص ۶'۷' خزائن ج ۱۸ص ۲۲۶'۲۲۷)

۳۰............''وما ارسلناك الا رحمته اللعالمین ۰ اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون ۰ ''　　(حقیقت الوحی ص ۸۲' خزائن ج ۲۲ص ۸۵)

هذه ترجمة ماهذی به الاسود الکاذب من الکفر الازب کفراً بواحاً وصراحاً

لعنة اللّٰه علیه والملئکة والناس اجمعین!

ترجمہ:۲۳......''اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا۔اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔اب کیا تو انکار کرے گا۔''　　(اعجاز احمدی ص ۷۱' خزائن ج ۱۹ص ۱۸۳)

ترجمہ:۲۴ ......''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا۔اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا۔اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہوا اور اس طرف خدا کے اس قول میں اشارہ ہے:''سبحان الذی ۰ ''

(سیرۃ الابدال ملحقہ خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳' خزائن ج ۱۶ص ۲۸۸)

نوٹ:۲۵نمبر سے آگے ترجمہ کی ضرورت نہ تھی۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ایمان وکفر قرآن کی روشنی میں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف

عرصہ ہوا حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ کے کچھ سوال دربارہ قادیانیت النور تھانہ بھون میں شائع ہوئے۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے ان کا جواب دیا جو امداد الفتاویٰ کی جلد ششم میں موجود ہے۔ ان سوالات کے جوابات پر مشتمل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے رسالہ ''وصول الافکار الی اصول الکفار'' مرتب کیا۔ بعد میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسٹر جسٹس منیر کی عدالت میں انکوائری کے دوران میں یہ بحث دوبارہ چل نکلی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ''ایمان وکفر قرآن کی روشنی میں'' کتاب تحریر کی۔ اس مجموعہ میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ البتہ اس کے آخر میں جو وصول الافکار کا خلاصہ تھا وہ حذف کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وصول افکار کے مکمل متن کے ہوتے ہوئے خلاصہ کی ضرورت نہ تھی۔ فالحمدللہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدلله وكفىٰ وسلام على عباده الذين اصطفى
خصوصاً علىٰ سيدنا محمد المصطفىٰ ومن يهتديه اهتدىٰ!

ایمان‘ اسلام‘ کفر کے الفاظ جتنے ہر طبقہ میں متعارف ہیں کہ ہر فرقے کے ان پڑھ جاہل تک ان کو جانتے ہیں۔ اتنا ہی ان کی جامع مانع تعریف کرنا دشوار بھی ہے۔ اور یہ صرف کفر وایمان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ عام متعارف اور زبان زد الفاظ جن کے معانی سمجھنے میں کسی بچہ کو بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ جیسے ٹوپی‘ کرتہ‘ پاجامہ‘ جوتہ‘ مکان‘ میز‘ کرسی‘ لوٹا‘ گلاس وغیرہ! لیکن

اگرانہیں الفاظ میں سے کسی لفظ کی جامع مانع تعریف کا سوال پیدا ہو۔ تو بڑے سے بڑا ماہر چکرائے گا اور پورے غوروفکر کے بعد بھی جو تعریف کرے گا اس میں یہ خطرہ رہے گا کہ شاید اس کے مفہوم کے بعض افراد رہ گئے ہوں یا غیر مفہوم کے افراد اس میں داخل ہو گئے ہوں۔

علماء سلف مفسرین' محدثین' فقہاء متکلمین نے ایمان واسلام کی مکمل تعریف۔ پھر کفر کی تعریف اور اس کے اقساط پر طویل مباحث اور مستقل رسالے لکھے ہیں۔ اس آخری دور میں مخزن علوم اسلامیہ' سند العلماء' استاذ الاساتذہ' سیدی واستاذی حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے اس موضوع پر ایک نہایت مکمل اور مفصل کتاب بنام' اکفار الملحدین' تصنیف فرمائی ہے۔ سبب تصنیف یہ تھا کہ کفر کی ایک خاص قسم جس کو زندقہ یا الحاد کہتے ہیں اور یہی اس زمانہ کا کفر نفاق ہے۔ اس کو اسلام وایمان سے ممتاز کرنا اور مسلمان اور زندیق میں فرق کرنا ہمیشہ غور طلب مسئلہ رہا ہے۔ اور اس زمانہ میں علوم قرآن وحدیث سے عام ناواقفیت کی بناء پر یہ اور بھی مشکل ہو گیا۔ ملحدین اور زنادقہ کی بن آئی کہ اسلام کے بھیس میں بدترین کفر کی تبلیغ کرتے رہیں۔ اور مسلم معاشرہ کا جزبنے رہیں اور مسلمانوں کے مارآستین بن کران کو ڈستے رہیں۔ بہت سے نیک دل مسلمان بھی اس فتنہ کا شکار ہونے لگے کہ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ اس کو مسلمان سمجھنا چاہیے خواہ وہ عقائد واعمال کچھ بھی رکھتا ہو۔ اور آج کل کی عرف میں اس کو سیاسی دانشمندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کسی حقیقت یا عقیدہ ونظریہ کا نام نہیں۔ بلکہ ایک بے معنی لفظ ہے جس کا جی چاہے اپنے عقائد اپنے خیالات اپنے اعمال پر قائم رہتے ہوئے مسلمان ہو سکتا ہے۔ اسلام اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔

اس فتنہ کے ہولناک نتائج اسلام اور مسلمانوں کے لئے جس قدر تباہ کن تھے وہ محتاج بیان تھیں۔ اس لئے کفر کی اس قسم کو جو اسلام کے لباس اور اسلام کے دعویٰ کے ساتھ عمل میں آتی ہے پوری طرح واضح کرنا وقت کا ایک اہم مسئلہ بن گیا۔

خصوصاً اس معاملہ میں دو چیزیں ایسی تھیں کہ ان میں عوام سے گذر بعض خواص اہل علم بھی اشتباہ میں پڑ سکتے ہیں۔

(الف)...... عام طور پر فقہاء وعلماء کی تصریحات موجود ہیں کہ جو شخص کسی عقیدہ کفریہ کا قائل ہو۔ مگر صاف طور پر نہیں بلکہ تاویل کے ساتھ قائل ہو اس کو کافر نہ کہا جائے۔ اور یہ بھی ظاہر

ہے کہ جو شخص بھی دعوائے اسلام کے ساتھ کسی کافرانہ عقیدہ وقول کو اختیار کرتا ہے تو کسی نہ کسی تاویل کی آڑ لے کر ہی اختیار کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ پھر وہی نکلتا ہے کہ کسی مدعی اسلام کو کافر کہنا جائز نہ ہو۔ حالانکہ نصوص وقرآن وحدیث اس کے خلاف شاہد ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ فقہاو متکلمین کے اس متفقہ اصول کی وضاحت کی جائے کہ تاویل کے ساتھ کسی عقیدہ کفریہ کا قائل ہونا موجب کفر نہیں۔

(ب)...... یہ مسئلہ بھی ایک صحیح وصریح حدیث سے ثابت اور علماء وفقہاء کے نزدیک مسلمہ ہے کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے۔ اس کا نتیجہ بھی بظاہر یہی نکلتا ہے کہ جو مدعی اسلام کعبہ کو اپنا قبلہ قرار دے۔ پھر خواہ وہ اللہ اور رسول کے بارے میں کیسے ہی غلط عقائد رکھتا ہو اور توہین کرتا ہو اس کو کافر نہ کہا جائے۔

یہ دونوں شبہات چونکہ علمی رنگ کے ہیں۔ اس لئے اور بھی ضروری ہوا کہ ان کی اصل حقیقت کو واضح کیا جائے۔ اس لئے حضرت الاستاذ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور ایسی بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی کہ اس سے پہلے کوئی کتاب اتنی جامع نظر نہیں آئی۔

مگر اس کے ساتھ ہی اول تو یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ دوسرے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی اس رفعت علمی کی آئینہ دار ہے جس تک پہنچنے کے لئے خود ایک بڑا علم درکار ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عوام تو اس کے استفادہ سے محروم تھے ہی۔ روز بروز استعداد علمی کے تناقص نے اکثر اہل علم کو بھی محروم کر دیا۔ اس تصنیف کے شائع ہونے کے بعد ہی سے بہت سے حضرات کا مطالبہ تھا کہ اس کے مضامین کو آسان ترتیب کے ساتھ سلیس اردو میں لکھا جائے۔ (اب اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو گیا ہے۔ مکتبہ لدھیانوی کراچی سے مل سکتی ہے) بہت سے دوستوں نے احقر کو بھی اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی اور خود بھی اس کی ضرورت کا احساس پہلے سے تھا۔

لیکن بحکم قضاء وقدر یہ کام آج تک تعویق میں پڑا رہا۔ اب جبکہ پاکستان میں قادیانی فتنہ نے نیا جنم لیا۔ اور ۱۹۵۳ء کی تحریک میں پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مسلمان اور کافر اور اسلام اور کفر کی تعریف کے متعلق سوالات کئے گئے۔ اور کفر و اسلام میں تلبیس کرنے والے پرانے شکاری نئے جال لے کر میدان میں آئے تو یہ مسئلہ اسلامیان پاکستان کے لئے پھر از سر نو معرکۂ بحث بن گیا۔ اس وقت ضرورت کا احساس دو چند ہو گیا اور بنام خدا تعالیٰ زیر نظر اوراق کی کتابت شروع کی۔

اس میں استاد محترم کے تمام مواد بحث اور تحقیقات کو پورا لے لیا گیا ہے۔ مگر ترتیب و بیان سب اس ناکارہ کا ہے اور استاد محترم کا روئے سخن چونکہ ایک خاص فتنہ اور خاص اعتراضات کے جواب کی طرف تھا۔ اس لئے اسلام وایمان یا کفر اور اس کی اقسام کی پوری تحقیق اس کتاب میں نہ تھی۔ اس کا احقر نے اضافہ کیا اور کسی خاص فرقہ کے عقائد وخیالات کو مدار بحث بنائے بغیر عمومی اور کلی طور پر مسئلہ کفر واسلام کو واضح کرنے کی کوشش کی۔ اور اب الحمدللہ یہ کتاب مسئلہ کفر و اسلام کی تمام ضروری مباحث پر حاوی اور ازالہ شبہات کے لئے کافی ہوگئی ہے۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالی ولی التوفیق وھو بہ حقیق!

بناء پاکستان کے وقت مسئلہ کفر واسلام کے ساتھ ایک اور بحث کا دروازہ کھلا کہ دنیا میں قوموں کی تقسیم وتفریق نسل ووطن اور رنگ ولسان کی بنیاد پر ہے یا مذہب۔ یعنی کفر واسلام کی بنیاد پر۔ پھر بناء پاکستان کے بعد بھی یہ بحث مختلف صورتوں سے سامنے آتی رہی۔ اس لئے شروع میں اس مسئلہ پر بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مختصر جامع شذرہ لکھا گیا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم!

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
مقیم کراچی بمقام لاہور
جمادی الاول ۱۳۷۳ھ
جنوری ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مقدمہ

ایک قوم کو دوسری قوم سے جدا کرنے والے اصول

تمام انسان اصل میں ایک قوم اور ایک ملت تھی۔ ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے۔ اور انسانیت کے ابتدائی دور میں سب کے نظریات وعقائد اور معاشی و معاشرتی اصول بھی ایک ہی تھے۔ سب ایک خدا کو ماننے والے اور اس کے احکام کو جو بذریعہ رسول ان تک پہنچے واجب الاتباع سمجھنے والے تھے۔ پھر جوں جوں ان کے افراد دنیا میں پھیلتے گئے اور ایک دوسرے

سے دوری ہوتی گئی۔ اور بڑھتے بڑھتے یہ دوری مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پوری زمین کے اطراف پر حاوی ہوگئی تو معاشی اور معاشرتی اصول میں فرق پڑا۔ بول چال میں اختلاف آیا۔ زبانیں مختلف ہوگئیں۔ اسی کے ساتھ عقائد ونظریات بھی متاثر ہوئے۔ خدا پرستی کی جگہ مخلوق پرستی کا دروازہ کھلا۔ اور خدا کی مخلوق مختلف اقوام میں بٹ گئی اور قومیتوں کی جنگ شروع ہوگئی۔ اقوام کے باہمی تنازع کے ساتھ تعاون وتناصر کی ضرورت پیش آئی تو مختلف گروہوں نے مختلف اصول پر اپنے اپنے اعوان وانصار بنائے۔ شروع میں آبادی کی چار سمت مشرق، مغرب، جنوب اور شمال کے اصول پر دنیا میں چار قومیں سمجھی گئیں۔ پھر زمین کی سات اقلیموں کی بنیاد پر سات قومیں مانی گئیں (ملل ونحل شہرستانی ص ۱۰/ المقدمۃ الاولیٰ) پھر کسی نے نسل ونسب کی بنیاد پر اپنی قوم کو یکجا کر کے دوسرے قبائل وانساب کے مقابلہ پر نبرد آزما کر دیا۔ کسی نے جغرافیائی اور وطنی یا لسانی بنیادوں پر لوگوں کو اپنی قوم بنا لیا۔ اور جو ان بنیادوں میں ان سے مختلف تھے ان کو جداگانہ اور حریف قوم قرار دیا۔ کسی نے نظریات وعقائد کو قومیت کی بنیاد بنا کر مخلوق پرستوں کو ایک قوم بنایا اور خالص خدا پرستوں کو حریف قوم قرار دیا۔

چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی صلاح وفلاح کے لئے ہر قرن میں اور ہر امت میں اپنے انبیاء بھیجے: ''وان من امة الاخلا فیها نذیر ۔ فاطر ۲۴'' ہر ایک امت میں ہماری طرف سے کوئی ڈرانے والا ہو گزرا ہے۔

ان سب انبیاء کی ایک ہی تعلیم تھی کہ یہ خود ساختہ اختلافات ختم کر کے پھر ملت واحدہ بن جاؤ۔ مخلوق پرستی کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پرستش کرو۔ نسلی، جغرافیائی اور لسانی امتیازات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیاں اور صرف معاشرت میں سہولت پیدا کرنے کے اسباب اور نعمتیں سمجھو۔ ان کو قومی تفرقہ کی بنیادیں نہ بناؤ۔ جس کو کچھ ماننے والوں نے مانا اور بدبختوں نے انکار ومقابلہ کی راہ اختیار کی جس سے کفر واسلام کی جنگ چھڑ گئی۔

ہمارے رسول خاتم الانبیا ﷺ بھی تمام انبیاء کی سنت کے مطابق یہی پیغام لائے اور سب سے زیادہ موثر طریقہ پر اس کو پھیلایا۔ قرآن نے ایک طرف تو نسلی وطنی اور لسانی امتیازات کو آیات قدرت اور نعمائے الٰہیہ کہہ کر ان کا صحیح مقام بتلایا کہ وہ معاشرت میں سہولت پیدا کرنے کے اسباب ہیں۔ قومیتوں کی بنیادیں نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہوں ارشادات قرآنی:

۱......"ومن آیاته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ۔ ان فی ذالك لآیات للعالمین ۔ روم ۲۲ "ترجمہ:......اور اس کی نشانیوں میں سے زمین وآسمان کا پیدا کرنا ہے۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں جہاں والوں کے لئے۔

۲......"جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ۔ حجرات ۱۳ "ترجمہ:......ہم نے تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا۔ تا کہ تم پہنچانے جاؤ۔

اور دوسری طرف قدیم وحدت کو از سر نو قائم کرنے کی دعوت دی۔ آیت مذکورہ بالا سے پہلے ارشاد ہوا: "یاایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ ۔ حجرات: ۱۳ " ترجمہ:......اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی ماں باپ کے جوڑے سے پیدا کیا۔

"خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ۔ نساء: ۱ "ترجمہ:......تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس جوڑے کو۔

رسول کریم ﷺ نے اپنی آخر عمر میں حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے جہاں اسلامی دستور کے اور بنیادی اصول بتلائے وہیں یہ بھی ارشاد فرمایا:

"ایهاالناس ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لا سود علی احمر الا بالتقویٰ ان اکرمکم عندالله اتقکم ۔ "ترجمہ:......اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اسی طرح کسی گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر کوئی تفوق حاصل نہیں۔ مگر تقویٰ کی وجہ سے۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ مکرم اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

الغرض! اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا خلاصہ یہ تھا کہ فرقہ وارانہ اور صوبجاتی اختلافات کی دلدل میں پھنسی ہوئی دنیا کو پھر ایک صحیح متحدہ قومیت کی طرف لائیں۔ جو ان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی میراث تھی۔ اس کے لئے دو طریق اختیار کئے گئے۔

اول......قومیتوں کی تقسیم وتفریق کی جو غلط بنیادیں۔ نسلی، لسانی اور وطنی اصول پر لوگوں نے بنائی تھیں ان کو یکسر باطل قرار دیا۔ کیوں کہ اگر بنیادوں پر قوموں کی تقسیم اور انسانیت کا تفرقہ تسلیم کر لیا جائے تو اولاً تو یہ خلاف عقل ہے کہ کسی زمین یا کسی خاندان میں پیدا ہونے کی غیر

اختیاری اور ضعیف وجہ سے کوئی شخص قومی اور اجتماعی معاملات میں دوسروں سے علیحدہ قوم سمجھا جائے۔ ثانیاً اگر انسان کی متحدہ قومیت میں اس کے تفرقے قبول کر لئے جائیں تو ان کو کسی وقت اور کسی حال میں مٹایا نہیں جاسکتا۔ جو شخص عرب یا عجم کے کسی خاندان میں پیدا ہو چکا ہے اب اس کے اختیار میں نہیں کہ دوسرے خاندان میں پیدا ہو جائے۔ اسی طرح جو ایشیاء میں پیدا ہوا وہ یورپ میں دوبارہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ الغرض یہ جغرافیائی' وطنی' لسانی اور نسلی تفرقے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ ان کا مٹانا نہ کسی کے اختیار ہے اور نہ کسی عقل مند کو ان کے مٹانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ ہاں! یہ ضروری ہے کہ ان امتیازات کی حد اور ان کا صحیح مقام پہچاننا چاہئے کہ ان کی غرض صرف معاشی و معاشرتی سہولتیں ہیں اور بس! قومیتوں کی جدائی کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا طریقہ...... دعوت اتحاد کا یہ تھا کہ نظریات وعقائد کی بناء پر قومیت کی تفریق کا اصول تو تسلیم ہے کہ خدا کے ماننے والے اس کے منکروں کے ساتھ مل کر ایک قوم نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کے منکر ہوں گے وہ ماننے والوں سے علیحدہ دوسری ملت اور قوم قرار دیئے جائیں گے۔ قرآن نے اسی اصول کی بناء پر فرمایا:

”خلقکم فمنکم کافرو منکم مؤمن ۰ تغابن: ۲“ ترجمہ:...... اس نے تم کو پیدا کیا۔ سو تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن۔

”انا ھدیناہ السبیل اما شاکرا و اماکفورا ۰ الدھر: ۳“ ترجمہ:...... ہم نے بلاشبہ انسان کو راہ بتادی۔ خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکر!

اور ایک جگہ اسی نظریاتی اور عقائد کے اختلافات کی بناء پر ایک گروہ کو حزب اللہ اور دوسرے کو حزب الشیطان کا لقب دیا۔

الغرض! عقائد و نظریات کے اختلاف کو قوموں کے تفرقہ کا سبب اصولی طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ پھر اس تفریق کو مٹانے کے لئے خدا پرستی کے اصول صحیحہ اور عقائد حقہ کی اشاعت و تبلیغ اور مخلوق پرستی یا انکار خدا اور رسول جیسے عقائد باطلہ کے مقاصد اور ان کی دینوی واخروی تباہ کاری کو بیان کر کے خلق خدا کو ان سے بچانے کی تدبیریں اختیار کیں اور نصیحت و ہمدردی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا جس کے ذریعے ناعاقبت اندیش انسانوں کو تباہی کی طرف جانے والے راستہ سے روکا نہ گیا ہو۔

لیکن بہت سے بدنصیب اور بے بصیرت انسانوں نے اس ہمدردی کو دشمنی سمجھا اور

عداوت و پیکار پر آمادہ ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں کفر و اسلام کی جنگ چھڑ گئی۔ اب اگر کوئی شخص اس جنگ کو ختم کرنا چاہے تو اس کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا پرست اہل حق اپنے نظریہ کو چھوڑ کر منکروں اور کافروں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور خدا کی مخلوق کو منکرین خدا کے حوالہ کر دیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں شفیق ڈاکٹر بیمار کی غلط روش سے عاجز آ کر اپنے ہاتھ سے اس کو زہر پلا دے۔

یا پھر صورت یہ ہے کہ غلط کار منکرین خدا، و رسول اپنی روش سے باز آ جائیں۔ ان دونوں طریق میں سے پہلا طریق تو معقول نہیں اور دوسرا اپنے اختیار میں نہیں۔ اس لئے یہ کفر و اسلام کا اختلاف اس وقت تک جاری رہنا ناگزیر ہے جب تک کہ منکرین خدا اور رسول یا ہوش میں آ جائیں یا ختم ہو جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی اصل دعوت حقیقت میں ایک اصلی اور صحیح متحدہ قومیت کی ہے جو وطنی اور لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ اصول صحیحہ اور عقائد حقہ پر مبنی ہو جس میں خدا اور اس کے رسولوں کی مخالفت کا گذر نہ ہو۔ اس لئے جو لوگ اس متحدہ قومیت کے منشور سے جدا ہو گئے وہ جدا قوم اور جدا ملت کہلائے۔ یہیں سے دو قومی نظریہ پیدا ہو گیا جس نے پاکستان بنوایا۔

ہندوستان میں جنگ آزادی کا سلسلہ ایک زمانہ سے جاری تھا۔ مگر اس کے بعض علمبرداروں نے نور و ظلمت کے متضاد وعناصر یعنی کفر و اسلام سے مرکب ایک غلط متحدہ قومیت کا نامعقول اور ناقابل عمل نظریہ بنا رکھا تھا۔ چند علمائے ربانی اس نظریہ کی عین گرما گرمی کے وقت بھی مسلمانوں کو ہمیشہ اسی دو قومی نظریہ کی طرف رہنمائی فرماتے رہے۔ مگر اس وقت یہ آواز نہ سنی گئی۔ اور بالآخر جنگ آزادی کی بیل اسی وقت منڈھے چڑھی۔ جبکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس صحیح دو قومی (ٹو نیشن) نظریہ کی قائل ہو کر اسی کو بنیاد قرار دے کر میدان عمل میں اتر آئی۔

پاکستان کے ہر باشندہ بلکہ دنیا کے سب مسلمانوں کو حکیم الامت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ اور قائد اعظم اور ان کے رفقاء کار میں سے شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو صحیح راہ دکھائی اور اس کے نتیجہ میں حق تعالیٰ نے ان کو ایک آزاد و خود مختار سلطنت بخشی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے جدا کرنے کے اسباب دنیا میں مختلف سمجھے گئے تھے۔ لیکن اسلام نے اپنی تعلیمات سے واضح کر دیا کہ قوموں کی تفریق و تقسیم صرف ایک

ہی اصول۔ یعنی خدا کو ماننے یا نہ ماننے کی بنیاد پر ہو سکتی ہے جس کا نام اسلام اور کفر ہے۔ دوسری کوئی چیز ایسی نہیں جو انسانیت کے ٹکڑے کر کے ان کو مختلف گروہوں میں بانٹ دے۔ مقدمہ ختم ہوا۔ اب اس رسالہ کا اصل مقصد شروع کیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق و المعین!

ایمان اور کفر کی تعریف

یہ ظاہر ہے کہ خدا کو ماننا اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے اور نہ ماننا نافرمانی کا۔ پھر خدا کی فرمانبرداری یعنی اس کی پسند وناپسند کو پہچان کر پسندیدہ چیزوں کو اختیار کرنا اور ناپسندیدہ سے بچنا۔ اس دنیا میں بغیر اس کے عادتاً ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام لانے والا رسول آئے جو اس کی پسند وناپسند کو ممتاز کر کے بتلا دے۔ کیونکہ انسان محض اپنی عقل سے تو اپنے باپ بھائی اور بیٹے اور دوست کی پسند وناپسند کو بھی ممتاز نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ خود اس کے کلام یا طرز عمل سے اس کا اظہار نہ ہو جائے تو پھر حق تعالیٰ جس کی ذات انسانی ادراک ودسترس سے بالاتر ہے۔ اس کی پسند وناپسند کا ادراک انسان محض اپنی عقل سے کیسے کر سکتا ہے۔ یہی حکمت ہے انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں بھیجنے کی۔

الغرض اس دنیا میں خدا کے ماننے کا صرف ایک طریق ہے کہ اس کے رسول کی لائی ہوئی ہدایات کو دل اور زبان سے تسلیم کرے۔ اسی کا نام اسلام ہے اور اس کی ہدایات کو تسلیم نہ کرنے کا ہی نام کفر ہے۔

مذہب کا سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ایمان وکفر ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اپنی سب سے پہلی سورت (بقرہ) کی سب سے پہلی آیات میں اسی مضمون کو بیان فرمایا۔ بلکہ پورے عالم کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ مومن' کافر اور منافق۔ سورۃ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں مومنین کی شان میں اور بعد کی دو آیتیں کفار کے بارے میں آئی ہیں۔ اور اس کے بعد تیرہ آیتیں منافقین کے حال میں ہیں۔ یہ تین گروہ حقیقت میں دو ہی ہیں۔ کیونکہ کافر اور منافق اصل میں ایک ہی گروہ ہے۔ لیکن منافقین کی ظاہری صورت عام کفار سے مختلف ہونے کی بناء پر ان کا بیان علیحدہ کیا گیا۔ چونکہ کفار کا یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک اور اشد ہے۔ اس لئے اس کے حال کا بیان زیادہ تفصیل سے تیرہ آیتوں میں کیا گیا۔ یہ پوری انیس آیتیں ہو گئیں۔ ان میں سے چند مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

بسم الله الرحمن الرحیم!

۱..........''آلمّ ذالك الكتب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة ومما رزقنٰهم ينفقون ۰ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يؤقنون ۰ اولئك علىٰ هدى من ربهم واولئك هم المفلحون ۰ بقره:۱تا۵''

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ بتانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں جو یقین رکھتے ہیں اس وحی پر جو آپ ﷺ کی طرف اتاری گئی اور اس وحی پر بھی جو آپ ﷺ سے پہلے اتاری گئی اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب۔

۲..........''ان الذين كفر و سواء عليهم أنذرتهم ام لم تنذرهم لايؤمنون ۰ ختم الله على قلوبهم وعلىٰ سمعهم وعلىٰ ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم ۰ بقره: ۶/۷''

بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ اب ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بند لگا دیا اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے سزا بڑی ہے۔

۳..........''ومن الناس من يقول آمنا بالله و باليوم الآخر وما هم بمؤمنين ۰ بقرة:۸''

اور لوگوں میں بعض ایسے جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر۔ حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔

''المفلحون'' تک چار آیتوں میں مومنین کا بیان ہے اور اس کے بعد ''عذاب عظیم'' تک کفار کا اور اس کے بعد: ''ومن الناس'' سے منافقین کا بیان شروع ہوا ہے۔ اور اس کے ضمن میں ایمان و کفر اور مومنین و کافر اور منافق کی تعریف بھی آگئی۔ ابتدائی چار آیتیں جو مومنین کے بارہ میں آئی ہیں۔ ان میں اولاً مومن اور ایمان کا اجمالی ذکر کیا گیا: ''الذین

یؤمنون بالغیب ''یعنی وہ لوگ جوغیب پرایمان لاتے ہیں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ غیب سے اس جگہ وہ تمام اعتقادیات مراد ہیں جو انسان کی نظر و مشاہدہ سے غائب ہیں۔ جیسے فرشتے' قیامت' جنت' دوزخ' پل صراط اور میزان عدل وغیرہ! (تفسیر ابن کثیر و خازن وغیرہ)

اس اجمال میں لفظ بالغیب لانے سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ ان کا ایمان حاضر و غائب یکساں ہے۔ان کے مقابل فریق منافقین کی طرح نہیں جس کا حال اگلی آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ:''واذا لقوا الذین آمنو قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینهم قالوا انا معکم ۔ بقرة ١٤ ''یعنی جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب کفار کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

اس ایمان اجمالی کی تفصیل بعد کی تیسری آیت میں مکمل تعریف کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:'' الذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك و بالآخرة هم یوقنون ۔ ''یعنی وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ پر نازل شدہ کتاب اور شریعت پر بھی ایمان لائے اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر نازل شدہ وحی اور شریعت پر بھی۔اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔

ایمان کا سب سے پہلا جز جو اللہ پر ایمان لانا ہے۔اس کو صراحتاً ذکر کرنے کی اس لئے ضرورت نہ سمجھی گئی کہ جب اللہ پر ہی کسی کا ایمان نہ ہو تو اس کے کسی رسول یا وحی پر ایمان لانے کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے اور اسی سورۃ کے ختم پر جب مکرر ایمان کے مفہوم کی تشریح فرمائی گئی تو وہاں ایمان باللہ کو صریح ان لفظوں میں ذکر بھی کر دیا گیا:''آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون ۔ کل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسوله ۔ لا نفرق بین احد من رسله ۔ بقرة: ٢٨٥ ''

عوام میں جو ایمان مجمل و مفصل مشہور ہیں۔ یہ غالباً اسی پر مبنی ہیں۔ایمان مجمل سورت بقرۃ کی پہلی آیات سے اور ایمان مفصل اس کی آخری آیات سے لیا گیا ہے۔

پس آیت مذکورہ سے ایمان کے تین بنیادی اصول معلوم ہوئے:

(۱)......اللہ پر ایمان لانا۔(۲)......رسول اللہ ﷺ اور انبیاء سابقین کی سب وحیوں پر ایمان۔(۳)......آخرت پر ایمان۔اور یہی تین چیزیں درحقیقت ایمان کے اصول ہیں۔باقی

سب فروع ہیں:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فیصل التفرقۃ فی الاسلام الزندقۃ ص ۱۹۵ میں لکھا ہے:

"اصول الایمان ثلثۃ الایمان باللّٰہ و برسولہ و بالیوم الآخرۃ وما عداہ فروع، "ایمان کے اصول تین ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اس کے رسول پر ایمان۔ اور قیامت پر ایمان۔ اس کے ماسوا سب فروع ہیں۔

اور ان اصول کو بھی کوئی مختصر کرنا چاہے تو صرف ایمان بالرسول میں سب اصول آ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب تک اللہ پر ایمان نہ ہو اس کے رسول پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا اور رسول پر ایمان ہو جائے تو یوم قیامت پر ایمان خود اس کے اندر داخل ہے۔ کیونکہ ایمان بالرسول سے ان تمام ہدایتوں پر ایمان لانا مراد ہے۔ جو رسول نے پیش کی ہیں اور ظاہر ہے ان ہدایتوں میں روز قیامت کی تصدیق بھی ایک بہت بڑی ہدایت ہے۔ اسی لئے آئمہ اسلام نے ایمان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

"ھو تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی ﷺ فیما علم مجیئہ بالضرورۃ (البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱۹ باب الحکام المرتدین) "ایمان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ ﷺ سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو جائے۔

فائدہ متعلقہ ختم نبوت

اس آیت میں ایمان اور مومن کی تعریف کے ضمن میں ایک لطیف طریقہ پر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ سلسلہ نبوت و رسالت و وحی رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔ کیوں کہ اس میں آنحضرت ﷺ پر نازل شدہ وحی پر ایمان لانے کے ساتھ صرف انبیاء سابقین اور ان کی وحی پر ایمان لانے کی تلقین ہے۔ انبیاء مابعد کا کوئی ذکر نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کسی قسم کا نبی مبعوث ہونے والا ہوتا تو جس طرح انبیاء سابقین کی وحی پر یقین کرنے کو جزء ایمان قرار دیا گیا۔ اسی طرح انبیاء مابعد پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے انبیاء مابعد کا ذکر بہ نسبت انبیاء سابقین کے زیادہ ضروری تھا۔ کیونکہ انبیاء

سابقین کا ذکر تو خود قرآن میں بھی آ چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریحات و توضیحات میں اس سے زیادہ آ چکا ہے۔ اس کے متعلق امت کے گمراہ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ بخلاف اس نبی کے جو آئندہ مبعوث ہونے والا ہو۔ تاکہ اس کے حالات وعلامات سے امت واقف نہیں اور امت کو بلاواسطہ اس سے سابقہ پڑنا تھا۔ اور اس کے ماننے یا نہ ماننے پر امت کی نجات یا ہلاکت کا دارومدار ہوتا ایسی حالت میں خدا کی آخری کتاب اور رؤف ورحیم نبی ﷺ کا فرض ہوتا کہ آئندہ مبعوث ہونے والے نبی کی پوری کیفیات وحالات وعلامات کو ایسی طرح واضح کرتے کہ اس میں کسی اشتباہ والتباس کی گنجائش نہ رہتی اور پھر امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے کے غیر مبہم احکام بکرات ومرات قرآن وحدیث میں مذکور ہوتے۔

مگر بجائے اس کے ہوا یہ کہ قرآن نے جہاں اصول ایمان کا تذکرہ کیا تو انبیاء سابقین اور ان کی وحی پر ایمان لانے کو جزو ایمان کی حیثیت سے ذکر فرمایا اور بعد میں مبعوث ہونے والے کسی نبی یا رسول کا یا اس کی وحی کا نام تک نہ لیا۔ پھر ایک جگہ نہیں قرآن میں دس سے زیادہ آیات اسی مضمون کی آئی ہیں جن میں آپ ﷺ سے پہلے آنے والی وحی پر ایمان لانے کی تاکید ہے بعد کی کسی وحی یا نبی کا تذکرہ تک نہیں۔

یہ قرآن کی ایک کھلی ہوئی شہادت اس امر پر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ صرف عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے جو پہلے مبعوث ہو چکے ہیں اور جن پر امت محمدیہ پہلے سے ایمان رکھتی ہے لہذا کوئی نیا پیدا ہونے والا شخص اس امت کو اپنی نبوت و وحی کی طرف دعوت دے کر امت کے لئے مدار نجات نہیں بن سکتا۔ واللہ الموفق والمعین!

مومن وکافر کی تعریف اور کفر کے اقسام

اس عنوان کا اگرچہ مجمل خاکہ عنوان اول کے ضمن میں آ چکا ہے لیکن پوری وضاحت کے لئے اس کی تشریح اس عنوان میں لکھی جاتی ہے جس کا مبنیٰ وہی آیات ہیں جن کا ذکر عنوان اول میں آیا ہے اور چونکہ اسلام وکفر کی تعریف میں چند اصطلاحی الفاظ کا استعمال ہوتا ہے اس لئے ان الفاظ کی تعریفات پہلے لکھی جاتی ہیں۔

تعریفات

ایمان: رسول اللہ ﷺ کی قلبی تصدیق ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ ﷺ سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہو بشرطیکہ اس کے ساتھ اطاعت کا اقرار بھی ہو۔

اسلام: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار بشرطیکہ اس کے ساتھ ایمان یعنی تصدیق قلبی موجود ہو۔

کفر: جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان میں سے کسی امر کی تکذیب وانکار۔

مومن: وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی دل سے تصدیق کرے ہر اس امر میں جس کا ثبوت آپ ﷺ سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہو۔ بشرطیکہ زبان سے بھی اس تصدیق کا اور اطاعت کا اقرار کرے۔

مسلمان: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کرے بشرطیکہ دل میں بھی ان کی تصدیق رکھتا ہو۔

کافر: وہ شخص جو ان میں سے کسی ایک چیز کا دل سے انکار یا زبان سے تکذیب کردے۔

اسلام وایمان اور مسلم ومومن میں فرق

لغۃً ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا۔ ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا محل قلب اعضاء وجوارح ہیں۔ لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محض دل میں تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار نہ کرے اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک اس کے ساتھ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔

الغرض لغوی مفہوم کے اعتبار سے ایمان واسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بناء پر ایمان واسلام کے اختلاف کا ذکر بھی ہے۔ لیکن خود قرآن وحدیث کی ہی تصریحات کے مطابق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً کوئی ایمان بدون اسلام کے یا

اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں' اسی مضمون کو بعض اہل تحقیق نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایمان و اسلام کی مسافت تو ایک ہے۔ فرق مبدء اور منتہی میں ہے۔ ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہر پر منتہی ہوتا ہے اور اسلام ظاہر سے شروع ہو کر قلب پر منتہی ہوتا ہے۔ اگر قلبی تصدیق ظاہری اقرار وغیرہ تک نہ پہنچے تو وہ تصدیق ایمان معتبر نہیں۔ اسی طرح ظاہری اقرار و اطاعت اگر تصدیق قلبی تک نہ پہنچے وہ اسلام معتبر نہیں۔ (افادہ الاستاذ العلامه مولانا انور شاہ قدس سرّہ)

اب جب ایمان و اسلام کا لغوی اور شرعی مفہوم متعین ہو گیا تو مومن و مسلم کا مفہوم بھی ظاہر ہو گیا۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس میں حضرت امام غزالیؒ اور حضرت امام سبکیؒ کی یہی تحقیق لکھی ہے جو اوپر گزر چکی۔ حضرت امام سبکیؒ کے چند جملے یہ ہیں۔

الاسلام موضوع للانقياد الظاهر مشروطاً فيه الايمان و الايمان موضوع للتصديق الباطل مشروطاً فيه القول عند الامكان ، فتح الملهم جلد ١ ص ١٥١)

''اسلام'' موضوع ہے ظاہری اطاعت و فرمانبرداری کے لئے۔ مگر اس میں ایمان شرط ہے اور ایمان موضوع ہے باطنی تصدیق کے لئے۔ مگر اس میں زبان سے کہنا بھی شرط ہے۔ بوقت امکان۔

اور شیخ کمال الدین بن ہمامؒ شارح ہدایہ نے اپنی عقائد کی مستند و مشہور کتاب اور اس کی شرح مسامرہ میں امت محمدیہ کا اتفاق اس پر نقل فرمایا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

وقد اتفق اهل الحق وهم فريقا الاشاعرة والحنفيه على تلازم الايمان والاسلام بمعنى انه لاايمان يعتبر بلا اسلام و عكسه اى لااسلام يعتبر بدون ايمان فلاينفك احدهما عن الاخر ، ص ١٨٦ جلد ٤ طبع)

اور اہل حق نے اتفاق کیا ہے اور وہ دونوں گروہ اشاعرہ اور حنفیہ ہیں کہ ایمان اور اسلام باہم متلازم ہیں۔ یعنی ایمان بلا اسلام کے معتبر نہیں اور نہ اس کا عکس۔ یعنی نہ اسلام بلا ایمان کے معتبر۔ پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

ثبوت قطعی

جو چیز آنحضرت ﷺ سے بذریعہ تواتر ہم تک پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد، تعداد رکعات اور رکوع وسجود وغیرہ کی کیفیات۔ اذان، زکوٰۃ کی تفصیلات۔ حج اور اس کی بہت سی تفصیلات۔ آنحضرت ﷺ پر ختم نبوت وغیرہ۔

تواتر کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے لیکر ہم تک ہر قرن ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف خطوں میں اس کے آنحضرت ﷺ سے روایت کرنے والے اتنی تعداد میں رہے ہوں کہ ان سب کا غلطی یا کذب پر متفق ہوجانا عقلاً محال سمجھا جاتا ہو۔

ثبوت بدیہی

جس کو عرف فقہا اور متکلمین میں ضروری یا بالضرورۃ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ تواتر کے ساتھ ساتھ اس کی شہرت تمام خاص وعام مسلمانوں میں اس درجہ ہوجائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں۔ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا فرض ہونا۔ اذان کا سنت ہونا۔ اور نبوت کا آنحضرت ﷺ پر ختم ہوجانا وغیرہ۔

ضروریات دین

جو چیزیں آنحضرت ﷺ سے بذریعہ تواتر اس درجہ شہرت وبداہت کے ساتھ ثابت ہوں کہ ہر خاص وعام اس سے باخبر ہو۔ ان کو فقہا اور متکلمین کی اصطلاح میں ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

تنبیہ

ایمان بہت سی مجموعی چیزوں کی تصدیق وتسلیم کا نام ہے جن کا ذکر اوپر تعریف میں آچکا ہے۔ لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار یا تکذیب ضروری نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب وانکار بھی کفر ہے خواہ باقی سب چیزوں کو صدیق دل سے قبول کرتا ہو۔ اسی لئے ایمان اور اسلام ایک ہی حقیقت ہے اور کفر کی بہت سی اقسام ہوگئی ہیں جن میں سے دو بنیادی قسمیں تو قرآن کی مذکورہ آیات سورہ بقرہ میں بیان کر دی گئیں۔ ایک کفر ظاہر اور دوسرے کفر نفاق، باقی اقسام کی تفصیل وتشریح اب بیان کی جاتی ہیں۔ واللہ الموفق والمعین!

کفر اور کافر کے اقسام

اس رسالہ کا اصل موضوع بحث یہی مضمون ہے جیسا کہ تمہید میں لکھا جا چکا ہے:
مذکور الصدر تفصیل میں یہ معلوم ہو چکا کہ کفر' تکذیب رسول کا نام ہے پھر تکذیب کی چند صورتیں ہیں اور ان صورتوں کے اختلاف ہی سے کفر کی چند اقسام بن جاتی ہیں جن کو حضرت امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "فیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ" نیز اپنی کتاب "لاقتصاد فی الاعتقاد" میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں اور امام بغویؒ نے آیت: "ان الذین کفروا سواء علیهم." کی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ نیز علم عقائد وکلام کی مستند کتب شرح مواقف و شرح مقاصد میں بھی ان کا تفصیلی ذکر ہے۔
ان اقسام تکذیب کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱)......... ایک تکذیب کی صورت تو یہ ہے کوئی شخص صراحۃً رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول ہی تسلیم نہ کرے۔ جیسے بت پرست' یہود اور نصاریٰ۔

(۲)......... دوسری یہ کہ رسول تسلیم کرنے کے بعد باوجود آنحضرت ﷺ کے کسی قول کو صراحۃً غلط یا جھوٹ قرار دے۔ یعنی آپ ﷺ کی بعض ہدایات پر ایمان رکھے اور بعض کی تکذیب کرے۔

(۳)......... تیسری یہ کہ کسی قطعی الثبوت قول یا فعل رسول کو یہ کہہ کر رد کر دے کہ یہ آنحضرت ﷺ کا قول یا فعل نہیں ہے یہ بھی درحقیقت رسول کی تکذیب ہے۔

(۴)......... چوتھی صورت یہ ہے کہ قول و فعل کو بھی تسلیم کرتے ہوئے اس کے مفہوم کی تاویل کر کے قرآن و حدیث کی قطعی تصریحات کے خلاف کسی خود ساختہ مفہوم پر محمول کرے۔ کفر و تکذیب کی یہ صورت چونکہ دعوائے اسلام اور ادائیگی شعائر اسلام کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس میں اکثر لوگوں کو بہت مغالطہ پیش آتا ہے۔ خصوصاً جب اس پر نظر کی جائے کہ تاویل کے ساتھ انکار کرنا باتفاق علماء تکذیب میں داخل نہیں اور ایسے شخص کو کافر بھی نہیں کہا جا سکتا اور ظاہر ہے کہ ملحدین بھی کسی تاویل کا سہارا ضرور لیتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کی تشریح و توضیح زیادہ ضروری ہے تاکہ تاویل اور الحاد میں فرق معلوم ہو سکے اور معلوم ہو جائے کہ تاویل کے محل میں تاویل موجب کفر نہیں۔ مگر الحاد و زندقہ کی تاویل بالاجماع موجب کفر ہے۔ اس

لئے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

کفر، زندقہ والحاد

تکذیب کی یہ چوتھی صورت قرآن کی اصطلاح میں ''الحاد'' اور حدیث میں ''الحاد وزندقہ'' کے نام سے موسوم ہے۔

الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا ۰ افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم القیامة (الایة) عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللهﷺ یقول سیکون فی هذه الامة مسخ الا وذلك فی المکذبین بالقدر والزندیقیه' اخرجه الامام احمد فی مسنده (ج ۲ ص ۱۰۸) وقال فی الخصائص سنده صحیح)

''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں کیا وہ شخص جو جہنم میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو امن کے ساتھ آئے گا قیامت کے دن۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ عنقریب اس امت میں مسخ ہوگا' اور سن رکھو کہ وہ تقدیر کو جھٹلانے والوں میں ہوگا' اور زندیقین میں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور خصائص میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

امام بخاریؒ (ج ۲ ص ۱۰۲۳) نے اس قسم کی تکذیب کے متعلق صحیح بخاری میں ایک مستقل باب لکھا ہے ''باب قتل من ابی قبول الفرائض وما نسبوا الی الردة ''اس باب میں اس قسم کی تکذیب کو بھی ارتداد قرار دیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مسوی شرح مؤطا میں اس قسم کی تکذیب کے متعلق لکھا ہے۔

''وان اعتراف به ظاهراً ولکن یفسر بعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافره الصحابة والتابعون واجمعت علیه الامة فهو الزندیق کما اذا اعترف بان القرآن حق وما فیه من ذکر الجنة والنار حق لکن المراد بالجنة الابتهاج الذی یحصل یسبب الملکات المحمودة و المراد بالنار هی الندامة التی تحصل بسبب الملکات المذمومة ولیس فی الخارج جنة ولا نار فهو زندیق ۰ مسوی شرح مؤطا ج۲ص ۱۳۰''

"اور اگر اقرار تو کرے اس کا ظاہری طور پر لیکن دین کی بعض ان چیزوں کی جو ثابت ہیں ایسی تفسیر بیان کرے جو صحابہؓ اور تابعینؒ اور اجماع امت کے خلاف ہو تو وہ زندیق ہے' مثلاً یہ تو اقرار کرے کہ قرآن حق ہے اور جو اس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن جنت سے مراد وہ خوشی و فرحت ہے جو اخلاق حمیدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دوزخ سے مراد وہ ندامت ہے جو اخلاق مذمومہ کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ ویسے کوئی نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ پس یہ شخص زندیق ہے۔"

تاویل اور تحریف میں فرق

ثم التاویل تاویلان تاویل لایخالف قاطعامن الکتاب والسنة واتفاق الامة وتاویل یصادم ماثبت بقاطع فذلك الزندقة فکل من انکر رؤیة اللّٰه تعالیٰ یوم القیامة اوانکر عذاب القبر وسؤال المنکر والنکیر اوانکر الصراط والحساب سواء قال لا اثق بهٰؤلاء الرواة اوقال اثق بهم لکن الحدیث ماؤل ثم ذکر تاویلاً فاسد الم یسمع من قبله فهو الزندیق...... اوقال ان النبی ﷺ خاتم النبوة ولکن معنی هذاالکلام انه لایجوزان یسمی بعده احد بالنبی و امامعنی النبوة وهو کون الانسان مبعوثامن اللّٰه تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعته معصوماً من الذنوب ومن البقاء علی الخطاء فیمایری فهوموجودة فی الائمة بعده فذلك الذندیق (اکفار الملحدین ص٤٤/٤٥ مطبوعه مجلس علمی کراچی)

"پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تاویل تو وہ ہے جو کتاب و سنت اور اتفاق امت کی کسی قطعی بات کی مخالف نہیں اور ایک تاویل وہ ہے جو ان مذکورہ چیزوں سے ثابت شدہ کسی حکم قطعی کی متصادم ہو۔ پس یہ شکل ثانی "زندقہ" ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا منکر ہو قیامت کے روز' یا عذاب قبر کا منکر ہو۔ اور منکر اور نکیر کے سوال کا منکر ہو' یا پل صراط اور حساب کا منکر ہو۔ خواہ وہ یوں کہے کہ مجھے ان راویوں پر اعتبار نہیں اور یا یوں کہے کہ ان راویوں کا تو اعتبار ہے مگر حدیث کے معنی دوسرے ہیں اور یہ کہہ کر ایسی تاویل بیان کرے جو اس سے پہلے نہیں سنی گئی۔ پس وہ "زندیق" ہے۔ یا یوں کہے کہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبوة ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ

آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کا نام ''نبی'' رکھنا جائز نہیں ،مگر نبوۃ کے معنی اور مصداق یعنی انسان کا خداتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا مخلوق کی طرف کہ اس کی اطاعت فرض اور وہ گناہوں سے معصوم ہواور اس بات سے معصوم ہو کہ اگراس کی رائے میں غلطی ہوتو وہ اس پر باقی رہے تو یہ معنی اور مصداق آپ کے بعد آئمہ میں موجود ہیں۔پس یہ شخص ''زندیق'' ہے۔

تکذیب رسول کی یہ چوتھی صورت جس کا نام زندقہ والحاد ہے درحقیقت نفاق کی ایک قسم ہے اور عام نفاق سے زیادہ اشد اور خطرناک ہے۔آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب کہ سلسلہ وحی سے منقطع ہو گیا اور کسی شخص کے دل میں چھپے ہوئے کفر ونفاق کے معلوم ہونے کا ہمارے پاس کوئی قطعی ذریعہ نہیں ہے تو اب منافق صرف ان ہی لوگوں کو کہہ سکتے ہیں جن سے اسلام کا مدعی ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ اقوال یا اعمال ایسے سرزد ہو جائیں جو ان کے باطنی کفر کی غمازی کریں۔زندقہ والحاد اسی کی ایک مثال ہے اور اسی لئے عمدۃ القاری شرح بخاری میں اور تفسیر ابن کثیر میں آیت:''فی قلوبهم مرض: البقره ''کے تحت میں حضرت امام مالکؒ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:''المنافق فی عهد رسول اللّٰہ ﷺ هو الزندیق الیوم ۰ تفسیر ابن کثیر جلد۱ ص۴٦ طبع مصر''

یعنی آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کسی کے دل میں کفر ونفاق کتنا ہی چھپا ہو۔لیکن ہمارے پاس اس کا ذریعہ علم نہ ہونے کے باعث ہم اس کو کافر یا منافق نہیں کہہ سکتے اب نفاق کی ایک ہی قسم موجود ہے جس کو زندقہ کہتے ہیں۔یعنی دعوائے اسلام اور شرائع کا پابند ہونے کے ساتھ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنا یا ضروریات دین میں تاویل باطل کر کے اس کے اجماعی معنی میں تحریف کرنا۔

حجتہ الا اسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ جوامت کے مسلّم امام ہیں اور تمام اسلامی فرقے ان کی امامت کے قائل ہیں۔خدابخش قادیانی نے اپنی کتاب عسل مصفیٰ میں جس کو مرزا غلام احمد نے حرفاً حرفاً سن کر تصدیق کی ہے ص۱۶۴ پر مجدد دین اسلام کی فہرست لکھتے ہوئے حضرت امام غزالیؒ کو پانچویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے مسئلہ کفر وایمان میں الحاد وزندقہ کی شدید مضرت اور اس مسئلہ کی نزاکت کا خیال فرما کر ایک مستقل کتاب ''التفرقه بین الاسلام والزندقه ''تصنیف فرمائی جس میں قرآن وسنت اور عقل ونقل سے واضح کر دیا کہ تاویل اور الحاد میں کیا فرق ہے اور یہ

کہ زنادقہ وملاحدہ کی اسلامی برادری میں کوئی جگہ نہیں وہ دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔ نیز کسی مدعی اسلام کے کافر قرار دینے میں جو احتیاط لازم ہے اس کے پیش نظر امام موصوف نے اس کتاب میں ایک زریں وصیت اور ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ اس کو مع ترجمہ کے لکھا جاتا ہے:

فصل:اعلم ان شرح مايكفربه ومالايكفربه يستدعى تفصيلا طويلا يفتقرالى ذكر كل المقالات و المذاهب و ذكر شبهه كل واحد ودليله وو جه بعده عن الظاهر وو جه تاويله وذلك لا تحويه مجلدات وليس يسع لشرح ذلك اوقاتى فاقتنع الآن بوصيه وقانون اماالوصية فان تكف لسانك عن اهل القبلة ما امنك ما داموا قائلين لا اله الا الله محمد رسول الله غير مناقضين لها والمناقضة تجويز هم الكذب علىٰ رسول الله ﷺ بعذر اوغير عذرفان التكفير فيه خطروالسكوت لا خطرفيه واماالقانون فهو ان تعلم ان النظريات قسمان قسم يتعلق باصول العقائد و قسم يتعلق بالفروع واصول الايمان ثلاثة الايمان با لا الله وبرسوله و باليوم الآخروماعداه فروع (واعلم ان الخطاء في اصل الا مامة وتعلينها وشروطهاوماتيعلق بها لا يو جب شي منه تكفيراً فقدانكرابن كيسان اصل وجوب الا مامة ولا يلزم تكفيره يلتفت الىٰ قوم يعظمون امرالامامة ما ويجعلون الا يمان بالامام مقرونا بالا يمان بالله وبرسوله (اصل ص٣٥) والىٰ خصومهم المكفرين لهم بمجرد مذهبهم فى الامامة وكل ذلك اسراف اذليس فى واحد من القولين تكذيب الرسول ﷺ اصلا ومهما وجد التكذيب وجب التكفيروان كان فى الفروع فلوقال قائل مثلا البيت الذى بمكة ليس هى الكعبة التى امرالله بحجها فهذا كفراذثبت تواتراًعن رسول الله ﷺ لذالك البيت بانه الكعبة ينفعه انكاره بل يعلم قطعا انه معاند فى انكاره الاان يكون قريب عهد بالاسلام ولم يتواتر عنده ذلك وكذلك من نسب عائشہؓ الى الفاحشة وتدنزل القرآن ببرآتها فهو كافر لان هذا وامثاله لا يمكن الا بتكذيب اوانكار والتواتر ينكره الانسان بلسانه ولا يمكنه ان يجهله بقلبه ، نعم

لوانكر ماثبت با خبار الاحادفلا يلزمه به الكفر ولو انكر ماثبت بالا جماع فهذا فيه نظر لان معرفة كون الاجماع حجة قاطعة مختلف فيه فهذاحكم الفروع واماالاصول الثلثة فكل ما لم يحتمل التاويل فى نفسه وتو اترنقله ولم يتصور ان يقوم برهان علىٰ خلافه فخلافه تكذيب محض و مثاله ماذكرنا ه من حشر الاجسادو الجنة والنار واحاطة علم الله تعالىٰ بتفاصيل الا مور وما يتطرق اليه احتمال ولو بالمجاز البعيد فينظر فيه الى برهان فان كان قاطعاوجب القول به لكن ان كان فى اظهاره مع العوام ضررلقصور فهمهم فاظهاره بدعة وأن لم يكن البرهان قاطعاً يعلم ضرو رة فى الدين كنفى المعتزلة للرؤية عن البارى تعالىٰ فهذا بدعة وليس يكفروامامايظهر له ضررفيقع فى محل لاجتهادوالنظر فحيتمل ان يكفرويحتمل ان لايكفر......... (ثم قال) ولا ينبغى ان نظن ان التكفير ونفيه ينبغى ان يد رك قطعاًفى كل مقام بل التكفير حكم شرعى يرجع الىٰ اباحة المال ولسفك الدم اوالحكم بالخلودفى النارفمأ خذه كمأ خذسائرالاحكام الشرعية تارة يدرك بيقين وتارة بظن غالب وتارة يترد دفيه ومهما حصل الترددفالتوقف فى التكفير اولىٰ والمبادرة الى التكفير انما يغلب على طباع من نعيب عليهم الجهل !

ولا بد من التنبيه بقاعدة آخرىٰ فهوان المخالف قد يخالف نصاً متواتراً ويز عم انه ماؤل ولكن تاؤيله لا انقداح له اصلافى اللسان ال على قرب ولا علىٰ بعد فذلك كفروصاحبه مكذب وان كان يزعم انه ماؤل ۰ (فيصل التفرقة بين الاسلام والزندقة ص۱۹۵'۱۹۸)

جاننا چاہئے کہ اس بات کی شرح کرنے کے لئے کہ کیا چیزیں موجب تکفیر ہیں اور کیا نہیں ۔ بہت تفصیل طویل درکار ہے ۔ کیونکہ اس میں ضرورت ہے تمام مقالات و مذاہب کے ذکر کرنے کی اور ہر ایک کا شبہ اور اس کی دلیل ۔ اور اس کے بعد کی وجہ ظاہر سے ۔ اور اس کی تاویل کی وجہ کی ۔ اور یہ متعدد جلدوں میں بھی نہیں سما سکتا ۔ اور نہ اس کی شرح کیلئے میرے وقت میں گنجائش ہے ۔ اس لئے میں اس وقت ایک قانون اور ایک وصیت پر اکتفا کرتا ہوں ۔

وصیت: سو وصیت تو یہ ہے کہ تم اپنی زبان کو اہل قبلہ کی تکفیر سے روکو جب تک ممکن ہو یعنی جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ! کے قائل رہیں' اور اس سے مناقضہ نہ کریں اور مناقضہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے کسی حکم کے غلط اور جھوٹ ہونے کو جائز سمجھیں خواہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے۔ کیونکہ تکفیر میں تو خطرہ ہے اور سکوت میں کوئی خطرہ نہیں۔

ضابطہ تکفیر

اور قانون یہ ہے کہ تمھیں معلوم کرنا چاہئے کہ نظریات کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو اصول عقائد سے متعلق ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو فروع کے متعلق ہے۔ اور ایمان کے اصول تین ہیں۔ اول: اللہ پر ایمان لانا۔ دوم: اس کے رسول ﷺ پر بھی۔ سوم: قیامت کے دن پر۔ اور ان کے علاوہ جو ہیں وہ فروع ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ خطاء (غلطی) امامت کی اصل اور اس کے تعین اور اس کی شروط وغیرہ میں جیسا کہ روافض وخوارج میں پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی موجب تکفیر نہیں ہے۔ کیونکہ ابن کیسان نے امامت کے اصل وجوب ہی کا انکار کیا ہے اور نہیں لازم ہے اس کی تکفیر۔ اور نہیں التفات کیا جائے گا اس قوم کی طرف۔ جو امامت کے معاملہ کو عظیم سمجھتے ہیں اور امام کے ساتھ ایمان لانے کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لانے کے برابر کرتے ہیں۔ اور نہ ان کے مخالفین کی طرف التفات کیا جائے گا۔ جو ان کی تکفیر کرتے ہیں محض اس لئے کہ وہ مسئلہ امامت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ سب حد سے گذرنا ہے کیونکہ ان دونوں اقوال میں سے کسی میں بھی رسول اللہ ﷺ کی تکذیب بالکل لازم نہیں آتی۔ اور جس جگہ تکذیب پائی جائیگی تو تکفیر ضروری ہوگی اگرچہ وہ فروع ہی میں ہو' مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ جو گھر مکہ معظمہ میں ہے۔ وہ کعبہ نہیں ہے جس کے حج کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' تو یہ کفر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے تواتر کے ساتھ اس کے خلاف ثابت ہے اور اگر وہ اس امر کا انکار کرے اور کہے کہ حضور ﷺ نے اس گھر کے کعبہ ہونے کی شہادت ہی نہیں دی تو اس کا انکار اس کو نافع نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا اپنے انکار میں معاند ہونا قطعی طور پر معلوم ہو جائے گا۔ بجز اس کے کہ وہ نیا نیا مسلمان ہوا ہو۔ اور یہ بات اس کے نزدیک ابھی حد تواتر کہ نہ پہنچی ہو۔ اور اسی طرح جو شخص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھے۔ حالانکہ قرآن مجید میں ان کی براءت نازل ہو چکی تو وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ یہ اور اس جیسی باتیں بغیر تکذیب اور انکار کے ممکن نہیں اور تواتر کا

کوئی انسان زبان سے خواہ انکار کردے مگر یہ ناممکن ہے کہ اس کا قلب اس سے ناآشنا ہو
ہاں! البتہ اگر کسی ایسے امر کا انکار کرے جو خبر واحد سے ثابت ہے تو اس سے کفر لازم نہ آئے گا
اور اگر کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو کہ اجماع سے ثابت ہے تو اس میں ذرا تامل کی ضرورت
ہے۔ کیوں کہ اجماع کا حجت ہونا مختلف فیہ ہے تو اس کا حکم فروع کا ہوگا' اور اصول ثلاثہ کے
متعلق یہ ہے کہ جو فی نفسہ تاویل کو محتمل نہیں اور اس کی نقل تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس کے
خلاف کسی دلیل کے قائم ہونے کا تصور نہیں ہوسکتا۔ سو اس کی مخالفت کرنا تو تکذیب ہے۔ اور
اس کی مثال وہی ہے جو ذکر ہو چکی ہے یعنی حشر ونشر اور جنت ودوزخ اور حق تعالیٰ کے علم کا تمام
امور کی تفصیلات پر محیط ہونا۔ اور جو اس میں سے ایسے ہیں کہ ان میں احتمال کی راہ ہے اگرچہ مجاز
بعید ہی کے طریق پر ہو' تو اس میں دلیل کی طرف دیکھا جائے گا۔ پس اگر دلیل قطعی ہو۔ تب تو
اس کا قائل ہونا واجب ہے۔ لیکن اگر اس کے ظاہر کرنے میں عوام کا ضرر ہو بوجہ ان کے قصور فہم
کے۔ تب تو اس کا ظاہر کرنا بدعت ہے اور اگر دلیل قطعی نہ ہو جیسے معتزلہ کا رؤیت باری سے انکار
کرنا۔ پس یہ بدعت ہے۔ اور کفر نہیں ہے اور وہ چیز جس کا ضرر ظاہر ہو' تو وہ مقام اجتہاد میں واقع
ہو جائے گی۔ پس ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے تکفیر بھی کی جاوے اور ممکن ہے کہ تکفیر نہ بھی کی جائے
(پھر آگے چل کر فرمایا ہے) اور یہ مناسب نہیں کہ تم یہ خیال کرلو کہ تکفیر اور عدم تکفیر کے لئے
ضروری ہے کہ ہر جگہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تکفیر ایک حکم شرعی ہے۔ جس
کا نتیجہ ہے کہ اس سے اباحت مال اور خون کا ہدر ہونا۔ یا خلود فی النار کا حکم لازم آتا ہے۔ سو اس کا
منشا بھی دوسرے احکام شرعیہ کے منشا کی طرح ہے۔ کہ کبھی تو یقین کے ساتھ معلم ہوتا ہے اور کبھی
ظن غالب کے ساتھ اور کبھی تردد کے ساتھ۔ اور جب تردد ہو تو تکفیر میں توقف کرنا بہتر ہے اور
تکفیر میں جلدی کرنا ان ہی طبیعتوں پر غالب ہوتا ہے جن پر جہل کا غلبہ ہے۔ اور ایک قاعدہ پر بھی
تنبیہہ کردینا ضروری ہے' وہ یہ کہ مخالف کبھی کسی نص متواتر کی مخالفت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ
ماؤل ہے لیکن اس کی تاویل ایسی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی زبان میں نہ قریب نہ
بعید۔ تو یہ کفر ہے اور ایسا شخص مکذب ہے۔ اگرچہ وہ یہ سمجھتا رہے کہ وہ ماؤل ہے۔ آخر میں کچھ
اور اسی قسم کی تاویلات باطلہ کا بیان کرکے لکھا:

فامثال هذا المقالات تكذيبات عبر عنها با لتاؤيلات (ایضاً)

پس اسی جیسی باتیں تکذیبات جن کا نام تاویلات رکھ لیا گیا ہے:

حضرت امام غزالیؒ کی اس مفصل تحریر سے واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث میں ایسی تاویلات باطلہ کرنا جو ان کے اجماعی مفہوم کو بدل دیں اور امت کے اجماعی عقائد کے خلاف کوئی نیا مفہوم ان سے پیدا ہو جائے ایسی تاویل بھی تکذیب رسول ہی کے حکم میں ہے جس کا کفر ہونا ظاہر ہے۔

آئمہ اسلام کی مزید شہادتیں زندقہ کے کفر ہونے پر

اس میں سب سے پہلی اور سب سے قوی شہادت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا وہ اجماع ہے جو رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ''مانعین زکوۃ'' کو مرتد قرار دے کر ان سے جہاد کرنے پر ہوا۔ حالانکہ یہ سب لوگ نماز روزہ اور تمام شعائر اسلام کے پابند تھے۔ صرف ایک حکم شرعی ''زکوۃ'' کا انکار کرنے سے باجماع صحابہ کافر قرار دیئے گئے۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے:

وفيهم من الردة عن شرائع الا سلام بقد رماارتد عنه من شعائر الاسلام اذكان السلف قد سموامانعى الزكوة مرتدين مع كو نهم يصومون ويصلون ۔ (فتاوىٰ ابن تيميه ص ۲۹۱ / ج ٤)

ان لوگوں میں شعائر اسلام سے مرتد ہونا پایا جاتا ہے کیونکہ ایک شعار اسلام (زکوٰۃ) کے منکر ہیں۔ کیونکہ سلف نے ان کا نام مرتدین رکھا ہے۔ اگرچہ یہ نماز بھی پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے۔

دوسری شہادت صحابہ کرامؓ کا وہ اجماع ہے جو ''مسیلمہء کذاب'' کے کفر وارتداد اور اس کے مقابلہ میں جہاد پر ہوا۔ حالانکہ وہ اس کی پوری جماعت کلمہ کی قائل۔ اور حسب تصریح تاریخ ابن جریر طبری ص ۲۴۴ ج ۳/ اپنی اذانوں میں: '' اشهد ان محمد رسول الله '' کی شہادت مناروں پر پکارنے والے اور نماز روزے کے پابند تھے۔ مگر اس کے ساتھ وہ آیت خاتم النبیین اور حدیث: ''لانبی بعدی ۔ ''میں قرآن وحدیث کی تصریحات اور امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف تاویلات کر کے ''مسیلمہء کذاب'' کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ نبوت کا شریک مانتے تھے۔

صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے باجماع و اتفاق ان کو کافر قرار دیا اور ان سے جہاد

کرنا ضروری سمجھا اور خالد بن ولیدؓ کی امارت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم الشان لشکر جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ مسیلمہ کذاب کے پیروؤں میں سے چالیس ہزار مسلح جوان مقابلہ پر آئے۔ معرکہ نہایت سخت ہوا۔ صحابہ کرامؓ کے لشکر میں سے بارہ سو حضرات شہید ہوئے۔ اور مسیلمہ کے لشکر سے اٹھائیس ہزار آدمی مارے گئے اور خود مسیلمہ بھی مارا گیا۔ (تاریخ طبری)

جمہور صحابہؓ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ یہ لوگ کلمہ گو اہل قبلہ ہیں۔ ان کو کیسے کافر کہا جائے؟ نہ کسی کو اس کی فکر ہوئی کہ اسلامی برادری میں سے اتنی بڑی اور قوی جماعت کم ہو جائے گی۔ اسی لئے عام کتب عقائد میں اس مسئلہ کو اجماعی مسئلہ قرار دیا ہے "جوہرۃ التوحید" میں ہے:

ومن لمعلوم ضروری حجد من دیننایقتل کفر الیس حد وقال شارحہ ان ھذامجمع علیہ وذکران الماتریدیۃ یکفرون بعد ھذابانکار القطعی وان لم یکن ضروریا۔

"جو شخص کسی قطعی بدیہی حکم کا انکار کرے اس کو بوجہ کافر ہو جانے کے قتل کیا جائے گا۔ بطور حد کے نہیں۔ اور اس کتاب کی شرح میں ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ علماء ماتریدیہ مطلقاً قطعی حکم کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں خواہ بدیہی نہ ہو۔

اور حافظ حدیث امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "اقامۃ الدلیل" میں اجماع کو سب سے بڑی قطعی دلیل قرار دیا ہے:

واجماعھم حجۃ قاطعۃ یجب اتباعھا بل ھی اوکدا لحجج وھی مقدمۃ علی غیر ھا۔ (اقامۃ الدلیل ص ۱۳۰ ج ۳)

"اور امت کا اجماع حجت قاطعہ ہے جس کا اتباع واجب ہے بلکہ وہ تمام حجتوں سے زیادہ موکد ہے۔ اور وہ غیر اجماع پر مقدم ہے۔"

ائمہ اسلام، مفسرین، محدثین، فقہا اور متکلمین، سب کے سب اس مسئلہ میں یک زبان ہیں کہ ضروریات دین یعنی اسلام کے قطعی اور یقینی مسائل میں سے کسی مسئلہ میں تاویلات باطلہ کر کے اس کو اس مفہوم اور صورت سے نکالنا جو قرآن و حدیث میں مصرح ہے اور جمہور امت وہی مفہوم سمجھتی آئی ہے درحقیقت قرآن و حدیث اور عقائد اسلام کی تکذیب کرنا ہے۔ علم عقائد کی مشہور مستند کتاب "مقاصد" میں کفر اور کافر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

وان كان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ واظهاره شعائر الاسلام يبطن عقائد هی كفر بالاتفاق۔ خص باسم الزنديق۔''

''اور اگر کوئی ایسا ہو کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اقرار کے ساتھ ساتھ اور شعائر اسلام کے اظہار کے باوجود ایسے عقائد پوشیدہ رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو اس کو زندیق کے نام سے خاص کیا جاتا ہے۔''

ردالمحتار میں علامہ شامیؒ نے اسی مضمون کی تشریح میں فرمایا ہے:

فان الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها فی الصورة الصحيحة وهذا معنى ابطاله الكفر فلا ينافی اظهاره والدعوىٰ الی الضلال۔ (ص ٢٢٤ ج ٣)

کیونکہ زندیق ملمع سازی کرتا ہے اپنے کفر کے ساتھ اور اپنے فاسد عقیدہ کو رواج دیتا ہے اور نکالتا ہے اس کو صحیح صورت میں۔ اور یہی معنی ہیں ''ابطال کفر'' کے۔ پس وہ ''جہار'' (یعنی کھلم کھلا کفر) کے منافی نہیں۔ اور نہ گمراہی کی طرف دعوت دینے کے منافی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں اقسام تکذیب و کفر کا بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے:

ولا شبهته ان الا يمان مفهومه الشرعیٰ المعتبر به فی كتب الكلام والعقائد و التفسير والحديث هو تصديق النبی ﷺ فيما علم مجيئه ضرورة عمامن شانه ذلك ليخرج الصبی والمجنون و الحيوانات۔ والكفرعدم الايمان عمامن شانه ذلك التصديق فمفهوم الكفر هوعدم تصديق النبی ﷺ فيها علم مجيئه ضرورة وهو بعينه ماذ كرنا من ان من انكرواحدامن ضروريات الدين اتصف بالكفر نعم عدم التصديق له مراتب اربع فيحصل للكفر ايضااقسام اربعة۔ الاول كفر الحجهل وهو تكذيب النبی ﷺ صريحا فيها علم مجيئه بد مع العلم (ای فی زعمه الباطل)بكو نه عليه السلام كاذبا فی دعواه وهذا وهوكفر ابی جهل واضرابه والثانی كفر الجحودو العناد وهو تكذيبه مع العلم بكونه صادقا فی دعواه وهو كفر اهل الكتاب لقوله تعالی الذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كمايعرفون ابنأ هم

وقوله وجحد وابها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا ۰ وكفر ابليس من هذا القبيل والثالث كفر الشك كما كان لاكثر المنافقين والرابع كفر التاويل وهو ان يحمل كلام النبي ﷺ على غير محله اوعلى التقية و مراعاة المصالح ونحو ذلك ولما كان التوجه الى القبلة من خواص معنى الايمان سواء كان شاملة وغيره شاملة عبرو اعن اهل الايمان باهل قبلة كما ورد فى الحديث نهيت عن قتل المصلين و المراد المؤمين مع ان نص القرآن على ان اهل القبلة هم المصدقون بالنبي ﷺ فى جميع ما علم مجيئه وهو قوله تعالى وصدعن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله ۰ فتاوى عزيزى ج۱ ص ۴۲"

ترجمہ: اور اس میں شبہ نہیں کہ ایمان کا مفہوم شرعی جو کہ کتب کلام وعقائد وتفسیر وحدیث میں معتبر ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرنا ان تمام باتوں میں جن کا آپ ﷺ سے منقول ہونا بداہتہ معلوم ہے یہ اس شخص پر جو تصدیق کا اہل ہے یعنی بچہ۔ اور مجنون اور حیوانات اس سے خارج ہیں اور کفر اسی شخص کے عدم ایمان کو کہتے ہیں۔ پس کفر کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ان باتوں میں تصدیق نہ کرنا۔ اور وہ بعینہٖ وہی بات ہے جو ہم نے ذکر کی کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے وہ صفت کفر کے ساتھ موصوف ہو جائے گا۔ ہاں! عدم تصدیق کے چار درجات ہیں۔ اس لئے کفر کے بھی چار اقسام نکلیں گے۔ اول کفر جہل اور وہ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنا صریحاً ان چیزوں میں جن کو آپ ﷺ لے کر آئے۔ یہ سمجھتے ہوئے (یعنی اپنے زعم باطل میں) کہ نبی ﷺ کاذب ہیں اپنے دعوے میں اور یہ ابوجہل وغیرہ کا کفر ہے۔ دوسرا کفر جحو داور عناد اور وہ یہ کہ آپ ﷺ کو باوجود دل سے سچا جاننے کے تکذیب کئے جانا۔ اور یہ اہل کتاب کا کفر ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا کہ ان لوگوں نے انکار کیا۔ حالانکہ ان کے دل پر یقین ہیں اور یہ انکار ظلم اور تعلی وتکبر کے سبب سے ہے اور ابلیس کا کفر اسی قسم میں سے ہے اور تیسرا کفر شک جیسا کہ اکثر منافقین کا تھا اور چوتھا کفر تاویل اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کلام کو اس کے غیر محمل پر محمول کرے یا اس کو تقیہ پر اور مراعاۃ مصالح وغیرہ پر محمول کرے۔ اور جبکہ توجہ الی القبلہ ایمان کا خاصہ ہے خواہ خاصہ شاملہ ہو یا غیر شاملہ اس لئے اہل

ایمان کو اہل قبلہ سے تعبیر کردیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور مراد اس جگہ مسلمان ہیں نیز نص قرآن اس پر شاہد ہے کہ اہل قبلہ وہی ہیں جو نبی کریم ﷺ کی تمام لائی ہوئی چیزوں میں تصدیق کرتے ہیں اور وہ نص حق تعالیٰ کا یہ قول ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا' اور مسجد حرام کے ساتھ اور اس کے اہل کو اس سے نکالنا زیادہ شدید ہے اللہ کے نزدیک۔ خوب سمجھ لینا چاہیے۔

حافظ ابن قیمؒ نے شفاء العلیل میں انہی تاویلات باطلہ کے متعلق فرمایا:

مافی الشفاء العلیل للحافظ بن القیم ۰ والتاویل الباطل یتضمن تعطیل ماجاء به الرسول والکذب علیٰ المتکلم انه اراد ذلك المعنی فتضمن ابطال الحق وتحقیق الباطل ونسبة المتکلم الی مالا یلیق به من التلبیس والالغاز مع القول علیه بلا علم انه اراء هذا المعنی فالمتاوّل علیه ان یبین صلاحیة اللفظ للمعنے الذی ذکره اولاو استعمال المتکلم له فی ذالك المعنی فی اکثر المواضع حتی اذا استعمله فیما یحتمل غیره یحمل علی ماعهد منه استعماله فیه وعلیه ان یقیم دلیلا سالماعن المعارض علی الموجب بصرف اللفظ عن ظاهره وحقیقة الی عجارة و استعمارته والاکان تلك مجرد دعوی منه فلایقبل ۰ ''حافظ ابن قیمؒ کی شفاء تلیل میں ہے کہ ''اور تاویل باطل متضمن ہے۔ رسولوں کی لائی ہوئی چیزوں کو معطل کرلے کہ اور متکلم پر جھوٹ کو' کہ اس نے یہ معنی مراد لئے پس لازم آئے گا اس سے ابطال حق' اور باطل کا ثبوت اور متکلم کی نسبت ایسی چیز کی طرف جو اس کے شایان شان نہیں یعنی تلبیس اور معمہ کی باتیں کرنا نیز اس پر یہ افتراء بلاعلم کہ اس نے اس سے یہ معنی مراد لئے۔ پس تاویل کرنے والے پر لازم ہے کہ سب سے پہلے یہ ثابت کرے کہ لفظ مستعمل میں اس معنی کی صلاحیت ہے جو اس نے ذکر کئے ہیں اور یہ بھی کہ متکلم نے بھی اس کو اکثر مواضع میں انہی معنی میں استعمال کیا ہے تا کہ جب متکلم اس کو ایسے کلام میں استعمال کرے جہاں دوسرا احتمال بھی ہو تو وہ اسی معنی پر محمول ہو جس میں اس کا استعمال مروج رہا ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ دلیل قائم کرے ایسی کہ جو معارض سے سالم ہو اس بات پر کہ جو موجب ہوا ہے لفظ کو ظاہری اور حقیقی معنی سے مجاز اور استعارہ کی طرف پھیرنے کا ورنہ تو یہ صرف ایک دعویٰ ہوگا جو قابل قبول نہ ہوگا۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

ثم لوقد رانهم متاؤلون لم يكن تاويلهم سائغنا بل تاويل الخوارج ومانعي الزكواة اوجه من تاويلهم اما الخوارج فانهم احياء اتباع القرآن وان ماخلفه من السنة لايجوز العمل به امّا مأنعوا الزكواة فقد نكروا انهم قالو ان الله قال لنبيه فقط فليس علينا ان ندفعها لغيره فلم يكونو ايد فعونها لابي بكرولا يخرجونها له ۰ (فتاوی ابن تیمیهؒ ج ٤ ص٢٩٧)

اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ لوگ متأولین (یعنی تاویل کرنے والے) ہیں تو ان کی تاویل قابل قبول نہیں۔ بلکہ خوارج اور مانعین زکواۃ کی تاویل تو اس سے زیادہ اقرب اور قابل قبول تھی۔ کیونکہ خوارج نے دعویٰ کیا تھا اتباع قرآن کا اور سنت میں جو قرآن کے مخالف ہو اس پر ترک عمل اور عدم جواز کا اور مانعین زکواۃ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خطاب فرما کر فرمایا کہ: ''آپ ﷺ لیجئے ان کے مالوں سے صدقہ اور یہ خطاب ہے نبی کریم ﷺ کو۔ پس ہم پر غیر نبی کی طرف زکواۃ ادا کرنا لازم نہیں۔ اس لئے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زکواۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

وفى ص ١٨٥ وقد اتفق الصحابة والائمة بعدهم على قتال مانعي الزكواة وان كانوا يصلون الخمس ويصومون شهر رمضان وهوء لاء لم يكن لهم شبهة سائغه فلهذا كانوا مرتدين وهم يقاتلون علىٰ منعها وان اقروا بالوجوب كما امر الله ۰ ''اور ص ۸۵ میں ہے اور صحابہؓ نے اور آئمہؒ نے مانعین زکواۃ سے جہاد کرنے پر اجماع فرمایا اگر چہ وہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے تھے۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھتے تھے اور ان حضرات کو کوئی شبہ پیش نہیں آیا لہذا یہ مرتد تھے اور ان سے جہاد کیا جائے گا۔ اس کے روکنے پر اگر چہ وہ اس کے وجوب کا اقرار کریں جیسا کہ حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔''

وقال من ص٦٩ بغية المرتا دانما القصدهنا التنبيه على ان عامة هذه التاويلات مقطوع ببطلانها وان الذى يتاوله اويسوغ تاويله فقد يقع فى الخطاء فى نظيره اوفيه بل قد يكفر من تاويله ۰ ''یہاں مقصود اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ عام طور سے یہ تاویلیں یقیناً باطل ہیں اور جو شخص یہ تاویلیں کرتا یا ایسی تاویل کو جائز

رکھتا ہے وہ کبھی اس کے مثل میں اور کبھی خود اسی میں (خطائیں) پڑ جاتا بلکہ کبھی تاویل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

اور شرح جمع الجوامع میں ہے:

"جاحد الجمع علیه من الدین بالضرورة کافر قطعاً۔ "" جس چیز پر اجماع قطعی ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے قطعاً

اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے خیالی حاشیہ شرح عقائد میں لکھا ہے:

"والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر ۔ حاشیه نمبر ۳ خیالی ص ۱۲٦ "اور ضروریات دین میں تاویل کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا۔"

اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے:

"التاویل الفاسد کالکفر ۔ باب ۲۸۹ ج ۲ ص ۸۵۷ "" تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

اور وزیر یمانی کی ایثار الحق علی الخلق ص ۴۲۱ میں ہے:

"لان الکفر هو جحد الضروریات من الدین اوتاویلها ۔ "" کیوں کہ کفر یہی ہے کہ ضروریات دین کا انکار کرنا یا اس کی تاویل کرنا۔"

قاضی عیاضؒ کی کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں ہے:

وذلك یقطع بتکفیر کل من کذب وانکر قاعدة من قواعد الشریعة وما عرف یقینا بالنقل المتواتر من فعل رسول الله ﷺ ووقع الاجماع المتصل علیه کمن انکرو جوب الصلوات الخمس اوعدد رکعاتها وسجدتها ویقول انما اوجب الله علینا فی الکتاب الصلواة علی الجملة وکونها خمسا وعلی هذه الصفات والشروط لا اعلمه اذلم یرد فیه فی القرآن نص جلی ۔ (شفاء ج ۲ ص ۲٤۸ فصل مقالات الکفر)

"اور اسی طرح قطعی طور پر کافر کہا جائے گا اس شخص کو۔ جھٹلا دے یا انکار کرے قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کا یا اس چیز کا جو فعل رسول اللہ ﷺ سے نقل متواتر کے ساتھ یقینی طور پر معلوم ہوا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ جیسے کوئی پانچ نمازوں یا ان کی رکعات کے عدد یا سجدوں کا انکار کرے۔ اور یوں کہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز تو فی الجملہ واجب کی ہے۔

ان صفات اور شروط کے ساتھ میں اس کو نہیں مانتا کیونکہ اس کی قرآن میں کوئی نص جلی نہیں ہے۔''
اور شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے:

وکذلك انعقد اجماعهم علی ان مخالفة المسع الضروری کفرو خروج عن الاسلام (ص ۱۲۱) ایسے ہی سب کا اجماع اس پر منعقد ہے کہ یقینی روایات کی مخالفت کفر اور اسلام سے خروج ہے۔

تنبیہ: یہاں صحابہؓ تابعینؒ اور ائمہ دینؒ کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو چکی کہ تاویل کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے کا ضابطہ عام نہیں بلکہ وہ تاویل جو ضروریات دین کے خلاف کی جائے وہ تاویل نہیں بلکہ تحریف اور الحاد ہے اور باجماع امت کفر ہے اور اگر تاویل مطلقاً رفع کفر کے لئے کافی سمجھی جائے تو شیطان بھی کافر نہیں رہتا کہ وہ بھی اپنے فعل کی تاویل پیش کر رہا ہے:''خلقتنی من نار و خلقته من طین: اعراف ۱۲ ''اسی طرح بت پرست مشرکین بھی کافر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کی تاویل تو خود قرآن میں مذکور ہے:''مانعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی:الزمر ۳ ''اس سے واضح ہو گیا کہ جو تاویل کسی نص صریح یا اجماع یا ضروریات دین کے مخالف ہو وہ تاویل نہیں بلکہ تحریف اور تکذیب رسول ہے جس کا دوسرا نام الحاد و زندقہ ہے۔

مسئلہ تکفیر اہل قبلہ

جو لوگ ایمان و اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور نماز' روزہ وغیرہ کے پابند ہیں مگر اسلام کے کسی قطعی اور یقینی حکم میں تاویلات باطلہ کر کے تصریحات کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف اس کا مفہوم بدلتے ہیں' ان کو کافر و مرتد قرار دینے پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ کلمہ گو اہل قبلہ ہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر باتفاق امت ممنوع ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس جگہ اہل قبلہ کے مفہوم کو واضح کیا جائے۔

اصل اس باب میں آنحضرت ﷺ کی دو حدیثیں ہیں۔ ایک وہ جو بخاری (ج ۱ ص ۵۷ باب فضل استقبال القبلۃ) و مسلم وغیرہ میں اطاعت امراء کے بارے میں حضرت انسؓ سے منقول ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

''من شهدان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلی صلوتنا واکل

ذبيحتنا فهو مسلم ۰ الا ان تروا كفرا بوا حا عندكم من الله فيه برهان ۰ ''

''جو شخص لا الــہ الا اللہ کی شہادت دے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرے اور ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہی مسلمان ہے مگر یہ کہ دیکھو تم کفر صریح تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں دلیل ہو۔''

اور دوسری روایت ابوداؤد کتاب الجہاد (ج ۱ ص ۲۵۲ بــاب الــغـزامـع ائمة الجور) میں ہے جس کا متن یہ ہے:

عــن انــس قــال قــال رســول الله ﷺ ثلاث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الا الله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل ۰

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں اصل ایمان ہیں۔ رکنا اس شخص سے جو لا الــہ الا اللہ کہے اور نہ تکفیر کرو اس کی کسی گناہ کے سبب اور نہ اسے خارج از اسلام قرار دو کسی عمل کے سبب۔

اس میں سے پہلی حدیث میں تو ختم کلام پر خود ہی تصریح کر دی گئی ہے کہ کلمہ گو کو اس وقت تک کافر نہ کہا جائے گا جب تک اس سے کوئی قول یا فعل موجب کفر صریح اور نا قابل تاویل یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے۔

اور دوسری حدیث کے الفاظ میں اس کی تصریح ہے کہ کسی گناہ یا عمل کی وجہ سے خواہ وہ کتنا ہی سخت ہو کافر نہ کہا جائے گا۔ لیکن باتفاق علماء امت۔ گناہ سے مراد اس جگہ کفر کے سوا دوسرے گناہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عملی خرابیاں، فسق و فجور، کتنا ہی زیادہ ہو جائے ان کی وجہ سے اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ نہ یہ کہ قطعیات اسلام کے خلاف عقائد کا اظہار بھی کرتا ہے تب بھی اس کو کافر نہ سمجھا جائے۔

مانعین زکوٰۃ اور جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو کافر و مرتد قرار دے کر ان سے جہاد کرنے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع اس کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ اہل قبلہ جن کی تکفیر ممنوع ہے۔ اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر لے یا نماز پڑھ لے۔ اس کو کسی عقیدہ باطلہ کی وجہ سے بھی کافر نہ کہا جائے بلکہ معلوم ہوا کہ کلمہ گو یا اہل قبلہ یہ دو اصطلاحی لفظ ہیں۔ ان کے مفہوم میں صرف وہ مسلمان داخل ہیں جو شعائر اسلام نماز وغیرہ کے پابند ہونے کے ساتھ تمام موجبات کفر اور عقائد باطلہ سے پاک ہوں۔

اہل قبلہ کا یہ مفہوم تمام علماء امت کی کتابوں میں بصراحت و وضاحت موجود ہے۔ ذیل میں چند اقوال آئمہ اسلام کے پیش کئے جاتے ہیں جن سے دو چیزوں کی شہادت پیش کرنا مقصود ہے۔

(۱)..........اہل قبلہ کا صحیح مفہوم

(۲)..........اصل موضوع بحث پر شہادت کہ اسلام کے قطعی اور یقینی احکام میں قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ مفہوم کے خلاف کوئی مفہوم قرار دینا بھی تکذیب رسول کے حکم میں ہے اور ایسی تکذیب کو زندقہ والحاد کہا جاتا ہے۔

محقق ابن امیر الحاج جو حافظ ابن حجر اور شیخ ابن ہمام کے مشہور شاگرد اور محقق ہیں، شرح تحریر الاصول، اہل قبلہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ھو الموافق علی ماھو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجسادمن غیر ان یصدر عنه شیء من موجبات لکفر قطعا من اعتقادراجع الی وجود اله غیر الله تعالیٰ او حلوله فی بعض اشخاص الناس او انکار نبوة محمد ﷺ او ذمه او استخفافه ونحو ذلك المخالف فی اصول سواھا (الی ان قال) وقد ظھر من ھذا ان عدم تکفیر اھل القبلة بذنب لیس علی عمومه الا ان یحمل الذنب علی مالیس بکفر فیخرج الکفر به کما اشار الیه السبکی ۔ (شرح تحریر) '''' ''اہل قبلہ وہ ہے جو موافق ہو تمام ضروریات اسلام کے، جیسے عالم کا حدوث، اور حشر اجساد اس طرح پر کہ اس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر نہ ہو۔ مثلاً ایسا اعتقاد جو مفضی ہو حق تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا کے ماننے کو۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی شخص میں حلول کرنے کو۔ یا نبوۃ محمد ﷺ کے انکار کو۔ یا آپ ﷺ کی مذمت یا آپ ﷺ کے استخفاف کو۔ اور اسی طرح کی اور باتیں (یہاں تک کہ مصنف فرماتے ہیں کہ) اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اہل قبلہ کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرنے کی حدیث اپنے عموم پر نہیں ہے۔ ہاں اگر گناہ سے مراد کفر کے علاوہ لیا جائے جیسا کہ علامہ سبکیؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے تو عموم مراد ہو سکتا ہے۔

نیز شرح مقاصد میں عدم تکفیر اہل قبلہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اھل القبلة لیس بکا

فرما لم يخالف ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد۔
''ساتواں مبحث اس شخص کے حکم میں جومخالف حق ہو۔ اہل قبلہ میں سے کہ وہ کافر نہیں جب تک مخالفت نہ کرے کسی چیز کی ضروریات دین میں سے جیسے عالم کا حادث ہونا اور حشر ونشر۔''

قال الشارح ان الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الاسلام كحدوث العالم وحشر الاجسادو مايشبه ذلك واختلفوا فى اصول سواها كمسئلة الصفات وخلق الافعال وعموم الارادة وقدم الكلام وجواز الروية ونحوذلك ممالا نزاع فيه ان الحق فيه واحد هل يكفر المخالف للحق بذلك الاعتقاد و بالقول به ام لا فلانزاع فى كفرا هل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفى الحشر ونفى العلم بالجزئيات ونحوذلك وكذابصدور شىء من موجبات الكفر عنه۔ (شرح مقاصد)

''شارح فرماتے ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جولوگ ضروریات اسلام پر تو متفق ہیں۔ جیسے حدوث عالم اور حشر وغیرہ اور ان کے سوا دوسرے اصول میں اختلاف کرتے ہیں جیسے مسئلہ صفات اور خلق افعال اور عموم ارادہ'' اور'' کلام اللہ کا قدیم'' ہونا اور'' رؤیۃ اللہ کا جواز وغیرہ جن میں کوئی نزاع اس امر میں نہیں ہے کہ اس میں حق ایک ہی ہے تو کیا اس اعتقاد اور اس کا قائل ہونے کی وجہ سے اس مخالف حق کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ سو کوئی اختلاف نہیں ہے ایسے اہل قبلہ کی تکفیر میں جو تمام عمر طاعات پر مداومت کرنے کے ساتھ ''قدم عالم'' اور نفی حشر اور نفی بالجزئیات وغیرہ کا قائل ہو۔ اور اسی طرح موجبات کفر میں سے کسی چیز کے صدور سے اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔''

اور ملاں علی قاریؒ کی شرح فقہ اکبر میں ہے:

اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد و علم الله بالكليات وبالجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم و نفى الحشرا ونفى علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة وان المراد بعد عدم تكفير احد من اهل القلبلة عند اهل السنة انه لا يكفر مالم يوجد شىء من امارات الكفر و علاماة ولم يصد رعنه شى ء من

موجباته ۰شرح فقه اکبر ص ۱۸۹"

جاننا چاہئے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین پر متفق ہیں جیسے حدوث عالم اور حشر ونشر اور علم اللہ بالجزئیات وغیرہ پس جو شخص تمام عمر طاعات وعبادات کا پابند ہونے کے باوجود (قدم عالم اور نفی حشر یا نفی علم اللہ بالجزئیات کا معتقد ہو وہ اہل قبلہ نہیں ہے اور مراد اہل قبلہ سے اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اس کی تکفیر اس وقت تک نہ کی جائے گی جب تک علامات کفر میں سے کوئی چیز اس میں نہ پائی جائے اور جب تک اس سے موجبات کفر میں سے کوئی بات سرزد نہ ہو۔

اور فخر الاسلام بزدودی کی "کشف الاصول باب الاجماع ج ۳ ص ۲۳۸" میں نیز امام سیف الدین آمدیؒ کی کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں اور "غایة التحقیق شرح اصول حسامی" میں ہے:

ان غلافیه (ای فی هواه) حتی وجب اکفاره به لا یعتبر خلافه وو فاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمی الامة المشهود لها بالعصمة وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المؤمنین وهو کافروان کان لایدری انه کافر ۰ (غایة التحقیق)

اگر غلو کیا اپنی خواہشات نفسانیہ میں حتیٰ کہ واجب ہوگئی اس کی تکفیر اس کی وجہ سے اجماع میں اس کے خلاف یا مخالفت کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر چہ وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ کیونکہ "امت" قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ "مومنین" کا نام ہے اور وہ کافر ہے۔ اگر چہ اس کو اپنے کافر ہونے کا علم نہ ہو۔

اور رد المختار باب الامامة میں علامہ شامی نے بحوالہ شرح تحریر الاصول ابن همام لکھا ہے:

"لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر (شامی ج ۱ ص ٤١٤ باب الامامة) "جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو۔ اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور تمام عمر طاعات پر پابند رہے۔

اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

والحاصل ان المذهب عدم تكفير احدمن المخالفين فيما ليس من الاصول المعلومة من الدين ضرورة (بحر) اورحاصل یہ ہے کہ مذہب یہ ہے کہ مخالفین میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے جو اصول دین کے سوا کسی چیز میں مخالف ہیں۔

اور شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس میں ہے:

اهل القبلة فی اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهرفمن انكرشيئا من الضروريات كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات و فرضية الصلواة والصوم لم يكن من اهل القبلة ولوكان مجاهدا بالطاعات وكذالك من باشر شيئا من امارات التكذيب كسجود الصنم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء عليه فليس من اهل القبلة و معنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصی ولا بانكار الامور الخفية غير المشهورة (نبراس ص ٢٤٢)

اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرتا ہو۔یعنی ان امور کی جن کا ثبوت شریعت میں معلوم و مشہور ہے۔پس جو انکار کرے کسی چیز کا ضروریات دین میں سے جیسے حدوث عالم اور حشر اور علم اللہ بالجزئیات اور فرضیت نماز روزہ تو وہ اہل قبلہ سے نہ ہوگا۔اگرچہ وہ طاعات کا پابند ہو اور اسی طرح وہ شخص بھی اہل قبلہ میں سے نہ ہوگا جو کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو کہ تکذیب کی کھلی علامت ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی ایسے امر کا ارتکاب کرے کہ جس امر شرعی کا استہزاء اور اہانت ہو وہ اہل قبلہ نہیں ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ارتکاب معاصی سے اس کی تکفیر نہ کی جائے یا امور خفیہ غیر مشہورہ کے انکار سے اس کی تکفیر نہ کی جائے۔

اور علم عقائد کی معروف و مستند کتاب ''مواقف'' میں ہے:

لايكفر اهل القبلة الا فيما فيه انكار ماعلم مجيئه به بالضرورة اواجمع عليه كاستحلال المحرمات ۰

اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اس میں ضروریات دین کا انکار یا ایسی چیز کا انکار لازم آئے جس پر اجماع ہو چکا ہے جیسے حرام اشیاء کو حلال سمجھنا۔

اور شرح فقہ اکبر میں ہے:

ولا يخفى ان المراد بقول علمائنا لا يجوز تكفير اهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القلبة فان الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبرئيل غلط فى الوحى فان الله تعالى ارسله الى علىؓ وبعضهم قالوا انه اله وان صلوا الى القبلة ليسوا بمؤمنين وهذا هوالمراد بقوله ﷺ من صلى صلوتنا واكل ذبجتنا فذالك مسلم. (شرح فقه اكبر ص ١٩٩)

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہمارے علماء کے اس قول کی مراد کہ اھل قبلہ کی تکفیر کسی گناہ کے سبب جائز نہیں۔ محض قبلہ کی طرف رخ کر لینے کی نہیں کیونکہ بعض متشدد روافض ایسے ہیں جو مدعی ہیں کہ جبرئیل نے وحی لانے میں غلطی کی۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا تھا۔ اور بعض روافض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ معبود ہیں۔ یہ لوگ اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں مگر مومن نہیں۔ اور یہی مراد ہے نبی کریم ﷺ کے فرمان کی۔ جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہی مسلم ہے۔

اور کلیات ابوالبقاء میں ہے:

فلانكفراهل القبلة مالم يات بمايو جب الكفرو هذا من قبيل قوله تعالى ان الله يغفرالذنوب جميعاً مع ان الكفر غير مغفور ومختار جمهور اهل السنة من الفقهاء والمتكلمين عدم اكفار اهل القبلة من المبتدعة الماؤلة فى غير الضرورية لكون التاويل شبه كما فى خزانة الجزجانى والمحيط البرهانى و احكام الرازى و اصول البزدوى و رواه الكرخى والحاكم الشهيد عن الامام ابى حنيفة والجز جانى عن الحسن بن زياد و شارح المواقف و المقاصد والا مدى عن الشافعى والا شعرى لا مطلقا (كليات ابى البقاء ص ٥٥٤)

پس ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہ کریں گے جب تک ان سے موجبات کفر کا صدور نہ ہو۔ اور یہ اسی طرح ہے جیسے حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے باوجود اس کے کفر غیر مغفور ہے۔ اور مذہب جمہور اہل السنت کا فقہاو متکلمین میں سے بدعتی جو تاویلات کرتے ہیں غیر ضروریات دین میں۔ ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے۔ جیسا کہ خزانہ جرجانی'

اور محیط برہانی اور احکام رازی اور اصول بزدوی میں ہے۔ اور یہی روایت کیا ہے کرخی اور حاکم شہید نے امام ابو حنیفہؒ سے اور جرجانی سے حسن بن زیاد سے اور شارح مواقف اور القاصد اور آمدی نے شافعی سے اور اشعری سے۔

اور فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے:

اذلا نكفر احدا من اهل القبلة الا بانكار قطعى من الشريعة (ص ۱٤۳) ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر بسبب انکار کے کسی قطعی حکم شرع کا۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے:

وچوں ایں فرقه مبتدعه اهل قبله اندر تكفير آنها جرت نبايد نمود تا زمانے كه انكار ضروريات دينيه ننمايند ورد متواترات احكام شرعيه نكنند وقبول ماعلم مجيئه من الدين بالضرورة نكنند۔ (مكتوبات ص ۳۸ ج ۲ ص ۸/٦)

اور چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ میں اس لئے ان کی تکفیر میں جرات نہیں کرنی چاہئے جب تک کہ یہ ضروریات دین کا انکار اور متواترات احکام شرعیہ کا رد نہ کریں اور ضروریات دین کو قبول نہ کریں۔

عقائد عضدیہ میں ہے:

لانكفر احدا من اهل القبلة الا بما فيه نفى الصانع المختار اوبما فيه شرك اوانكار النبوة و انكار ماعلم من الدين بالضرورة او انكار مجمع عليه و اما غير ذلك فالقائل مبتدع وليس بكافر۔

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کریں گے مگر اس سبب سے کہ اس میں حق تعالیٰ کے وجود کی نفی ہو اور یا جس میں شرک ہو یا انکار نبوت ہو یا ضروریات دین کا انکار ہو یا کسی مجمع علیہ امر کا انکار ہو اور اس کے سوا۔ پس اس کا قائل مبتدع ہے کافر نہیں۔

کسی مدعی اسلام کی تکفیر میں انتہائی احتیاط

مذکور الصدر تقریر سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہر قبلہ کی طرف منہ کرنے والے کو اہل قبلہ نہیں کہتے۔ یہ شریعت کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو صرف ان لوگوں کے حق میں بولا جاتا ہے جو ہمارے

قبلہ کی طرف نماز پڑھیں اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار یا تحریف نہ کریں جس کی بناء پر بہت سے ایسے لوگوں کو بھی کافر قرار دینا پڑے گا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور نماز روزہ بھی ادا کرتے ہیں قرآن کی تلاوت اور خدمت بھی کرتے ہیں مگر اسلام کے قطعی اور ضروری احکام میں سے کسی حکم کے منکر ہیں۔

لیکن اس جگہ ایک دوسری بے احتیاطی کا خطرہ ہے کہ مسلمانوں میں باہمی تکفیر کا دروازہ کھل سکتا ہے جو ان کے لئے تباہی کا راستہ ہے اور ایک زمانہ سے یہ خطرہ صرف خطرہ ہی نہیں رہا۔ بلکہ ایک واقعہ بن گیا ہے۔ کہ حقائق دین سے ناواقف کچھ نام کے علماء نے یہ پیشہ بنا لیا کہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمان کو کافر قرار دینے لگے۔ باہمی کفر کے فتوے چلنے لگے اس میں ان لوگوں کو کتب فقہ کے ان مسائل سے بھی دھوکا لگا جو کلمات کفریہ کے نام سے بیان کئے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں باتیں کلمہ کفر ہیں جن کا حاصل اس کے سوا نہیں کہ جس کلمہ سے قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار نکلتا ہے۔ اس کو کلمہ کفر قرار دیا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی حضرات فقہا نے اس کی بھی تصریح فرما دی ہے کہ ان کلمات کے کلمات کفر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس شخص کی زبان سے یہ کلمات نکلیں اس کو بے سوچے سمجھے اور بدون تحقیق مراد کے کافر کہہ دیا جائے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس کی مراد وہی معنی ومفہوم ہیں جو کافرانہ عقیدہ یا کسی ضروری اسلام کا انکار ہے۔

لیکن حقیقت حال سے ناواقف لوگوں نے ان کلمات ہی کو فیصلہ کا مدار بنا لیا۔ اور تکفیر بازی شروع کر دی جس کی ایک بھاری مضرت تو یہ ہوئی کہ ایک مسلمان کو کافر کہنا بڑا سخت معاملہ ہے جس کے اثرات پورے اسلامی معاشرہ پر پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں اپنے ایمان کا خطرہ ہوتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے دوسری طرف اس تکفیر بازی سے یہ شدید نقصان پہنچا کہ فتوائے کفر ایک معمولی چیز ہو کر رہ گئی ہے۔ جو مدعی اسلام درحقیقت کافر ہیں ان کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ لوگ تو ایک دوسرے کو کافر کہا ہی کرتے ہیں ہم بھی اس تکفیر بازی کے شکار ہیں۔

اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ اس جگہ یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ کسی ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کہ کافر قرار دینے میں انتہائی احتیاط لازم ہے معمولی باتوں پر یا کسی محتمل اور مبہم کلام پر بغیر تحقیق مراد کے ایسا فتویٰ دینے میں اپنے ایمان کا خطرہ ہے اس بے

احتیاطی کے متعلق امام غزالیؒ کا مفصل مقالہ آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مزید توضیح و تاکید کے لئے مندرجہ ذیل سطور اور لکھی جاتی ہیں۔

تکفیر مسلم خود کفر ہے

حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول الله ﷺ ما اکفر رجل رجلا الاباء احدهما ان كان كافر اوالاكفر بتكفيره (ترغيب والترهيب للمنذری ج ۳ ص ٤٥٧ حديث نمبر ٤٠٨٩) وفی رواية فقد وجب الكفر علی احدهما، اكفار الملحدين ص ٥٠''

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تکفیر کرتا کوئی شخص کسی شخص کی مگر ان دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شخص فی الواقع کافر تھا تب تو وہ کافر ہوا ہی۔ ورنہ یہ تکفیر کرنے والا اس کی تکفیر کے سبب کافر ہو گیا۔ اور ایک روایت میں کہ ان دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔

ایک شبہ اور جواب: خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ واقع میں کافر نہیں ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ لیکن کفر کی جو تعریف بنص قرآن اوپر لکھی گئی ہے۔ وہ بظاہر اس شخص پر منطبق نہیں ہوتی جس نے کسی کو بلا وجہ شرعی غلط طور پر کافر کہہ دیا۔ کیوں کہ ایسا کہنے والے نے نہ خدا کی تکذیب کی اور نہ اس کے رسول کی اسی لئے بعض فقہا نے اس کو محض تہدید و تخویف پر محمول کیا ہے۔ جیسے ترک صلواۃ پر فقد کفر کے الفاظ بطور تہدید کے آئے ہیں جن سے حقیقی کفر مراد نہیں۔

اور مختصر مشکل الآثار میں (حسب منقول از اکفار الملحدین ص ۵۱) اور امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''ایثار الحق علی الخلق ص ٤٣٢'' میں اس کا یہ مطلب قرار دیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے اس جگہ یہ مراد ہے کہ اس کے عقائد و خیالات کفر ہیں تو اگر فی الواقع اس کے عقائد میں کوئی چیز کفر کی نہیں بلکہ سب عقائد ایمان کے ہیں تو گویا ایمان کو کفر کہنا لازم آئے گا اور ایمان کو کفر کہنا بلاشبہ اللہ اور رسول کی تکذیب ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

ومن يكفر بالايمان فقد حبط عمله (مائدة ٥) جو شخص ایمان سے انکار

کرے اس کے عمل ضائع ہوگئے۔

حاصل یہ ہے کہ جس شخص کے عقائد میں کوئی چیز کفر کی نہیں خواہ اعمال اس کے کتنے ہی خراب ہوں اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کو کافر کہنے سے خود کہنے والے کا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کو کافر کہنے کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ گویا ایمان کو کفر کہہ رہا ہے۔ اس تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جس شخص کے عقائد میں کوئی عقیدہ کفریہ ہے اس کی وجہ سے اگر کسی نے اس کو کافر کہہ دیا تو کہنے والا باتفاق کافر نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے ایمان کو کفر قرار نہیں دیا۔ اگر چہ حضرات فقہاء اور علمائے محققین نے ایسی حالت میں بھی اس کو کافر کہنے میں جلد بازی کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ جب تک کہ اس کے عقیدہ کفریہ کا کلمہ کفریہ کی کوئی جائز تاویل ہوسکتی ہے اس کو کافر کہنا جائز نہیں سمجھا۔ تاہم اگر کسی کے کسی عقیدہ یا کلمہ کفر کو سن کر جلد بازی میں کافر کہہ دیا تو کہنے والا باجماع فقہاء کافر نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص کو کسی کے متعلق غلط خبر یا غلط فہمی یا کسی اور وجہ سے کسی عقیدہ کفریہ کا دھوکا اور مغالطہ ہوا۔ مثلاً اس کو خیال ہوا کہ فلاں آدمی نے معاذ اللہ کسی نبی کی توہین کی ہے یا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی ہے تو ایسی صورت میں لازم تو یہ تھا وہ اس خیال کی تحقیق کرتا اور خلاف واقعہ پاکر بدگمانی سے باز آجاتا۔ لیکن اس نے بے احتیاطی سے محض اپنے خیال کی بناء پر اس کو کافر کہہ دیا۔ اس صورت میں بھی کہنے والے نے چونکہ ایمان کو کفر نہیں کہا اس لئے کہنے والا کافر نہیں ہوگا یہ دوسری بات ہے کہ بے احتیاطی کی وجہ سے گنہگار ہو۔

حضرات فقہاء نے اس معاملہ میں اس درجہ احتیاط کا حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی مشتبہ کلام سرزد ہوجائے جس میں سو احتمال میں سے ننانوے احتمالات مضمون کفر ہونے کے ہوں اور صرف ایک احتمال عبارت میں اس کا بھی ہو کہ اس کے کوئی صحیح اور جائز معنی بن سکتے ہوں تو مفتی پر لازم ہے کہ ننانوے احتمالات کو چھوڑ کر اسی ایک احتمال کی طرف مائل ہو اور اس کو کافر کہنے سے باز رہے۔ بشرطیکہ وہ خود اپنے کسی قول و فعل سے اس کی تصریح نہ کردے کہ اس کی مراد وہی معنی ہیں جن سے کفر عائد ہوتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''اذا كان في لمسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه الااذاصرح بار ادة مايوجب الكفر فلاينفعه التأويل حينئذ۔ ''جب کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ کفر کی موجب ہوں اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو

مفتی کے ذمہ ضروری ہے کہ اس ایک وجہ کی طرف مائل ہو مگر جبکہ قائل اس وجہ کی تصریح کردے جو موجب کفر ہے تو پھر تاویل سے اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

تنبیہ: یہ معلوم ہونا چاہئے کہ فقہا کے اس کلام کے یہ معنی نہیں جو بعض جہلاء نے سمجھے ہیں کہ کسی شخص کے عقائد واقوال میں ایک عقیدہ وقول بھی ایمان کا ہو تو اس کو مومن سمجھو کیونکہ یہ معنی ہوں تو پھر دنیا میں کوئی کافر حتیٰ کہ شیطان ابلیس بھی کافر نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر کافر کا کوئی نہ کوئی عقیدہ اور قول تو ضرور ہی ایمان کے موافق ہوتا ہے بلکہ مقصد حضرات فقہاء کا یہ ہے کہ کسی شخص کی زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ جو لغت وعرف کے اعتبار سے مختلف معانی پر محمول ہو سکتا ہے جن میں ایک معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ عقیدہ کفریہ سے نکل جاتا ہے اور دوسرے تمام معانی اس کو عقیدہ کفریہ ٹھہراتے ہیں تو ایسی حالت میں مفتی پر لازم ہے کہ اس کے کلام کو صحیح معنی پر محمول کر کے اس کو مومن ہی قرار دے بشرطیکہ وہ خود ایسی تصریح نہ کردے کہ اس کی مراد معنی کفری ہیں۔

الغرض حدیث مذکور میں کسی مسلمان کو غلط طور پر کافر کہنے کو خود کہنے والے کے لئے کفر قرار دیا ہے خواہ محض تہدید وتخویف کے لئے ہو جیسا کہ بعض فقہاء نے سمجھا ہے (الیواقیت للشعرانی) یا اس سے حقیقتاً کفر مراد ہو بہر دو صورت حدیث سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ کسی مدعی اسلام کو کافر کہنے میں سخت احتیاط لازم ہے۔ اور اسی بناء پر محققین علماء وفقہاء نے ایسے کلمات و عقائد کی بناء پر جن کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہو یا اس کے کوئی صحیح معنی کسی تاویل جائز سے بن سکتے ہوں۔ کسی مسلمان کی تکفیر کو جائز نہیں سمجھا۔

احتیاط کا دوسرا پہلو

جس طرح فروعی اختلافات کی وجہ سے یا کسی محتمل اور مبہم کلام کی وجہ سے یا کسی ایسے عقیدہ وکلمہ کی وجہ سے جس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہو کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت بے احتیاطی اور اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے کیونکہ اس صورت میں ایمان کو کفر کہنا لازم آتا ہے ٹھیک اسی طرح کسی یقینی کافر کو مسلمان ٹھہرانا بھی نہایت خطرناک جرم اور اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ اس سے کفر کو ایمان قرار دینا لازم آتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایمان کو کفر یا کفر کو ایمان قرار دینا اگر اپنے اختیار وارادہ سے ہو تو بلاشبہ کفر ہے ورنہ کفر کے خطرہ سے تو خالی نہیں۔

علاوہ ازیں کسی کافر کو مسلمان کہہ دینا محض ایک لفظی سخاوت نہیں بلکہ پوری ملت اور اسلامی معاشرہ پر ظلم عظیم ہے۔ کیونکہ اس سے پوری ملت کا معاشرہ متاثر ہوتا ہے نکاح' نسب' میراث' ذبیحہ' امامت نماز اور اجتماعی اور سیاسی حقوق سبھی پر اثر پڑتا ہے اس لئے کفر کی وہ صورت جس کو حسب تقریر مذکور اصطلاح شرع میں زندقہ اور الحاد کہا جاتا ہے جس میں ایک شخص خدا اور رسول کے ماننے کا دل اور زبان سے معترف بھی ہے اور نماز روزہ حج زکواۃ وغیرہ شعائر اسلام کا پابند بھی ہے مگر اس کے ساتھ کچھ عقائد کفریہ رکھتا ہے یا ضروریات دین میں تاویل باطل کر کے احکام دین کی تحریف کرتا ہے۔ اس کا معاملہ نہایت خطرناک مزلۃ الاقدام ہے اس میں ذرا سی بے احتیاطی ایک حقیقی مسلمان کو اسلام سے خارج بھی کر سکتی ہے اور ایک دشمن اسلام کافر کو اسلامی برادری کا مار آستین بھی بنا سکتی ہے اور یہ دونوں خطرے ملت کے لئے بڑے عظیم اور ان کے عواقب ونتائج نہایت دوررس ہیں۔

نوٹ: اس سے آگے وصول الافکار الی اصول الاکفار'' کا خلاصہ تھا۔ اسے حذف کر دیا ہے۔ متذکرہ بالا رسالہ مکمل اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

البیان الرفیع

(بیان در مقدمہ بہاول پور)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف

حامداً ومصلیاً!

عالم نبیل فاضل جلیل مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند بہت بلند پایہ فاضل تھے۔ مدتوں تک دارالعلوم دیوبند میں مفتی کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے ہیں۔ فتنہ مرزائیہ کی تردید میں آپ کی بہت سی مصنفات ہیں۔ مگر ختم نبوت تین حصوں میں ایک لاجواب تصنیف ہے۔ آپ کا بیان ۲۱/ اگست ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں ہوا۔ بیان ۷ بجے صبح سے شروع ہوا اور گیارہ بجے مختار مدعاعلیہ نے جرح کی جو ۲۱/ اگست کو ۱ بجے ختم ہوئی۔ مفتی صاحب نے مختار مدعاعلیہ کی جرح کے مسکت جواب دیئے اور مرزائیت کے کفرو ارتداد کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ مفتی صاحب کا یہ بیان جن معارف وحقائق علمیہ کا خزینہ ہے۔ اس کا صحیح اندازہ پڑھنے سے ہوسکتا ہے۔ اسے اس مجموعہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ مرتب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

منکر ختم نبوت بالاجماع کافر ومرتد ہے

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام علمائے امت کے نزدیک یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر ومرتد ہے اور اسکا نکاح کسی مسلمان عورت سے جائز نہیں۔ اگر نکاح کے بعد یہ عقائد اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور بغیر حکم قاضی اور بلا عدت اسے دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس کے ثبوت کیلئے سب سے پہلے میں عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ کس وقت ایک مسلمان کو کن افعال یا اقوال کی بناء پر کافر کہا جاسکتا ہے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ خدائے تعالیٰ یا اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔ لیکن یہ بات ذرا توضیح طلب ہے کہ رسول کے

انکار کے کیا معنی ہیں؟۔

رسول ﷺ کے انکار کے معنے

میں سب سے پہلے ایک آیت پیش کرتا ہوں۔قرآن شریف میں ارشاد ہے:"فلا وربك لا یؤ منون حتیٰ یحکّموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوافی انفسهم حرجا ممّا قضیت و یسلّموا تسلیما ۰ نساء ٦٥"

اس آیت میں صراحتہً بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جو آنحضرت ﷺ کو اپنے تمام معاملات میں حکم نہ بنائے اور آپ ﷺ کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے قبول نہ کرے۔اس آیت کی تفصیل میں حضرت امام جعفرؒ صادق فرماتے ہیں کہ:"لو ان قوما عبدوالله تعالیٰ واقاموالصلوٰة واتوالزكوٰة وصامورمضان وحجوا البیت ثم قالوالشئی ضعه رسول الله ﷺ الا ضع خلاف ماضع اوو جد وافی انفسهم حرجاً لکانوا مشرکین ۰" (روح المعانی ج ۲ جز ۵ ص ۶۵)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قوم یا جماعت خدا کی عبادت کرے۔نماز پڑھے زکوٰۃ دے روزے رکھے اور سارے اسلامی کام ادا کرے۔لیکن آنحضرت ﷺ کے کسی فعل پر حرف گیری کرے وہ مشرک ہے۔

خدااور رسول ﷺ کے حکم کا انکار کفر ہے

اس بناء پر تمام علمائے امت کا اتفاق ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔اسی طرح اس کے کسی ایک حکم کا نہ ماننا بھی کفر ہے۔

ابلیس کا کفر انکار حکم کی وجہ سے ہے

سب سے پہلا کافر ابلیس مانا جاتا ہے۔وہ اسی قسم کا منکر ہے۔وہ خدا کا منکر نہیں صرف خدا کے ایک حکم نہ ماننے کی وجہ سے کافر مانا گیا ہے۔اس لئے میں اس کے متعلق چند علماء کی عبارتیں پیش کرتا ہوں:

۱......"شرح مقاصد (بحث سابع فی حکم مخالف الحق طیّ من اهل القبلة) لیس بکافر مالم یخالف ماهومن ضروریات الدین "اس کے بعد اسی کتاب میں ہے:"فلا نزاع فی کون اهل القبلة المو اظب طول العمر علی

الطاعات با عتقاد نفی الحشر ونفی العلم با لجزیات اونحوذالك كذالك بصدور شیئی من موجبات الكفر عنه ''اس عبارت کا مطلب ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ساری عمر مداومت کرنے والا ہو۔ جب وہ قدم عالم کا قائل ہو جائے یا حشر کا انکار کرے یا اس کے امثال کا تو وہ کافر ہے یا ایسا ہی کوئی اور حکم موجبات کفر ہے میں سے اس سے صادر ہو۔

اہل قبلہ کا معنی

حضرت ملا علی قاریؒ تحریر کرتے ہیں: ''اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ماهو من ضروریات الدین كحدوث العالم وحشر الا جسادو علم الله بالكلیات والجزئیات وما اشبه ذالك من المسائل فمن واظب طول عمره علیٰ الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی علمه سبحانه بالجزیات ولا یكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لایكفر مالم یوجد شئی من امارات الكفر وعلاماته ولم یصدر عنه شئی من موجباته ۰ شرح فقه اكبر ص۱۸۹ ''

یعنی اہل قبلہ (جن کی تکفیر نہیں کی جاتی) سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو ضروریات دین پر متفق ہوں۔ تو جو شخص ساری طاعات و عبادات پر مداومت کرے۔ مگر قدم عالم اور نفی حشر کا قائل ہو۔ وہ اہل قبلہ نہیں ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی چیز علامات کفر میں سے اس میں نہ پائی جائے۔ اس وقت تک اس کی تکفیر نہ کی جائے۔ علامہ شامی در المختار جلد اول ص ٤١٤/٤١٥ باب الامامة میں ہے: ''لا خلاف فی كفر المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوث العالم وحشر الا جساد و نفی العلم با الجزئیات وان كان من اهل القبلة المواظب طول عمره علیٰ الطاعات كمافی شرح التحریر ''

یعنی امت میں کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو۔ وہ کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور ساری عمر عبادات پر مداومت کرے۔ یہی مضمون بحر الرائق۔ شرح کنز باب المرتدین اور غایۃ التحقیق شرح حسامی اور کشف الاصول میں ہے۔ نبراس میں علمائے

محققین کی تحقیق اس طرح نقل فرمائی ہے:''اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الا مور اللتیی علم ثبوتهافی الشرع واشتهر ۔ النبر اس شرح شرح العقائد ص ۳۴۲''

''یعنی متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔یعنی وہ امور جن کا ثبوت شریعت میں معلوم ومشہور ہے۔''جو شخص ضروریات دین میں کسی چیز کا انکار کرے۔وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔اگرچہ اطاعات میں انتہائی کوشش کرنے والا ہو۔ایسے ہی وہ شخص جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہو۔تکذیب رسول کی علامت ہے۔جیسے توہین کسی امر شرعی کی یا کسی امر شرعی کا استہزاء کرنا۔

یہاں تک کہ علمائے محققین کی چند شہادت اس بات پر پیش کی ہیں کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا انکار کفر ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کے احکام میں سے کسی ایک قطعی حکم کا انکار بھی کفر ہے۔قطعی الثبوت سے میرا مطلب وہ حکم ہے'جو اسلام میں ایسا مشہور ومعروف ہے کہ امت' قرون اولیٰ سے لے کر آج تک ایسا ہی سمجھتی چلی آئی ہے۔

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں فرق

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں اتنا فرق ہے کہ ضروریات دین ان کو کہا جاتا ہے۔جن کا ثبوت تواتر کو پہنچ کر ایسا ہی واضح ہو گیا ہو کہ تمام امت اسے ہمیشہ ایسا ہی جانتی رہی ہو۔قطعی الثبوت وہ چیز ہے جس کا ثبوت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علمی قواعد کی بنا پر قطعی ہو۔خواہ امت کا کوئی فرد اسے نہ جانتا ہو۔اس لئے قطعی الثبوت کے انکار کو اس وقت کفر کہا جائے گا۔جبکہ اس کی تبلیغ اس کو کر دی جائے۔ضروریات دین کا منکر مطلق کافر ہے۔اس میں تبلیغ کرنے کی ضرورت نہیں۔یہ بات جو میں نے علماء کی تحقیق سے پیش کی ہے۔خود مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کی کتابوں میں موجود ہے۔مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم ہے۔ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے

۔پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔کافر ہے۔اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دوقسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقت الوحی ص۱۷۹ خزائن ج۲۲/۱۸۵)

اور اسی کتاب میں لکھتا ہے:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا۔وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔"

(حقیقت الوحی ص۱۶۳ خزائن ج۲۲ص ۱۶۸)

نیز مسٹر محمد علی ایم اے لاہوری اپنی تفسیر بیان القرآن ص۵۷۴ میں آیت کریمہ: "ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ "کے تحت میں لکھتا ہے کہ: "اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق سے صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ کو مان لیا اور رسولوں کا انکار کردیا۔جیسے براہم ہیں بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کردیا۔جیسے تمام اہل کتاب کی حالت ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار گویا اللہ ہی کا انکار ہے۔"

نیز (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ) واشهد انا نتمسك بكتاب الله القران ونتبع اقوال رسول الله منبع الحق والعرفان ونقبل ما انعقد عليه الا جماع بذلك الزمان لا نزيد عليها ولا ننقص منها وعليها نحى وعليها نموت ومن زاد علىٰ هذه الشريعة مثقال ذرة اونقص منها اوكفر بعقيدة اجماعية فعليه لعنته الله والملئكة والناس اجمعين ." (انجام آتھم ص۱۴۴ خزائن ج۱۱ص ۱۴۴)

"گواہ رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن سے تمسک کرتے ہیں اور رسول کے اقوال کا اتباع کرتے ہیں جو حق اور معرفت کا چشمہ ہے اور ہم ان چیزوں کو قبول کرتے ہیں۔جس پر اس زمانہ میں اجماع منعقد ہوا۔نہ اس پر زیادتی کرتے ہیں اور نہ کمی اسی پر زندہ رہیں گے اور اسی پر مریں گے جو شخص مقدار ایک شوشہ کے زیادتی کرے یا کمی کرے۔اس پر اللہ کی لعنت ملائکہ کی لعنت تمام آدمیوں کی لعنت یہ میرا عقیدہ ہے۔"

ان عبارتوں سے یہ بات واضح ہوگی کہ علمائے اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر خود مرزا قادیانی کے نزدیک جس طرح رسول کا انکار کفر ہے۔اسی طرح اسلام کے کسی اجماعی عقیدہ یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار بھی کفر ہے۔

مرزا نے بہت سے ضروریات دین کا انکار کیا ہے

اس کے بعد میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ضروریات دین میں سے بہت سی چیزوں کا انکار کیا اور اسی بناء پر وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔ اس وقت ان ضرریات دین سے پہلی چیز ختم نبوت کا انکار ہے اور نبوت کا دعویٰ اور وحی اور شریعت مستقلہ کا دعویٰ ہے۔ نبوت کے دعویٰ کا خود مدعا علیہ کو اپنے بیان میں اقرار ہے۔ اس لئے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔

وحی اور شریعت مستقلہ کے دعویٰ کے ثبوت میں مرزا قادیانی کے اقوال ذیل پیش کرتا ہوں کہ: ''سچا خدا وہی ہے کہ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱' خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

یہی مضمون اور دعویٰ: ''اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے آنحضرت کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی ۲۳ برس تک مہلت پا سکے۔ ضرور ہلاک ہوگا۔''

(اربعین جز ۴ ص ۵' خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۴)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: ''حق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ (اس کے اوپر الفاظ یہ ہیں) کہ چند روز ہوئے کہ ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲' خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

''اسی طرح اوائل میں میرا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی کی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹' خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳' ۱۵۴)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ اور خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف آیا ہے جو جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۶۲' خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

اورمرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسے توراۃ اورانجیل اورقرآن مجید پر تو کیا مجھ سے توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقینات کو چھوڑ دوں گا۔'' (اربعین نمبر۴ص۱۹٬خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

''اسی طرح میں اسکی اس پاک وحی پر ایسی ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰٬خزائن ج۲۲ص۱۵۴)

مرزا قادیانی کے اقوال اس بارہ میں اگر جمع کئے جاویں تو اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ان سے بقدر ضرورت یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرزا قادیانی وحی اور رسالت کا مدعی ہے اور اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر سمجھتا ہے۔ اور اس کے منکر کو جہنمی کہتا ہے۔

تیرہ سو سال کا اسلامی اجماعی عقیدہ

اس کے بعد امت محمدیہ کا ساڑھے تیرہ سو برس کا عقیدہ اس بارے میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص وحی اور نبوت کا دعویٰ کرے یا آنحضرتﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا یا کسی کو نبوت دیا جانا تجویز کرے۔ اس کے متعلق علمائے امت کی کیا رائے ہے اور آئمہ امت نے کیا فرمایا؟۔

علامہ خفاجی شرح شفاء میں لکھتے ہیں: ''قال ابن القاسم فیمن تنبأ انه کا المرتد سواء کان دعاذلك الیٰ متابعة نبوته سرا کان اوجهر اکمسیلمة لعنة الله تعالیٰ وقال ابن الفرج هوای من زعم انه نبی یوحیٰ الیه کا المرتد فی احکامه لا نه قد کفر بکتاب الله لانه کذبهﷺ فی قوله انه خاتم النبیین ولا نبی بعده مع الفریة علی الله . نسیم الریاض ج٤ ص٣٩٢ '''' ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا ہے کہ دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی نبوت آتی ہے اور ابن قاسم مدعیٰ نبوت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے۔ خواہ لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے۔ اور پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ جیسے مسیلمہ کذاب۔ اور ابن الفرج فرماتے ہیں جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ وہ مثل مرتد کے ہے۔ اس لئے کہ اس نے قرآن سے کفر کیا۔ آنحضرتﷺ کو اس قول میں جھٹلا دیا کہ آپﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس نے اپنے اللہ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔''

اسی طرح شرح شفا میں ہے:"کذلك نكفر من ادعیٰ نبوة احد مع نبينا عليه السلام ان في زمنه كمسيلمة الكذاب والاسود العنسی اوادعی النبوة احد بعده فانه خاتم النبيين بنص القرآن والحديث فهذا تكذيب لله ورسوله عليه السلام . نسیم الریاض ج ٤ ص ٥٠٦ "یعنی ہم ایسے ہی اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے۔ یعنی آپ ﷺ کے زمانے میں جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے کیا یا آپ ﷺ کے بعد کرے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں بنص قرآن وحدیث۔ پس دعویٰ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔

نیز ہے:"اذالم يعرف ان محمداً ﷺ آخر الانبياء فليس بمسلم لا نه من ضروريات الدين . الاشباه والنظائر كتاب السير ص ١٠٢ ""یعنی جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کے آخری ہیں۔ کافر ہے۔ کیونکہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے"۔

نیز فقہ حنفی کی مشہور کتاب البحر الرائق ص ۱۲۱ ج ۵ میں ہے کہ:"اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

نیز فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۶۳ ج ۲ میں ہے:"اذالم يعرف ان محمدا عليه السلام آخر الآنبياء "یعنی اگر کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ من پیغمبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں۔ تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ ایسے الفاظ ہوں۔ جو دعویٰ نبوت کے موہم ہوں۔ وہ بھی کفر ہے۔

علامہ ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:"من اعتقد وحيا بعد محمد ﷺ فقد كفر با جماع المسلمين "یعنی جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے۔ وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں:"ودعوى النبوة بعد نبينا كفر بالا جماع" آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا باجماع کفر ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر کے ص ۶۵ ج ۷ میں لکھتے ہیں:"وكونه

علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین من مانطقت ...... الخ ''یعنی آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں ہے۔ جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں۔ جن کو حدیث نبویہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کردیا ہے۔ جس پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی اصرار کرے گا تو قتل کیا جاوے گا۔''

حافظ ابن حزمؒ اپنی کتاب الملل والنحل ص۲۶۹ ج ۲ باب الکلام فیمن یکفر ولا یکفر میں لکھتے ہیں: ''وکذلک من قال ...... الخ ''اور ایسا ہی جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی نبی ہے تو کوئی شخص بھی اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ان امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہوچکی ہے۔''

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین ص۸۸ طبع سوم مصر میں فرماتے ہیں کہ: ''ادعت ایضاً ...... الخ ''روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں۔ خدا ان کو لعنت کرے اور اس کے فرشتے بھی اور اس کی تمام مخلوق دن قیامت تک اور جلادے۔ ان کے کھیتوں کو۔ کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں غلو سے کام لیا ہے اور اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس شخص سے جس نے یہ قول کیا ہے۔''

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگی کہ امت محمدیہ قرن اول سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد وحی یا نبوت کا دعویٰ کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے۔ وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی عبارتیں اس کی تائید میں پیش کرتا ہوں:

''وماکان لی ان ادعی النبوۃ وا خرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷) ''مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافر قوم کے ساتھ مل جاؤں۔'' اس قول سے معلوم ہوگیا کہ پہلے خود مرزا قادیانی کا عقیدہ بھی یہ رہا۔ جو تمام امت کا عقیدہ تھا۔

مدعیان نبوت کے خلاف اسلامی درباروں کے فیصلے

اس کے بعد میں چند وہ فیصلے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو مدعیان نبوت کے بارہ میں اسلامی درباروں سے صادر ہوئے۔ اسلام میں سب سے پہلا مدعی مسیلمہ کذاب اور پھر اسود عنسی

ہیں۔اسود عنسی کو وہاں حضور ﷺ کے حکم سے قتل کر دیا گیا اور کسی نے نہ پوچھا کو تیری نبوت کے کیا دلائل ہیں اور تیرے صدق کا معیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتح الباری ص ۵۵ ج ۶)

آنخضرت ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب پر باجماع صحابہؓ جہاد کیا گیا اور آخر اسے قتل کیا گیا۔وہ سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا۔وہ مسیلمہ کے جہاد پر تھا۔جس میں کسی نے یہ بحث نہ ڈالی کہ مسیلمہ اپنی نبوت کے لئے کیا دلائل اور کیا معجزات رکھتا ہے۔ بلکہ اس بناء پر آنخضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت سرے سے کذب وافتراء مان لیا گیا۔اس لئے باجماع صحابہؓ اس پر جہاد کیا گیا۔اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں طلیحہ نامی ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کے قتل کیلئے حضرت خالدؓ کو بھیجا۔(فتوح البلدان ص ۱۰۲)

اس کے بعد حارث نامی ایک شخص نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ نے علماء وقت سے جو کہ صحابہؓ اور تابعین تھے۔فتویٰ لیا اور متفقہ فتویٰ سے اسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا۔کسی نے اس بحث کو روانہ رکھا کہ اس کی صداقت کا معیار دیکھیں اور معجزات اور دلائل طلب کریں۔قاضی عیاض نے اس واقعہ کو اپنی کتاب (شفاء ج ۲ ص ۲۵۷/۲۵۸ مطبوعہ مصر ۱۹۵۰) میں نقل کر کے فرمایا ہے:''وفعل ذالك غير واحد من الخلفاء والملوك باشباههم ''یعنی بہت سے خلفاء بادشاہوں نے بہت سے ایسے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے اور اس وقت کے علماء نے اجماع کیا ہے کہ یہ ان کی کاروائی صحیح اور درست تھی۔اور جو شخص ان کے کفر کا منکر ہو۔وہ خود کافر ہے۔ہارون رشید کے زمانہ میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔خلیفہ نے علماء کے متفقہ فیصلہ سے اسے قتل کیا۔کتاب المحاسن ص ۹۶ جلد اول میں مذکور ہے۔

یہاں تک میری گذارش کا خلاصہ یہ تھا کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت یا وحی کا کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے۔وہ کافر مرتد ہے اور اس فیصلے کو قرون اول سے لیکر تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں نے نافذ کیا ہے کہ مدعی نبوت اور اس کے ماننے والے دونوں کافر مرتد ہیں۔

آئمہ کے ان اقوال سے یہ بات ثابت اور واضح ہو گی کہ یہ جو کچھ ختم نبوت کا عقیدہ پیش کیا گیا ہے۔وہ قرآن مجید کی آیت:'' ولکن رسول الله و خاتم النبیین '' کا صریح حکم ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس آیت کا مطلب سوائے اس کے اور نہیں ہو سکتا جو صحابہؓ نے اور تابعینؒ نے باجماع بیان کیا ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ جائز نہیں۔

تفسیر ابن کثیر ص۷۹ جلد ۸ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ہے: ''فھذہ الا یۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ ...... الخ ''یعنی یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو رسول بطریق اولیٰ نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اور عکس ضروری نہیں۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے آپ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۹۱ ج ۸ میں ہے: ''فمن رحمۃ اللہ ارسال محمد ...... الخ ''یعنی پس بندوں پر خدا کی رحمت ہے۔ محمد ﷺ کو ان کی طرف بھیجنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر تمام انبیاء اور رسل کو ختم کر دیا ہے اور دین حنیف کو آپ ﷺ پر کامل اعتماد ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہونے والا نہیں۔ تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کے بعد اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا اور مفتری ہے۔ دجال اور ضال مضل ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی بھی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے۔ اس لئے کہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے اور ایسے ہی خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح الدجال تک ختم کر دیئے جاویں گے۔ اس بارہ میں جو احادیث متواترہ کا دعویٰ ابن کثیرؒ نے کیا ہے۔ وہ سب تقریباً میرے رسالہ ختم النبوۃ (جو طبع شدہ ہے) میں محفوظ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: ''لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذالون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ''یعنی قیامت اس وقت تک نہیں ہو گی۔ جب تک بہت سے دجال اور جھوٹے لوگ نہ اٹھائے جائیں۔ جن میں ہر ایک یہ کہتا ہو گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الفتن، ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون)

دوسری حدیث میں ہے: ''مثلی ومثل الا نبیاء من قبلی ...... الخ ''یعنی میرے اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے گھر بنایا ہو اور آراستہ و پیراستہ کیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو اور اس کے آس پاس لوگ چکر لگاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور یہ

کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تا کہ تعمیر مکمل ہو جاتی۔ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین)

تیسری حدیث: ''فضلت علی الا نبیاء...... الخ ''یعنی مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ چھٹی یہ ہے کہ میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا گیا ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المسلجد ومواضع الصلوٰۃ)

چوتھی حدیث: ''انا اخر الانبیاء وانتم اخرالا مم...... الخ ''میں انبیاء کا آخری ہوں اور تم تمام امتوں کے آخری ہو

(ابن ماجه ص ۲۹۷ باب فتنة الد جال وخروج عیسی بن مریم)

یہاں تک میرے بیان کا ایک جزو ختم ہوا کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے۔ اور ختم نبوت کا عقیدہ اور اسی طرح مدعی نبوۃ کا مرتد ہونا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ مرزا قادیانی نے ان تمام ضروریات دین کا کھلے طور پر انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔

توہین انبیاء علیہم السلام

اس کے بعد دوسری چیز توہین انبیاء علیہم السلام ہے۔ انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی بلاتخصیص واستثناء توقیر کرنا اور تعظیم کرنا قرآن اور حدیث کا کھلا ہوا فیصلہ اور اجماعی مسئلہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن شریف کا ارشاد ہے: ''ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون ان یفر قوابین الله ورسله ۔ نساء ۱۵۰ ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء پر بلا استثناء ایمان لانا ضروری ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں متعدد مواقع پر انبیاء کی توہین کی ہے۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر اہانت اس کی کتابوں میں صراحتاً موجود ہے کہ ایک بھلا آدمی بھی دوسرے آدمی کو نہیں کہہ سکتا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ علیہ السلام نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق

جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

(دافع البلاء ص۴ خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

اس عبارت نے یہ بات بھی صاف کردی ہے کہ اس میں جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کا اپنا عقیدہ ہے جس کو بحوالہ قرآن بیان کرتے ہیں۔ وہ کسی عیسائی وغیرہ کا قول نقل نہیں کرتے۔ اسی طرح اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: ''پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸)

اس کتاب کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ: ''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ حاشیہ)

ضمیمہ انجام آتھم میں ہے کہ: ''اور آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' اسی صفحہ پر ہے کہ: '' آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔'' اسی صفحہ پر ہے کہ: ''سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم میں یہ گالیاں یسوع کا نام لے کر کہی ہیں اور خود لکھتا ہے کہ: ''ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں'' (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) اسی طرح مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ: ''اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چار بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔'' (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸) اس کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ: ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔'' (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸ حاشیہ)

مرزا قادیانی کی ان عبارات سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ جس کو یسوع کہتے ہیں۔ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ لہٰذا یہ بات ناقابل التفات ہے کہ مرزا قادیانی نے گالیاں یسوع کو دی ہیں نہ کہ عیسیٰ کو۔ نیز کشتی نوح کے حاشیہ پر خود مرزا قادیانی بجائے یسوع کے لفظ عیسیٰ لکھ کر کہتے ہیں

کہ: ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔‘‘ (کشتی نوح ص ۶۵‘ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱ حاشیہ)

ان عبارات سے مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا اور مغلظات گالیاں دینا ثابت ہوگیا۔

توہین انبیاء علیہم السلام بالاجماع کفر ہے

اس کے بعد علمائے امت کا متفقہ فیصلہ اس بارہ میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص خدا کے کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرے۔ وہ باجماع امت کافر ہے۔ درمختار شامی ص ۳۵۶ ج ا باب المرتد میں ہے: ’’والکافر بسب نبی من الانبیاء‘‘ یعنی وہ شخص جو کسی نبی کو گالیاں دینے کی وجہ سے کافر ہوگیا۔ اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قطعاً قبول نہ ہوگی اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔‘‘

یہی مضمون درمختار مین فصل جزیہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں بھی ہے کہ اگر اپنے دل سے بھی کسی نبی کو مبغوض رکھے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح شامی ص ۳۱۷ ج ۳ باب المرتد ہے: ’’قال ابن السخنون المالکی واجمع المسلمون .... الخ ‘‘یعنی ابن سخنون مالکی فرماتے ہیں کہ: ’’تمام مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ رسول کو گالیاں دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔‘‘ یہی عبارت بعینہٖ شفاوغیرہ میں بھی موجود ہے۔ کتاب الخراج میں ہے: ’’ای مسلم سب .... الخ ‘‘یعنی جو مسلمان آنحضرت ﷺ کو گالیاں دے یا آپ ﷺ کی تکذیب کرے یا آپ ﷺ پر عیب لگائے تو وہ کافر ہوگیا۔ اس کی عورت اس سے بائنہ ہوگئی۔

تحفہ شرح منہاج باب المرتدین میں ہے: ’’اوکذب نبیاً او رسولاً ‘‘یعنی جو شخص نبی یا رسول کی تکذیب کرے یا کسی شخص کی نبوت کو ہمارے رسول کریم ﷺ کے بعد جائز رکھے۔ وہ کافر ہے۔

امت کے اجماعی فیصلوں سے مرزا قادیانی کے کفر اور ارتداد کی دوسری وجہ مل گئی۔ ان وجوہ سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین بالاجماع کافر و مرتد ہیں۔

مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد کے ساتھ جائز نہیں

اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر کے ساتھ ہرگز کسی وقت جائز نہیں سمجھا گیا اور اگر بعد نکاح خاوند کفر اختیار کرے۔ اس کا نکاح ہمیشہ فسخ شمار کیا گیا ہے: ''**لا ھن حل لھم و لا ھم یحلون لھن (الممتحنة: ۱۰)** ''یعنی مسلمان عورتیں کفار کے لئے حلال نہیں اور نہ کفار مرد مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔ قرآن کا یہ کھلا ہوا فیصلہ ہے اور خود مرزا قادیانی اور ان کے متبعین بھی اس کے قائل ہیں۔

فتاوی احمدیہ ص ۷ جلد ۲ میں ''تاکید کی جاتی ہے کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی کے نکاح میں نہ دے۔'' اسی طرح مرزا محمود نے لکھا ہے کہ:

''ایک اور سوال بھی ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں کو نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے۔ (انوار خلافت ص ۹۳، ۹۴)

میں اپنے بیان کو اس پر ختم کرتا ہوں کہ باجماع امت بہ تصریح قرآن و حدیث کوئی مسلمان عورت کسی قادیانی مذہب والے کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اگر وہ بعد نکاح کے ایسا مذہب اختیار کرلے تو شرعاً وہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ قضائے قاضی اور عدت کی ضرورت نہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

فتاویٰ جات رد قادیانیت

(ماخوذ از فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۲)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندیؒ عرصہ تک دارالعلوم دیو بند کے دارالافتاء کے صدر نشین رہے۔ آپ کے زمانہ افتاء میں دیو بند سے جو آپ کے فتاویٰ جات جاری ہوئے۔ اسے فتاوی دارالعلوم دیو بند کی جلد دوم میں ''امداد المفتیین'' کے نام سے جمع کر دیا گیا ہے۔ دارالاشاعت کراچی سے یہ شائع ہوئی۔ اس کے ۱۰۸۰ صفحات ہیں۔ اس میں سے فتنہ قادیانیت سے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے تمام فتاوی جات کو ''احتساب قادیانیت'' کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فلحمد للہ!

اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب

سوال ا:...... ''لاتکفر اهل قبلتك'' حدیث ہے یا نہیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب ا:...... حدیث: ''لا تکفر اهل قبلتك'' کے متعلق جواباً عرض ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن اس مضمون کے جملے بعض احادیث میں وارد ہیں مگر قادیانی مبلغ جو ان الفاظ کو ناتمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن سے کوئی شخص: '' لا تقربوا الصلوة ''نقل کرے۔ کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے لفظ واقع ہیں ان کے ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے۔ یعنی بذنب اوبعمل وغیرہ جس کی غرض یہ ہے کہ کسی گناہ و معصیت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلّم مسلمان کو کافر مت کہو۔ چنانچہ بعض روایات میں اس کے بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں۔ الا ان تروا کفواً بواحاً! یعنی جب تک کفر صریح نہ دیکھو کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔

یہ روایت ابوداؤد کتاب الجہاد (ج ا ص ۳۵۲ باب الغزو مع آئمة الجور) میں حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے: ''الکف عمن قال الا له الا الله و لا تکفره بذنب و لا تخرجه من الا سلام بعمل''

نیز بخاری (ج ا ص ۵۷ باب فضل استقبال القبلة) نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے: '' مرفوعامن شهد ان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلے صلا تناواكل ذبيحتنا فهو المسلم ۔ ''

اہل قبلہ سے مراد با اجماع امت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہیں۔ نا کہ یہ قبلہ کی طرف نماز پڑھ لیں۔ چاہے ضروریات اسلامیہ کا انکار کرتے رہیں۔

کما فی شرح المقاصد الجلد الثانی من صفحه ۲٦۸ الی صفحه ۲۷۰ قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة لیس بکافر مالم یخالف ماهو من ضروریات الدین الی قوله والا فلا نزاع فی کفرا هل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات با عتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم با لجزئیات وکذا بصدورشئی من موجبات الکفر...... الخ ۔ وفی شرح الفقه الا کبر وان غلافیه حتی وجب اکفاره لا یعتبر خلافه و فاقه ایضا الی قوله وان صلے الی القبلة وا اعتقد نفسه مسلمالان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المومنین ونحوه فی الکشف البذدوی صفحه ۲۳۸ /ج۳ (لاخلاف فی کفره المخالف فی ضروریات الا سلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات ۔ (اکفار المحدین ص ۱۱ مطبوعه دیو بند) وقال الشامی ایضاً اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الا مور التی علم ثبو تهافی الشرع واشتهرومن انکر شیئا من الضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الا جسادونفی العلم با لجزئیات وفرضیة الصلوٰة والصوم لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهد ابا لطاعات الی قوله و معنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر با رتکاب المعاصی ولابانکار الا مور الخفیة غیر المشهورة هذا ما حققه المحققرن فا حفظه ومثله قال المحقق ابن امیر الحاج فی شرح

التحرير لا بن همام والنهي عن تكفير اهل القبلة هوالموافق علی ماهو من ضروريات الاسلام هذه جملة قليلة من اقوال العلماء نقلتها واكتفيت بها لقلة الفراغة وتفصيل هذه المسئلة فی رسالته اكفار الملحدين فی شئی من ضروريات الدين لشيخنا ومولانا الكشميری مدظله والله اعلم''

اہل قبلہ کا مطلب

سوال۲:......کلمہ گواور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے۔؟ قادیانی مرزائی ولاہوری مرزائی احمدی اہل قبلہ وکلمہ گومسلمان ہیں یانہیں۔اگرنہیں تو کس وجہ سے۔؟

الجواب۲:......کلمہ گواور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی، جس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جوکلمہ پڑھ لے خواہ کسی طرح پڑھے وہ مسلمان ہے یا جوقبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اس شخص کا جوتمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو۔جیسے کہاجاتا ہے کہ فلاں شخص ایم اے پاس ہے۔تو ایم اے ایک اصلاحی نام ہے

ان تمام علوم کا جو اس درجہ میں سکھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ جوایم اے کے لفاظ میں پاس ہوتا ہو اور یاد رکھتا ہو۔اس طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاق امت یہی ہیں کہ جوتمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو:كما صرح به فی عامة كتب الكلام !اور اسکی مفصل بحث رسالہ''اكفار الملحدين ''مصنفہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ میں موجود ہے۔ضرورت ہوتو ملاحظہ فرمایا جائے۔مگر رسالہ عربی زبان میں ہے۔(اب اس کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔مرتب) (اردوزبان میں بھی اس مضمون کا ایک رسالہ احقر کا ہے جس کا نام وصول الافکار ہے)والله تعالیٰ اعلم۔ امدادالمفتیین جلد دوم ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳!

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کرنا

سوال۳:......اللہ جل جلالہ کا کلام کرنا اپنے بندہ سے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ سے یہ منصب و درجہ خاص انبیاء علیہم السلام کا ہے یا عام۔اگر خاص انبیاء علیہم السلام کا ہے اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔اب فی زمانہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کلام فرمایا تو اس پر اور اس کلام کو حق جاننے والا اور اس کے معتقد پر شرعاً کیا حکم ہوگا۔بيّنوا بسند الكتاب۔ توجروا من الله الوهاب؟

جواب ۳:...... اللہ تعالیٰ کا کلام بالمشافہتہ اور بطور وحی کے خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے' جو آنحضرت ﷺ کے بعد قطعاً منقطع ہے اور مدعی اس کا کافر ہے۔ صرح به فی شرح الشفاء۔
البتہ بصورت الہام عامہ مومنین کو حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن عرفاً اس کو کلام نہیں کہا جاتا۔
اس لیے ایسے الفاظ بولنا کہ (اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام فرمایا) اگر اس کی مراد یہ ہے کہ بطور وحی کے بالمشافہتہ فرمایا تب تو کفر ہے اور اگر مراد اس سے بطور الہام دل میں ڈالنا ہے تب بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس میں ایہام ہوتا ہے ادعاءِ وحی کا اور کفر کے ایہام سے بچنا بھی ضروری ہے۔

(امداد المفتیین ج ۲ ص ۱۲۸)

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر چند اشکالات اور ان کا جواب

سوال ۴:...... لوکان موسیٰ و عیسیٰ حییّن لما وسعهما الا اتباعی ابن کثیر برحاشیه فتح البیان ص ۳۷۸ ج ۱ الیواقیت الجواهر ج ۲ ص ۲۱ شرح فقه اکبر ص ۱۰ میں بھی یہی مضمون ہے۔

۵...... "ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة "الحدیث کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۶' جلالین ص ۵۲ (زیر آیت:" فیوّ فیهم اجورهم: آل عمران" حاشیہ پر حدیث نقل کی ہے) اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے۔

۶...... خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے حضرت ﷺ کی وفات کیوں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے۔؟

۷...... "ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل: المائده ۷۵ "اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؟۔

۸...... "اموات غیر احیاء ." سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے؟۔

۹...... شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ:" لا نبی بعدی ." کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی۔ لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟۔

جواب ۱:...... حدیث:" لوکان موسیٰ عیسیٰ حییّن "دو تین کتابوں میں مذکور ہے۔ مگر سب میں بلاسند لکھی ہے اور جب تک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کرلیا جائے کہ یہ حدیث صحیح قابل عمل ہے؟۔ اگر اسی طرح بلاسند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہوجائے۔ اسی لیے

بعض اکابر محدثین نے (غالباً حضرت عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا ہے: ''لو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء '' دوسرے! اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور مان لو کہ صحیح بھی، تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی پر صریح ہیں اور درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ ان کی معارض ہوگی اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قاعدہ یہی ہے کہ اقوی کو ترجیح ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر روایات حدیث پر راجح نہیں ہوسکتی۔ یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کیلئے تیار ہو جائیں اور مطلب کے بزعم خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دے دیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا۔

حدیث عاش علیه السلام مائة وعشرين سنة

سے وفات مسیح کا شبہ اور اس کا جواب

۲...... اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے۔ اولاً: اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے۔ بعض محدثین نے اس کو قابل اعتماد نہیں مانا۔ ثانیاً: اگر حدیث ثابت بھی ہو جائے تو صحاح ستہ میں جو قوی اور صریح و صحیح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزمان کے متعلق وارد ہیں۔ یہ حدیث ان کا معارضہ عقلاً و اصولاً نہیں کرسکتی۔ ثالثاً: حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے۔ اس لئے اس حیات کو حیات دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہیے تھا اور نہ کیا گیا۔ اور اس حدیث میں زمین اور اس عالم عناصر کی حیات کا ذکر ہے بطور اعجاز، جو حیات کسی کے لئے ثابت ہو۔ اس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر کیوں نہ اٹھایا گیا؟

۳...... حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جدا جدا گانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیوں نہ کیا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور صرف

ان معاملات وواقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر نہ کوئی ترجیح وتفصیل دی جاسکتی ہے۔ جب تک دوسری صحیح وصریح روایات تفضیل پر دلالت نہ کریں ۔انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آروں کے ذریعہ دوٹکرے کردیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا اور بعض کو خندق وغیرہ میں پھر کسی پر آفات ومصائب اول جاری کردیئے۔ پھر آخرالامر بچالیا اور کسی کو اول ہی سے محفوظ رکھا۔اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاملہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ بنص قرآن کیا گیا۔ وہی معاملہ نبی کریم ﷺ اور کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہ ہوا کہ جنگ احد میں حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہونے اور چہرۂ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی ۔آپ ﷺ کو ہجرت کر کے وطن اور مکہ چھوڑنا پڑا۔ غار میں چھپنا پڑا۔سب کفار قریش پر ایک دفعہ ہی آسمانی بجلی کیوں نہ آگئی۔ یا دریا میں غرق کیوں نہ ہوگئے ۔جیسے یہ سوال حضرت حق تعالیٰ کے معامالات میں بے جا ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل بے جا اور نامعقول سوال ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السام کو زندہ رکھا آپ ﷺ کو بھی زندہ آسمان پر رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم ﷺ پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابہ کرامؓ اور عوام امت کی عمریں آپ ﷺ سے دوگنی چوگنی ہوئی ہیں ۔ان کو بھی افضل کہہ سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدار فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور ﷺ سے افضل ماننا لازم آئے گا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

آیت ’’قد خلت من قبله الرسل‘‘ اور:’’اموات غير احياء ‘‘سے وفات مسیح پر استدلال صحیح نہیں۔

۴...... ’’قد خلت من قبله الرسل ‘‘سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل واقف نہیں ۔ کیونکہ اول تو اس جیسے عمومات سے کسی خاص واقعہ مشہورہ پر کوئی اثر محاورات کے اعتبار سے نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بیمار طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے؟ ۔وہ کہہ دے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ، مضر نہیں۔ اب اگر یہ بیوقوف جا کر پتھر یا لوہا کھائے یا سنکھیا کھائے اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا

استدلال پیش کرے کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ۔کوئی مضر نہیں۔اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سنکھیا (زہر) بھی داخل ہے۔لہٰذا میں جو کچھ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح العقل سمجھے گا؟۔اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ذرا غور سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنی موت ہی ہوں تو بھی اس سے ان انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن کے لئے قرآن وحدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں۔جیسے سب چیز کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں۔اس کے علاوہ خلت کے معنٰے لغت میں موت کے نہیں بلکہ گذر جانے کے ہیں۔خواہ مر کر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسٰیؑ کے لئے ہوا۔امام راغب اصفہانی مفردات القران میں اس لفظ کے یہی معنی لکھتے ہیں:

''والخلو یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اھل اللغة خلا الزمان یقول مضی الزمان وذھب قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔'' (مفردات القرآن ص ۱۵۸)

یہ لفظ صریح ہیں کہ خلت کے معنی قرآن شریف میں چلے جانے اور گزر جانے کے ہیں جس میں عیسٰیؑ اور دوسرے انبیاء بلاشبہ برابر ہو گئے۔تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے اور اگر حق تعالیٰ ان کو چشم بصیرت عطاء فرمائے اور وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ آیت بجائے وفات عیسٰیؑ پر دلیل ہونے کے حیات کی طرف مشیر ہے۔کیونکہ صریح لفظ ماتت وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بے وقوف کو موت عیسٰیؑ کا شبہ نہ ہو جائے۔اگر چہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔

۵...... ''اموات غیر احیاء'' کی تفسیر بہ اعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے۔اس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں۔نہ یہ کہ بالفعل مر چکے ہیں۔اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے:''انك میّت وانھم میّتون'' تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ آپ ﷺ اس وقت وفات پا چکے ہیں۔بلکہ بالاتفاق وہی معنے مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں

وفات پانے والے ہیں۔ یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی۔

۶...... شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلطی ہے۔ کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ جو یا جماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سواء کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمایئے کس میں داخل ہے؟۔ اس لئے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی اپنی اسی کتاب فتوحات میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہوچکی ہے۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح وصاف رسائل ذیل میں مذکور ہیں: ''عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام' التنبیہ الطربی فی الذب عن ابن العربی وغیرہ''

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اسی کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے۔ آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔

حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین کی تحقیق

سوال ۱۰:...... ''لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین '' کی یہ حدیث کسی کی کتاب میں موجود ہے یا کہ بیہقی کا جو حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس میں ہے یا نہیں؟۔

جواب:...... حدیث: ''لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیّین '' کسی کی معتبر کتاب میں موجود نہیں۔ البتہ تفسیر ابن کثیر میں ضمناً یہ الفاظ لکھے ہیں اور اسی طرح اور بعض کتب تصوف میں نقل کردیا ہے۔ مگر سب جگہ بلاسند نقل کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث بچند وجوہ احادیث مشہورہ کے معارض نہیں ہوسکتی۔ اولاً: معارض کیلئے مساوات فی القوہ شرط ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں اور جہاں کہیں ہے تو وہ بلاسند ہے اور یہ قول ائمہ حدیث کا مقبول ومشہور ہے کہ: ''لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء '' ثانیاً: اگر بالفرض یہ حدیث معتبر ہی ہوتو احادیث متواترہ دربارہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے معارض ہوگی اور ترجیح کی نوبت آئے گی تو ظاہر ہے کہ احادیث کثیرہ متواترۃ المعنے کو اس کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی نہ ایک اس حدیث کو جس کا حدیث ہونا بھی ہنوز متعین نہیں۔ ثالثاً: اگر ان الفاظ کو صحیح اور ثابت بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہیں

ہوتی۔ بلکہ اس کے معنے صاف یہ ہوتے ہیں کہ عالم زمین پر حیات ہوتے۔ کیونکہ حدیث میں اتباع نبوت کا ذکر ہے اور یہ اتباع اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو یہ صحیح ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عالم میں زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کا اتباع کرتے۔ اب چونکہ ایک دوسرے عالم میں ہیں زندہ ہیں۔ اس لیے اتباع ان پر ضروری نہ رہا۔ نہ سمجھنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ اور اگر اس مضمون کو مبسوط دیکھنا چاہیں تو مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے اس مضمون پر مستقل رسالہ لکھا ہے۔ وہ ملاحظہ فرمایئے۔ (الحمدللہ! احتساب قادیانیت جلد دہم کے ص ۳۴۸ تا ۳۵۶ پر یہ رسالہ مکمل شائع ہوگیا ہے۔ مرتب)

شیخ ابن عربی کے قول کا مطلب

سوال ۱۱:...... شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ: ''لا نبی بعدی۔ '' کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی۔ لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:...... شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اولاً! تو اصولاً غلطی ہے۔ کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمایئے کس میں داخل ہے۔ اس لیے اس استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربیؒ اپنی اسی کتاب فتوحات (ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ دارالکتب مصر) میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے۔ اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبرؒ کی ہے جو مرادف ولایت ہے۔ نہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے۔ کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح وصاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں۔ اور قلمی احقر کے پاس منقول لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت وضرورت نہیں۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (امداد المفتین ج ۲ ص ۱۴۴)

مرزائی اگر جماعت میں شریک ہو جائے تو نماز مکروہ نہیں ہوگی

سوال۱۲:...... لاہوری جماعت کے مرزائی حنفیوں کی جماعت نماز میں شریک ہو جاتے ہیں تو نماز میں کوئی کراہت آئی ہے یا نہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حنفی ایسے جاہل ہوں کہ اگر امام مرزائی کو رد کے تو خوف فتنہ کا ہو۔؟

جواب:...... نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ البتہ مسلمانوں کی جماعت میں تابمقدور ان کو شریک نہ ہونے دیا جائے۔ کیونکہ اس سے عام مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور ان کو اپنی مفسدانہ ریشہ دوانیوں کا موقع مل جاتا ہے۔ ہاں اگر ان کے منع کرنے میں فتنہ کا اندیشہ شدید ہو تو چندے صبر کیا جائے اور آہستہ آہستہ لوگوں کو ان کے عقائد باطلہ اور مکائد پر مطلع کرتے رہنا چاہیے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (امداد المفتین ج۲ص۲۳۲ص۲۳۳)

(الحمدللہ اب قادیانوں کی طرح لاہوری مرزائیوں کا کفر بھی امت مسلمہ کے سامنے الم نشرح ہو چکا ہے۔ پوری دنیا میں کہیں کوئی لاہوری یا قادیانی مسلمانوں کے ساتھ کسی دینی امر میں اتحاد نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود اب بھی اگر کہیں لاہوری مرزائی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوتا ہو تو ان کو علیحدہ کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ اب چپ رہنا دینی وایمانی غیرت کے منافی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے بعد مصلحت کوشی کفر واسلام کی حدود کو غلط ملط کرنا ہے جو حرام ہے۔ مرتب)

اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکی سے قادیانی کا نکاح کرنا

سوال۱۳:...... ایک شخص جسکی تحریر موجود ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں اور نہ میرا لڑکا احمدی ہے۔ نکاح میرے لڑکے سے کردو۔ جب نکاح ہو چکا تو معلوم ہوا کہ اب تک احمدی ہے اور لڑکا بھی احمدی ہے اور ہماری لڑکی کو بھی احمدی کرنا چاہتے ہیں۔ آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ جب نکاح ہوا لڑکی نابالغ تھی۔ اب بالغ ہے۔؟

جواب:...... جمہور علماء جو مرزا قادیانی کے عقائد پر مطلع ہوئے سب کے نزدیک وہ کافر مرتد ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو اس کو باوجود ان عقائد کے معلوم ہونے کے مسلمان سمجھے خواہ نبی کہے یا مسیح یا جو کچھ بھی کہے بہر حال کافر مرتد ہے۔ اس کی تحقیق کی ضرورت ہو تو مطبوعہ رسالہ ''فتاویٰ تکفیر قادیان'' جس میں سینکڑوں علماء ہندوستان کے دستخط ہیں منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔ اور

مرتد کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر بعد نکاح مرتد ہو جاوے تو فسخ ہو جاتا ہے: ’’قال فی الدر المختار ویبطل منه اتفاقاً قامایعتمد الملة وھی خمس النکاح والشھادة…… الخ۔‘‘ (حاشیہ شامی من باب المرتد ص۴۳۰ ج۳)

اس لئے اس لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔ اس کے علاوہ صورت مذکورہ میں تو اگر قادیانی کو مرتد کافر بھی نہ مانا جائے تب بھی لڑکی اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔ کیونکہ خاوند وغیرہ نے بوقت نکاح ان کو دھوکہ دیا ہے: ’’قال الشامی لو تزوجة علیٰ انه حراوسنی اوقادرعلی المھر والنفقة فبان بخلافه الیٰ قوله لھا الخیار ثم قال بعد اسطرلوز وج بنته الصغیر ة من ینکر انه یشرب المسکر فاذاھو مدوّن له وقالت بعد ماکبرت لا ارضی با لنکاح ان لم یکن یعرفه الا ب بشربه وکان غلبة اھل بیته صالحین فالنکاح باطل۔‘‘

(شامی باب الکفارۃ صفحہ۳۶۲ جلد۲ مصری)

عبارات مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر بالفرض قادیانی کو کافر نہ مانیں تب بھی صورت مذکورہ میں لڑکی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بذریعہ حاکم مسلم اپنا یہ نکاح فسخ کرالے۔ واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم! (امداد المفتیین ص۵۰۷ ص۵۰۸)

قادیانی کا نکاح مسلمہ کے ساتھ جائز نہیں

سوال۱۴:…… حنفی کا نکاح قادیانی سے جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:…… مرزا قادیانی کے متبعین خواہ قادیانی پارٹی سے متعلق ہوں یا لاہوری سے جمہور علماء امت اہل ہندوستان وحجاز ومصر وشام کے اجماع واتفاق سے خارج از اسلام ہیں جس کی وجہ مفصل و مدلل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے رسالہ ’’اشد العذاب‘‘ میں مذکور ہے۔ اور فتاویٰ علمائے ہندوستان کے مہری اور دستخطی جداگانہ چھپے ہوئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان دونوں رسالوں کو ملاحظہ فرما لیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ فرقہ قادیانی مسلمان نہیں۔ اس لئے کسی مسلمان مرد وعورت کا نکاح ان سے جائز نہیں۔ اور اگر کسی نے پڑھ بھی دیا تو شرعاً معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (نوٹ: رسالہ ’’اشد العذاب‘‘ احتساب قادیانیت کی جلد دہم میں چھپ چکا ہے۔ مرتب!)

مرزائی کا دھوکہ دے کر سنی عورت سے نکاح کرنا

سوال ۱۵:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرزائی شخص نے اپنے کو سنی المذہب ہونے کا یقین دلا کر نکاح کیا۔ لڑکی اگرچہ نکاح سے مطلقاً متنفر تھی۔ لیکن اس کے والد نے نکاح اس سے کر دیا۔ تین ماہ خاوند کے گھر رہی۔ ہم بستری بھی ہوئی۔ حمل ٹھہر گیا۔ بعدش بعض شرائط نکاح کے پورا نہ کرنے پر و نیز اچھا سلوک نہ کرنے پر لڑکی اپنے والدین کے گھر آئی۔ وہ شخص کہ جب تک لڑکی اس کے گھر میں تھی اسے سنیوں کے مترجم قرآن پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ منکوحہ کو بایں وجہ بھی زید سے نفرت ہے اور تھی۔ اور کہتی ہے کہ خنزیر کے یہاں میں جانا نہیں چاہتی ہوں۔ پس اندریں صورت کیا حکم ہے کہ آیا اس کا نکاح زید سے فسخ ہو گیا یا شرعاً کیا صورت ہے۔ اور نیز زید لاہور میں ہے۔ اور اس کی منکوحہ اور اس کے والد ملتان میں اور وضع حمل ملتان میں ہوا۔ اس نے اس مدت میں اپنی بیوی کی خیر خبر بھی نہیں لی؟۔

جواب:...... مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری جمہور علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ ہندوستان اور بیرون ہند میں جن علماء حضرات کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے۔ اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح حلال نہیں: ''لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ '' اس لئے عورت کا نکاح مرزائی سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ قانونی گرفت سے بچنے کیلئے حکام وقت سے اجازت لے لی جائے۔ فقط: واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم! (امدادالمفتیین ج۲ص۵۸ص۵۹)

خاوند مرزائی ہو گیا تو فوراً نکاح جاتا رہا

سوال ۱۶:...... ایک مولوی صاحب نے اپنی لڑکی صغیر کا نکاح اپنے ایک رشتہ دار سے کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد زوج مرزائی ہو گیا۔ منکوحہ نے بلوغت کے بعد عدالت میں فسخ نکاح کیلئے دعویٰ دائر کر دیا۔ آیا اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ یا نہیں؟۔

جواب:...... ان (مرزائی) عقائد کی وجہ سے زید کافر اور مرتد ہو گیا اور نکاح اس کا مسماۃ ہندہ سے فسخ ہو گیا۔ خاوند کے مرتد ہو جانے سے فوراً بلا قضاء قاضی فسخ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں باب نکاح الکافر میں ہے: ''وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء (قولہ بلا قضاء) ای بلا توقف علیٰ قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ

فی المدخول بھا۔" (شامی ص ۴۲۵ ج ۲/امداد المفتیین ج ۲ ص ۶۳۸'۶۳۹)

قادیانی کو کسی اسلامی جلسہ یا ادارہ میں شریک کار بنانا!

سوال ۱۷:...... قادیانیوں' مرزائیوں احمدی ہو یا محمودی' میل جول رکھنا ان کے ساتھ کھانا' پینا' اٹھنا' بیٹھنا' شادی بیاہ کرنا' ان سے مسلمانوں کو اپنی مساجد اور قبرستانوں کیلئے چندہ لینا یا ان کو اشاعت اسلام کی غرض سے چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟۔۲...... وقتی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی انجمنوں مجلسوں وغیرہ کا قادیانیوں کو ممبر عام اس سے کہ وہ خصوصی ہوں یا عمومی بنا کر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟۔

(۳)...... کچھ لکھے پڑھے کہتے ہیں کہ قادیانی یہاں صرف بیس ہی تو ہیں۔ اگر ان کو شامل کر لیا جائے تو کیا حرج ہے؟۔ مسلمانوں کی شان نہیں کہ وہ اس قلیل مقدار سے خوف زدہ ہو کر اس اشتراک عمل سے باز رہیں۔ یہ ایک مولوی صاحب کا مقولہ ہے۔ لہٰذا ہم کو بتایا جائے کہ یہ مولوی صاحب ٹھیک فرماتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:...... مرزا غلام احمد قادیانی باتفاق امت کافر ہیں۔ ان کے وجوہ کفر اور عقائد کفریہ کو علماء نے مستقل رسالوں میں جمع کر دیا ہے۔ ضرورت ہو تو رسائل ذیل میں دیکھ لیا جائے۔ "اشد العذاب" مصنفہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب "القول الصحیح"...... "فتاویٰ تکفیر قادیان" اور جب کہ یہ لوگ کافر و مرتد ٹھہرے تو ان کو اسلامی اداروں کا رکن بنایا جائے گا تو گویا خود علماء اسلام ان کو ایک عزت دینی کے عہدہ پر جگہ دے رہے ہیں۔ اس سے عوام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو مثل علمائے اسلام کے مقتداء سمجھنے لگتے ہیں اور ان کے فتوے ماننے لگتے ہیں۔ جو سراسر ضلالت و گمراہی ہے۔ اور جس قدر مصالح ان لوگوں کی شرکت میں پیش نظر ہیں اس سے بہت زیادہ نقصانات شدیدہ کا خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ اس لئے ہرگز ان لوگوں کو اسلامی مجالس میں شریک نہ کرنا چاہیے ہمارے اکابر و اساتذہ نے بہت غور و فکر اور تجارب کے بعد ہی رائے قائم کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (امداد المفتیین ج ۲ ص ۱۰۲۲)

قادیانی سے مقاطعہ جائز ہے؟

سوال ۱۸:...... زید نے کہا کہ کمیٹی مجھ کو چھوڑ دے مگر قادیانیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس وجہ سے کمیٹی نے زید سے ترک موالات کر لیا۔ اسی باعث کمیٹی والے تقریب وغیرہ میں نہ زید کو

بلاتے ہیں۔نہ زید کے یہاں جاتے ہیں۔مگر زید کے ساتھ کمیٹی والے ہمدردی ہی کرتے ہیں۔ زید کے ساتھ نشست اور خلاملا (ملاجلا)ہی ہے تو آیا ترک موالات کامل ہے یا ناقص۔ترک موالات کی تعریف مشرح طور سے تحریر فرمائی جائے۔تاکہ اس پر عمل کیا جاوے؟۔

جواب:......زید کا ایسا کہنا سخت گناہ ہے اور کفر کا اندیشہ ہے۔لیکن فقط اتنی بات سے خارج نہیں ہوا۔لہٰذا جو حقوق عام مسلمانوں کے ہیں ان کا وہ بھی حقدار ہے۔مثلاًمل جائے تو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔ بیمار ہو تو عیادت کرنا وغیرہ۔اس لئے ایسے حقوق عامہ کو ترک نہ کیا جائے۔مگر خصوص تعلقات نکاح شادی وغیرہ بالکل قطع کر دیئے جائیں اور اگر یہ خیال ہو کہ مکمل ترک موالات کرنے اور قطع تعلق کرنے سے وہ راہ راست پر آجائے گا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کہ چندروز کیلئے بالکل قطع تعلقات کر دیا جائے۔مگر اس صورت کو ہمیشہ نہ رکھیں۔

وقدصرح العینی فی شرح المنیة بکراهة المعاشرة تارك الصلوٰة فهذااولیٰ ۰ والله تعالیٰ اعلم! (امداد المفتیین ج ۲ ص ۱۰۲۳)

قادیانی کی تجہیز تکفین اوران کے نکاح میں شرکت

سوال ۱۹:......کسی قادیانی کی تجہیز و تکفین میں دیدہ ودانستہ حصہ لینے والے مسلمان کے حق میں کیا حکم ہے؟۔

(۲)..........قادیانی کی شادی میں شریک ہونا اور امداد کرنا کیسا ہے؟۔

(۳)..........دعوت قادیانی کی مسلمان کیلئے کیسی ہے؟۔

(۴)..........علمائے دین کے فتویٰ کو غلط بتانیوالا اور توہین کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟۔

(۵)..........عزیز واقارب دوست آشنا نیز برادری کے بھائی اور مسلمانان قصبۂ قادیانیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کریں تاکہ وہ عنداللہ ماخوذ نہ ہوں؟۔

(٦)..........قادیانی کی شادی کرنا کیسا ہے؟۔

جواب:......مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ کسی پارٹی کے ہوں جمہور علمائے اسلام کے اتفاق سے کافر ومرتد ہیں۔ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا شریک ہونا ہرگز جائز نہیں۔اور جو کوئی مسلمان شریک ہو وہ گناہ گار ہے۔توبہ کرنی چاہئے۔

(۲)............ یہ بھی ناجائز ہے۔کیونکہ اس سے لوگ ان کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں اور ان کو اپنی گمراہی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔قال اللہ تعالیٰ:''فلا تقعد بعد الذکری: الانعام ٦٨ ......ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار: ھود ١١٣''

(۳)............ ہرگز نہ کھانی چاہیے۔بالخصوص ذبیحہ ان کا بالکل مردار ہے۔اس سے پرہیز ضروری ہے۔

(۴)............ ایسا شخص سخت گناہگار ہے۔بلکہ اندیشہ کفر ہے۔توبہ کرنی چاہیے:

''صرح به فی کلمات الکفر من جامع الفصولین والبحر''

(۵)............ مسلمانوں کو قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق شرکت شادی و غمی وغیرہ کا ہرگز نہ رکھنا چاہیے۔اگرچہ رشتہ داری و قرابت بھی ہو۔رشتہ اسلام کے قطع کرنے والے کے ساتھ رشتہ قرابت کوئی چیز نہیں۔

(۶)............ قادیانی مرد یا عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔کیونکہ وہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوسکتا:''قال فی الدر المختار ولا یصح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدًا من الناس مطلقاً'' (امداد المفتیین ج۲ص۱۰۲۳ص۱۰۲۴)

قادیانیوں سے اختلاط

سوال۲۰:...... مرزائیوں کے دونوں فریق قادیانی ولاہوری بالیقین مرتد خارج عن الاسلام ہیں یا نہیں۔اگر ہیں تو مرتد کا کیا حکم ہے۔مرتدین کے ساتھ اختلاط برتاؤ کرنا عوام کو ان کی باتیں سننا' جلسوں میں شریک ہونا' ان سے مناکحت کرنا' ان کی شادی و غمی میں شریک ہونا' ان کے ساتھ کھانا پینا' تجارتی تعلقات سے قائم رکھنا' ان کو ملازم رکھنا۔یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟۔

جواب:...... مرزا غلام احمد کا کافر مرتد ہونا اور ان کے اقوال و کلمات غیر محصورہ کا غیر محتمل للتاویل ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔اور اسی لئے جمہور علمائے امت ان کی تکفیر پر متفق ہیں۔اس کی مفصل تحقیق کرنا ہو تو مستقل رسائل مثل''اشد العذاب''مصنفہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور''القول الصحیح فی مکائد المسیح''مصنفہ مولانا محمد سہول صاحب اور مطبوعہ''فتاویٰ علمائے ہند دربارہ تکفیر قادیانی''جس میں ہر ضلع و صوبہ کے علماء کے سینکڑوں دستخط و تصدیق ہیں۔ملاحظہ فرمائے جائیں۔پھر مرزائیوں کے دونوں فرقے قادیانی اور لاہوری اتنی

بات پر متفق ہیں کہ وہ (مرزا قادیانی) اعلیٰ درجہ کا مسلمان بلکہ مجدد و محدث اور مسیح موعود تھے اور ظاہر ہے کہ کسی کافر مرتد کے متعلق بعد اس کے عقائد معلوم ہو جانے کے ایسا عقیدہ رکھنا خود کفر وارتداد ہے۔ اس لئے بلاشبہ دونوں فرقے کافر و مرتد ہیں۔ اور اب تو لاہوریوں نے جو تحریف قرآن اور انکار ضروریات دین کا خاص طور پر بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے سبب اب وہ اپنے کفر وارتداد میں مرزا صاحب کے تابع ہونے سے مستغنی ہو کر خود بالذات ارتداد کے علمبردار ہیں۔ اس لئے دونوں فریق سے عام مسلمانوں کا اختلاط اور ان کی باتیں سننا جلسوں میں ان کو شریک کرنا یا خود ان کے جلسوں میں شریک ہونا۔ شادی وغمی اور کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا سخت گناہ ہے۔ اور مناکحت قطعاً حرام ہے۔ اور جو نکاح پڑھ بھی دیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر بعد انعقاد نکاح مرزائی ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ البتہ تجارتی تعلقات اور ملازمت میں رہنا یا ملازم رکھنا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ بعض میں وہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے بلاضرورت شدیدہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔ (امداد المفتیین ج۲ص۱۰۲۴ اص۱۰۲۵)